اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۱۳

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

[illegible]

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

فتاوی عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبروار احکام کیساتھ

(جلد ۱۳)

مترجم ـــــ حضرت مولانا ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادری
کتابت ـــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی
طباعت ـــــ عکسی
تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار
ناشر ـــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

نظر ثانی ـــــ اراکین مجلس منتظمہ وممتاز علماء کرام ومفتیان عظام
کاغذ ـــــ اعلیٰ سفید
تاریخ اشاعت ـــــ صفر ۱۴۰۰ھ بمطابق جنوری ۱۹۸۰ء
مطبع ـــــ المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور
مقام اشاعت ـــــ سہگل آباد۔ ضلع جہلم پاکستان،

فہرست طبع شدہ

۱۔ تعارف فتاوی عالمگیری (یعنی فقہ حنفی، فتاوی عالمگیری اور اسکے ترجمہ کا تعارف) ۔ عکسی۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک

۲۔ جلد ۱۔ طہارت کی مکمل بحث۔ عنوانات	۹۷	دفعات ۱ تا ۹۷	تعداد صفحات ۱۲۳۶	عکسی	۲۵۰۰۰	″
۳۔ جلد ۲۔ نماز کی مکمل بحث ″	۱۳۲	″ ۹۸ تا ۲۲۹	″ ۲۴۱۹	″	۴۶۰۰۰	″
۴۔ جلد ۳۔ زکوٰۃ کی مکمل بحث ″	۳۲	″ ۲۳۰ تا ۲۶۱	″ ۵۲۱	″	۱۵۰۰۰	″
۵۔ جلد ۴۔ روزہ کی مکمل بحث ″	۲۶	″ ۲۶۲ تا ۲۸۷	″ ۵۱۰	″		″
۶۔ جلد ۵۔ حج وزیارت کی مکمل بحث ″	۴۳	″ ۲۸۸ تا ۳۳۰	۱۰۱۹	″		″
ارکانِ اسلام میں عبادات خالصہ کا مکمل سیٹ ″	۳۳۰	″ ۱ تا ۳۳۰		″	۱۳۶۰۰۰	″
۷۔ حدود کی مکمل بحث ۔	۲۰	″		″	۳۲۰۰۰	″
۸۔ احکام المرتدین ۔ ″	۱۳	″	۳۹۰	″	۳۰۰۰۰	″
عبادات خالصہ اور عقوبات خالصہ یعنی حدود کی بحثوں اور احکام المرتدین کا سیٹ ″	۳۶۳	″ ۳۶۳	۲۱۶۰	″	۱۹۸۰۰۰	″
۹۔ نئی جلد۔ زیر تدوین۔						

(دوسری جلد ... اردو ایسی شگفتہ ہے اور ارباب ذوق فقہ کے ... اور بایں ہمہ)

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71-2-10/2-GM/97009/96904 ۔ ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب۔
71-4-13/A.D.S.E/2-M/28386/28956 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد۔
71-7-14/ E/F.P.U.B/11-B/19650/1974 ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی۔
72-12-13/33145/33035/ ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفر آباد۔

العارض:۔ معاون ناظم نشر و اشاعت سعید صادق مغل میانہ موہڑہ۔ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ:۔ مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ سہگل آباد۔ ضلع جہلم۔ پاکستان

فہرست فتاوی عالمگیری مترجم جلد ۱۳ مرتدوں کے احکام

مرتد کا مفہوم، ارتداد کا رکن، ارتداد درست قرار پانے کی شرطیں، ارتداد کا حکم، موجبات الکفر جنکا تعلق ایمان و اسلام سے، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے، انبیاء علیہم السلام سے، قرآن مجید سے نماز روزہ اور زکوۃ سے، علم (دین) اور علماء سے، حلال وحرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے اور کفر کی تلقین کرنے اور مرتد ہونے کا حکم دینے، اسکی تعلیم دینے اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے ہے۔

باب ۱، دفعات ۴۹۰ تا ۵۰۲، عنوانات ۱۳، تعداد شق ۳۹۰

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاوٰی عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کیساتھ) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنتِ مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظِ قرآن، عالمِ دین، محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی اور علماءِ ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاوٰی عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امتِ محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔ اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاوٰی ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاوٰی کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عزّ برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان سبھی اربابِ ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔

اس فتاوٰی کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہو گی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت صحت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاوٰی عالمگیریہ

سہگل آباد، ضلع جہلم۔ مغربی پاکستان

وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعۂ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتبِ فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية فى مذهب الامام الاعظمؒ، ابى حنيفة النعمان صاحب القدر الافخمؒ تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام، وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولٰنا الشيخ نظام رحمة الله تعالىٰ، و ذلك بامر السلطان ابى المظفر محى الدين محمد اورنك زيب بهادر عالمگيرؒ عليه و عليهم رحمة المولىٰ اللطيف الخبير ـ آمين

جلد ۱۳

الجلد الثالث عشر كتاب السير	تیرہویں جلد، جہاد کی بحث
الباب التاسع فى احكام المرتدين	نواں باب ، مرتدوں کے احکام

۱۳

عنوانات

المرتد ، ركن الارتداد و شرائطه و حكمه	مرتد کا مفہوم ، ارتداد کا رکن ، ارتداد درست قرار پانے کی شرطیں اور احکام
موجبات الكفر ما يتعلق بالايمان والاسلام وبذات الله تعالىٰ وصفاته	موجبات الکفر جنکا تعلق ایمان، اسلام، اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ہے
وما يتعلق بالانبياء عليهم السلام والقرآن والصلوة والصوم والزكوة	موجبات الکفر جنکا تعلق انبیا علیہم السلام، قرآن مجید، نماز، روزہ اور زکوۃ سے ہے
وما يتعلق بالعلم والعلماء والحلال والحرام وكلام الفسقة وغيرها	موجبات الکفر جنکا تعلق علم، علماء، حلال وحرام اور فساق کے کلام وغیرہ سے ہے
وما يتعلق بيوم القيمه و ما فيها وبتلقين الكفر والتشبه بالكفار وغيرها	موجبات الکفر جنکا تعلق قیامت، کفر کی تلقین اور تشبہ بالکفار وغیرہ سے ہے
دفعات ۴۹۰ تا ۵۰۲	تعداد شق ۳۹۰

عربی متن مع اردو ترجمہ، نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابو السعید محمد صادق مغل بن حافظ القادری، فاضل مدرسہ عربیہ خیر المدارس، فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، او۔ ٹی و صدر شعبہ عربی اردو و اسلامیات ایم اے کول خطیب جامعہ عثمانیہ، سرپرست مدرسہ تبلیغ الاسلام سہگل آباد، مولف جمہوریہ اسلامیہ کا مقدس یوم، عمدۃ القواعد اور تعارف فتاوی عالمگیری

مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، المتوطن میانہ موہڑہ ڈاک خانہ فریاں ضلع راولپنڈی

(حال) سہگل آباد ضلع جہلم (پاکستان)

ونتمت کلمت ربک صدقا وعدلا
اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے
مجلس منتظم اشاعت فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد
سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین
آمین

الباب التاسع - فی احکام المرتدین

دفعات شق نمبر	متن	حوالہ
۴۹۰	**المرتد** تعداد شق ۱[1]	
۱	المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام	کذا فی النھر الفائق
۴۹۱	**رکن الارتداد** تعداد شق ۱	
۱	ورکن الردۃ اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد وجود الایمان	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع

[1] فتاوی عالمگیری مترجم اردو حامل المتن میں، عبادات خالصہ، یعنی طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج وزیارت کی پانچ مکمل بحثیں جو کہ فتاوی عالمگیری عربی میں بطور بحث ۱ تا ۵ مسلسل تھیں۔ عربی مع اردو کی اشاعت میں بطور جلد ۱ تا ۵ شائع ہوئیں۔ اس کے بعد عقوبات خالصہ یعنی کتاب الحدود جس میں زنا، شراب نوشی اور قذف کی حد اور تعزیر نیز چوری اور رہزنی کی حد جو کہ فتاوی عالمگیری عربی میں بطور بحث ۱۱، ۱۲ تھی عربی مع اردو کی اشاعت میں یہ منتخبہ بحث بطور جلد ۱۱ شائع ہوئی اب "مرتدوں کے احکام" کا باب جو کہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۱۳ جہاد کی بحث سے متعلق ہے عربی مع اردو کی اشاعت میں یہ منتخبہ باب بطور جلد ۱۳ اشاعت پذیر ہے اور عربی میں بحث نمبر، اور عربی مع اردو کی جلد نمبر، ہر دو میں یہ یکسانیت اس بنا پر ہے تاکہ بحثوں کی ترتیب میں ہر دو کا باہمی تعلق واضح رہے اور بحثوں کی ترتیب کے متعلق فتاوی ہذا عربی مع اردو کی ج ۱ کا ص ۶ یعنی فہرست ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ جہاد کی بحث میں اصلی کفر سے متعلق احکام کے بیان کے بعد، احکام المرتدین کے باب میں، اس کفر کے احکام کا بیان ہے جو ایمان کے بعد طاری ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۱ (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۹۱/۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ایمان لغت میں، اعتماد کرنے، تصدیق کرنے، قبول کرنے اور خدا کی وحی کو دل و جان سے ماننے کو کہتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۴۸ اور المنجد ص ۸۰ اور درمختار و رد المحتار میں، اسلامی شریعت میں

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰	
	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل پر، انکے اصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سب پر ہو ۔	
	نواں باب - مرتدوں کے احکام کا بیان[۱]	
۴۹۰	**مرتد کا مفہوم** اور اس میں ۱ شق ہے	
۱	از روئے عرف مرتد اسے کہتے ہیں کہ جو (مسلمان[۲]) شخص دینِ اسلام سے پھر جائے (وہ مرتد ہے)	نہر فائق
۴۹۱	**ارتداد کا رکن** اور اس میں ۱ شق ہے	
۱	مرتد قرار پانے کا رکن یہ ہے کہ وجودِ ایمان[۳] کے بعد[۴] زبان[۵] پر کلمہ کفر[۶] جاری کرے[۷] ۔	بحر رائق

ایمان کے مفہوم کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہیں ان سب میں آپ کی تصدیق کرنا جبکہ وہ امور ایسے معلوم بالضرورہ ہوں کہ عوام کسی نظر و استدلال کے احتیاج کے بغیر (بداہۃ) جان لیں کہ یہ امور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے ہیں مثلاً توحید، نبوت، بعث، جزا وسزا، نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت اور شراب کی حرمت وغیرہ (العلم الضروری کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ تصدیق سے مراد یہ ہے کہ دل اسے قبول کرے اور اس پر یقین وعقیدہ رکھے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۳۹۱ ۔

ب - تحقق ایمان کے لئے مذکورہ تصدیق کے ساتھ زبان سے بھی اقرار کرنے، نیز حقیقت ایمان میں اہم ضروری امور کے متعلق درمختار و رد المحتار، البحر الرائق اور شرح الفقہ الاکبر سے ماخوذ درج ذیل حوالہ جات خلاصۃً ملاحظہ ہوں (۱) درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اکثر احناف وجمہور اشاعرہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص مذکورہ تصدیق کے ساتھ زبان سے اس کا اقرار کرنے کا وقت نہ پائے تو وہ محض تصدیق سے ہی صاحبِ ایمان قرار پاتا ہے مثلاً وہ شخص اقرار کرنے سے عاجز ہو یا گونگا ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۳۹۱ (۲) رد المحتار میں ہے کہ اس پر بھی اتفاق ہے کہ اگر اس تصدیق کے ساتھ، نفس اقرار یوں پایا جائے کہ وہ اقرار غیر شخص پر ظاہر نہ ہو تو وہ اتمام ایمان کے لئے کفایت کر جاتا ہے۔ ماخوذ از

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - فی احکام المرتدین	احکام المرتدین	حوالہ

۱/۴۹۱ - رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۱ -

(۳) درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس پر بھی اتفاق ہے کہ اگر اس تصدیق کے ساتھ، عند المطالبہ زبان سے اس کا اقرار نہ کرنے پر اصرار کرے تو ایسا کرنا، عدمِ تصدیق کی علامت ہے (حکم نمبر ۲۲/۵۰۰ ملاحظہ ہو) ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۱

(۴) رد المحتار میں ہے کہ یہ بھی محقق ہے کہ حقیقتِ ایمان میں ضروری ہے کہ اس شخص سے کوئی ایسا قول یا فعل نہ پایا جائے جو ایمان اور شریعت کی خفت (یعنی توہین) پر دلالت کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۱ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ معصیت صغیرہ ہو، یا کبیرہ اسے حلال جاننا کفر جبکہ اس کا ثبوت دلالت قطعی سے ہو (دلالت قطعی کے متعلق حکم نمبر ۳۰و/۴۹۶ کے حاشیہ کا "ج، د" ملاحظہ ہوں) اسی طرح کسی معصیت کو ہلکا سمجھنا کفر ہے بایں طور کہ اسے ایسا معمولی سمجھے کہ بغیر کسی پرواہ کے بطور مباح اسکا ارتکاب کرے اسی طرح شریعت سے مزاح کرنا کفر ہے اس لئے کہ ایسا کرنا انبیاء علیہ السلام کی تکذیب کی علامات سے ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی سنت کو دائمی طور پر چھوڑ دے اور اس کا ایسا کرنا اسے ہلکا جاننے کی بنا پر ہو یا وہ کسی سنت کو قبیح سمجھتا ہو تو احناف کے ہاں یہ موجب الکفر ہے۔ نیز لکھا ہے تاویل کرنے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد الھروی القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲۷۷ھ ص ۱۲۱، ص ۱۳۰ نیز شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس (مسلمان) شخص نے کسی حدیث کو رَد کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) ہمارے بعض مشائخ کا قول ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور متاخرین کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) کفر تب ہو گا کہ وہ حدیث متواتر ہو (حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ ملاحظہ ہو) اور پھر لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ یہی حکم صحیح ہے لیکن اگر کسی نے احادیث میں خبر واحد کو بطور استخفاف اور استحقار رد کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی احادیث میں سے کسی خبر واحد کو رد کرنا بطور استخفاف ہو تو پھر کفر قرار پائے گا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۰۴ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۔ الآیۃ - آیت ۶۵، ۶۶ سورہ توبہ - یعنی جو تو ان سے پوچھے تو کہیں ہم تو بول چال کرتے تھے اور کھیل۔ تو کہہ کیا اللہ تعالیٰ سے، اور اس کے کلام سے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ تم کافر ہو گئے ایمان لا کر۔ اور اس آیت کی ذیل میں تفسیر احکام القرآن میں ہے کہ " دل علی ان الاستھزاء بآیات اللہ تعالی وبشیئ من شرائع دینہ کفر فاعلہ "، (یعنی یہ آیت دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات، اس کے دین کے احکام میں سے کسی حکم سے استہزاء کا مرتکب، کفر کا مرتکب قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از تفسیر احکام القرآن مولفہ امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی م ۳۷۰ھ اور جیسا کہ حکم نمبر ۷، ۸۴/۵۰۲ میں ہے چنانچہ اس پر بہت سی جزئیات متفرع ہوتی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے کسی حکم یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے قطعی ثابت شدہ کسی قول یا فعل سے (بغیر تاویل) انکار کرنا یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت یا دین و ایمان و شریعت سے مزاح کرنا یا توہین و مقابلہ کرنا یا نفرت کرنا یا مزاح میں کلمہ کفر کہنا وغیرہ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے آخری حاشیہ کا "۳ تا ۵"، حکم نمبر ۱/۴۹۵ مع حواشی، حکم نمبر ۴۹۶ مع حواشی، حکم نمبر ۱، ۶ تا ۱۴/۴۹۹، ۲۹، ۴۳، ۷۰، ۸۳/۵۰۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳۴، ۴۰/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں البتہ کسی موجب الامر سے محض عملی موافقت نہ کرنا یا عمل نہ کرنے کا عزم کرنا فسق ہے موجب کفر نہیں ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے آخری حاشیہ کا "ج"، ۸/۴۹۶ اور ۱۷/۴۹۸ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔

(۵) درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس پر بھی اتفاق ہے کہ (مذکورہ) تصدیق کرنے اور زبان سے اس کا اقرار کر سکنے اور اس کا وقت پانے کے

دفعہ وشق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام	مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ

١/٤٩١ بعد اس پر دنیوی احکام جاری کرنے کے لئے مثلاً اسکی امامت جائز ہونے، اس پر نماز جنازہ پڑھنے اور اس سے عشر وغیرہ کا مطالبہ کرنے کے لئے (مذکورہ تصدیق کے ساتھ) اسکے اقرار کا اظہار غیر کے سامنے بھی ہونا شرط ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ ص ٣٩١۔ البتہ جو بچہ اپنے والدین کی تبعیت میں مسلمان قرار پائے اس سے اس کے اسلام کے متعلق دریافت کرنا غیر ضروری ہونے کے متعلق حکم نمبر ٤٣/٤٩٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(٦) درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے مذکورہ تصدیق کے بعد اتنا وقت پایا جس میں وہ زبان سے اس کا اقرار کر سکتا تھا مگر اس نے اقرار نہ کیا تو اس صورت کے حکم کے متعلق اکثر احناف اور جمہور اشاعرہ کی تحقیقات میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے منقول، آپ کے اصحاب سے مشہور اور بعض محققین اشاعرہ کے ہاں یہ حکم ہے کہ اس صورت میں وجود ایمان کے لئے دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار دونوں ضروری ہیں (خواہ اقرار کا مطالبہ پایا نہ ہو) اور جمہور (محققین) اشاعرہ کے ہاں حکم یہ ہے کہ اس صورت میں بھی وجود ایمان کے لئے محض تصدیق کفایت کر جاتی ہے جبکہ اس کا اعتقاد یہ ہو کہ وہ عند المطالبہ زبان سے بھی اقرار کرے گا (حکم نمبر ١/٤٩١ کے پہلے حاشیہ کا "ب ٣" ملاحظہ ہو) ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ ص ٣٩١ ملخصاً وھکذا فی البحر الرائق ج ٥ ص ١١٩ (مترجم)

٤ رد المحتار میں ہے کہ "ایمان کے بعد" کی قید سے کافر خارج ہوگیا پس اگر کسی اصلی کافر نے کلمہ کفر کہا تو اس پر مرتد کے احکام لاگو نہ ہوں گے البتہ کبھی یوں ہو سکتا ہے کہ کافر شخص خواہ مرد ہو یا عورت اسے اس کے (کسی امر موجب) کفر کی وجہ سے (تعزیراً) قتل کیا جائے مثلاً یہ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ گالی دے یا آپ کو گالی دینے کی عادت بنالے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ٣ ص ٣٩١، ص ٣٨٤ تا ص ٣٨٦ اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ٤٦٧ ملاحظہ ہو (مترجم)

٥ رد المحتار میں ہے "زبان پر کلمہ کفر" کی قید، ظاہر کی نسبت سے ہے کیونکہ حاکم اسی سے حکم دے سکتا ہے ورنہ (کبھی) زبان سے کلمہ کفر کہے بغیر بھی ارتداد قرار پا سکتا ہے مثلاً اس کا اعتقاد باطل ہو جائے یا وہ یہ نیت کرے کہ وہ ایک عرصہ بعد کفر کرے گا ماخوذ از رد المحتار ج ٣ ص ٣٩١ حکم نمبر ٣٩، ٤٣، ٨٣/٥٠٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)

٦ کلمات الکفر کے متعلق حکم نمبر ٤٩٤ تا ٥٠٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)

٧ ا۔ البحر الرائق میں (١) بحوالہ جامع الفصولین لکھا ہے کہ بروایت الطحاوی ہمارے اصحاب سے مروی ہے کہ ایمان والا شخص ایمان سے تب خارج قرار پائے گا جبکہ وہ ایمان میں داخل کرنیوالے امر کا انکار کردے چنانچہ جس امر سے اسکا مرتد قرار پانا یقینی قرار پاتا ہو اس سے اسکے ارتداد کا حکم دیا جائیگا اور جس امر سے اسکا مرتد ہونا یقینی نہ قرار پاتا ہو اس سے اسکے ارتداد کا حکم نہ دیا جائیگا اس لئے کہ ثابت شدہ اسلام شک کی بنا پر زائل نہ ہوگا اور اسلام تو غلبہ رکھتا ہے اور عالم دین کو چاہیئے کہ جب اس کے سامنے ارتداد کا معاملہ پیش ہو تو وہ اہل اسلام کی تکفیر میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ نیز بحر صاحب البحر نے لکھا ہے کہ مذکورہ مقدمہ پر قیاس کی بنا پر میں کہتا ہوں کہ بعض مسائل کے احکام میں ان کا کفر ہونا مذکور ہوتا ہے مگر اس کے باوجود اس کے قائل کی تکفیر نہیں کی جاتی پس (کسی مسلمان کو کافر قرار دینے میں) تامل چاہیئے۔

(٢) اور بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے کہ کفر ایک عظیم شئی ہے پس میں کسی مومن کو اس صورت میں کافر قرار دوں گا جبکہ کوئی ایک روایت بھی ایسی پائی جائے جس کی رو سے اس کی تکفیر نہ کی جا سکتی ہو (البتہ حکم نمبر ٨٥، ٨٦/٥٠٢ ملاحظہ ہوں)

(٣) اور بحوالہ الجامع الاصغر لکھا ہے کہ کسی شخص نے جان بوجھ کر کلمہ کفر کہا لیکن اس نے اس کلمہ کفر پر اعتقاد نہ کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) ہمارے بعض اصحاب کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ قرار پائے گا اس لئے کہ کفر کا تعلق ضمیر (اور عقیدہ) سے ہے اور بعض کا قول

دفعات/شق نمبر	الباب التاسع - فی احکام المرتدین	احکام المرتدین	حوالہ

$\frac{1}{491}$ یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب قرار پاتا ہے اور میرے ہاں یہی حکم صحیح ہے اس لئے کہ اس نے دین کو ہلکا جانا ہے۔

(۴) اور بحوالہ الفتح القدیر لکھا ہے کہ جس (مسلمان) شخص نے کلمہ کفر بطور مزاح کہا تو وہ ارتداد کا مرتکب قرار پاتا ہے اگرچہ اس کلمہ کفر پر اس کا اعتقاد نہ ہو اس لئے کہ اس نے دین کو ہلکا جانا ہے (حکم نمبر $\frac{۵، ۸۴}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں)

(۵) اور بحوالہ المسایرہ لکھا ہے کہ وہ الفاظ و افعال جو دین کے استخفاف (یعنی اسے ہلکا جاننے، اس سے مزاح کرنے اور اس کی توہین کرنے) پر دلالت کریں تو احناف کے ہاں وہ موجب کفر ہیں مثلاً جان بوجھکر (بغیر کسی مجبوری و عذر کے) بغیر وضو نماز پڑھنا کسی سنت کو بطور استخفاف دائمی طور پر چھوڑ دینا یا اسے قبیح سمجھنا (حکم نمبر $\frac{۵}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہو)

(۶) بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کئی وجوہ موجبِ کفر ہوں اور اسمیں ایک وجہ ایسی بھی ہو جو موجب کفر نہ قرار پاسکتی ہو (مثلاً وہ بطور احتمال یا خبر دینے کے ہو) تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ اس توجیہ پر مائل ہو جو موجبِ کفر نہ ہو اور ایسا کرنا مسلمان پر حسنِ ظن کی بنا پر ہے اور البزازیہ میں ہے کہ جب (قائل کی طرف سے) کفر واجب کرنے والے امر کے ارادہ کی تصریح پائی جائے تو اس صورت میں تاویل نفع نہ دے گی (حکم نمبر $\frac{۸۵، ۸۶}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں)

(۷) اور بحوالہ التتار خانیہ لکھا ہے کہ تکفیر انتہائی سزا ہے محض احتمالِ کفر کی وجہ سے کسی (مسلمان) کی تکفیر نہیں کی جاتی اس لئے کہ انتہائی سزا انتہائی جرم پر ہی ہوسکتی ہے اور احتمال جرم کی صورت میں کوئی جرم انتہائی نہیں قرار پاتا (حکم نمبر $\frac{۸۵، ۸۶}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں)

(۸) نیز البحر الرائق میں ہے کہ حاصل یہ ہے کہ جس (مسلمان) شخص نے کلمہ کفر تمسخر، مزاح اور کھیل و تفریح کے طور پر کہا تو اس میں اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں۔ ہے سب کے ہاں وہ کفر کا مرتکب قرار پائے گا جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے (حکم نمبر $\frac{۷}{۵۰۲}$، $\frac{۴۰}{۴۶۷}$ ملاحظہ ہوں) اور جس نے کلمہ کفر خطاءً کہا (یعنی کہنا کچھ چاہتا تھا مگر غلطی سے کلمہ کفر کہہ گیا) یا اس نے کسی کے جبر کرنے سے کلمہ کفر کہا تو سب کے ہاں وہ کفر کا مرتکب نہ قرار پائے گا (حکم نمبر $\frac{۶}{۴۹۲}$، $\frac{۲، ۳، ۸۱، ۸۶}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں) اور جس نے کلمۂ کفر جانتے ہوئے جان بوجھکر کہا تو سب کے ہاں وہ کفر کا مرتکب قرار پائے گا (حکم نمبر $\frac{۵، ۸۴}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں) اور جس نے کلمۂ کفر اپنے اختیار سے کہا البتہ وہ نہیں جانتا کہ یوں کہنا، کلمہ کفر ہے تو اس کے کفر قرار پانے میں اختلاف ہے (حکم نمبر $\frac{۶}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہو)

(۹) نیز البحر الرائق میں ہے کہ کسی (مسلمان) شخص پر کفر کا فتوی اس صورت میں نہ دیا جائے گا جبکہ اس (قابل تکفیر) امر کو کسی اچھے (یعنی ناقابل تکفیر) محل پر محمول کرنا ممکن ہو یا اس کے کفر قرار پانے میں اختلاف ہو خواہ اختلاف کی روایت ضعیف ہو پس اس سے واضح ہے کہ ذکر کردہ اکثر کلمات الکفر ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے تکفیر کا فتوی نہ دیا جائے گا اور میں نے تو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کلمات الکفر میں سے کسی پر فتوی نہ دوں گا (حکم نمبر $\frac{۸۶}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہو) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از البحر الرائق مطبوعہ مطبع دار الکتب العربیۃ الکبری صـ ۱۲۴، صـ ۱۱۹، صـ ۱۲۰، صـ ۱۲۵۔ ملخصاً۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ غلطی سے سو کافروں کو مسلمان قرار دینا، اس سے آسان ہے کہ غلطی سے ایک مسلمان کو

ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صـ ۱۳۰

ب ۔ در مختار میں ہے کہ کلمات الکفر پر کفر کا فتوی تب ہی دیا جائیگا جبکہ اس کی تکفیر پر مشائخ" کا اتفاق ہو اور پھر لکھا ہے کہ صاحب البحر الرائق کا قول ہے کہ میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کلمات الکفر میں سے کسی پر فتوی نہ دوں گا اور رد المحتار میں ہے کہ صاحب البحر الرائق کے قول کا سبب وہی ہے جو صاحب البحر الرائق نے ماقبل میں ذکر کیا ہے کہ" الجامع الفصولین میں بروایت الطحاوی، ہمارے اصحاب سے مروی ہے کہ ایمان والا شخص ایمان سے تب خارج قرار پائے گا جبکہ وہ ایمان میں داخل کرنے والے امر کا انکار کردے چنانچہ جس امر سے اس کا مرتد قرار پانا یقینی قرار پاتا ہو تو اس کے ارتداد کا حکم دیا جائے گا اور جس امر سے اس کا مرتد ہونا یقینی نہ قرار پاتا ہو تو اس کے

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام	مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ

۱/۴۹۱ ارتداد کا حکم نہ دیا جائیگا الخ " (جیسا کہ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پانچویں حاشیہ کے "و (ا) " میں ہے) ماخوذ از در مختار ردالمحتار ج ۳ ص ۳۹۳ - البتہ حکم نمبر ۸۹/۵۰۲ ملاحظہ

ج - الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی م ۱۵۰ھ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے کفر کی طرف منسوب نہیں کرتے خواہ وہ گناہ کبیرہ ہوں اور کثیرہ ہوں جبتک کہ وہ اس گناہ کو حلال اعتقاد نہ کرے اس لئے کہ جس شخص نے کسی ایسی معصیت کو حلال جانا جس کا ثبوت قطعی ہو تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (البتہ بغیر اعتقاد کلمہ کفر کہنے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پانچویں حاشیہ کا "۲ ۰ ۸ " ، ۸۴۰۵/۵۰۲ ملاحظہ ہوں) اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ واضح رہے کہ ہمارے علماءؒ کا یہ قول کہ " اہل قبلہ کی تکفیر گناہ کی وجہ سے جائز نہیں ہوتی " اس سے مراد محض قبلہ کی طرف رخ کرنے والے (یعنی صرف خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے والے) نہیں ہیں اور لکھا ہے کہ ایسے غالی جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی پہنچانے میں غلطی کی (وغیرہ) تو ایسے غالی خواہ قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھیں مومن نہیں ہیں (حکم نمبر ۲۶/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو) اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مراد بھی یہی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کو قبلہ بنائے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان ہے اور وہ اللہ تعالی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں ہے (یعنی جب تک اس سے علامات کفر سے کوئی چیز نہ پائی جائے) نیز لکھا ہے کہ یہ جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین پر متفق ہوں اور لکھا ہے کہ اگر ایک شخص عمر بھر طاعات و عبادات میں لگا رہے اور اس کے باوجود وہ (مثلا) حشر کی نفی کا اعتقاد کرے تو وہ اہل قبلہ سے نہ قرار پائے گا اور لکھا ہے کہ اہل سنت کے ہاں " اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کرنے سے " مراد یہ ہے کہ جبتک ان سے کفر کی علامات و امارات میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے اور ان سے موجبات الکفر میں سے کوئی امر صادر نہ ہو - مفہوم فی الجملہ ماخوذ از الفقہ الاکبر و شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد الھروی المکی القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲۷۷ھ ص ۵۶ ، ص ۱۳۰ ، ص ۱۳۲ ملخصا -

د - فروعی اختلاف کے متعلق ردالمحتار میں بعض احادیث منقول ہیں جنکا مفہوم یہ ہے کہ " میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے " ، دوسری روایت میں یوں ہے کہ " میری امت کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے " ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۶۳ - پس ضروریات دین میں اتفاق کے بعد فروعات میں سلف صالحین کے اختلاف ، پر خلوص جذبہ تحقیق کے حامل تھے اور صحابہؓ اور مجتہدینؒ کے اقوال حقہ میں امت کے لئے سامان سہولت فراہم تھا - اسلئے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال پر اظہار مسرت فرماتے کہ اس سے امت کیلئے ممکنہ رخصت کی گنجائش ملتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ گنجائش نہ رہتی اور لوگ تنگی میں پڑجاتے - اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۹۷ کے آخری حاشیہ کا " ۴ ج " ملاحظہ ہو - چنانچہ مجتہدین کے اختلاف فی الفروعات کے متعلق امام شعرانیؒ نے میزان میں حضرت سفیان ثوریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قال سفیان الثوریؒ لا تقولوا اختلف العلماءؒ فی کذا وقولوا قد وسع العلماء علی الامۃ بکذا - یعنی حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ یوں نہ کہا کرو کہ (فلاں مسئلہ میں) علماءؒ نے اختلاف کیا ہے بلکہ یوں کہا کرو کہ (فلاں مسئلہ میں) علماءؒ نے امت کیلئے یوں گنجائش بیان کی ہے - میزان ص ۲۱ و مقدمہ تدوین فقہ ص ۲۱۷

مگر - باایں ہمہ امت مسلمہ کیلئے اللہ تعالی کا حکم یہ ہے کہ " وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا - آیت ۱۰۳ سورہ آل عمران یعنی مضبوط پکڑو رسی اللہ تعالی کی سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو - حبل اللہ یعنی اللہ تعالی کی رسی کے متعلق تفسیر القرطبی میں ہے کہ " قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ حبل اللہ القرآن ورواہ علیؓ وابو سعید الخدری رضی اللہ عنہما عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم - یعنی " حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبل اللہ تعالی سے مراد قرآن مجید ہے اور حضرت علیؓ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے یوں ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے " مجاہدؒ اور قتادہؒ نے بھی یوں ہی کہا ہے - ماخوذ از تفسیر قرطبی یعنی الجامع لاحکام القرآن لامام عبد اللہ بن احمد انصاری قرطبیؒ م ۶۷۱ھ

(۲) مشکوۃ المصابیح میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت مروی ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی - (آپ گھر میں تشریف فرما تھے (اتنے میں) آپ نے (باہر) دو آدمیوں کی آوازیں سنیں وہ دونوں کسی آیت میں اختلاف کر رہے تھے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے آپ کے چہرہ انور پر غصہ کی علامات ظاہر تھیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ " انما ھلک من کان قبلکم باختلافھم فی الکتاب " (یعنی تم سے پہلے لوگ اللہ تعالی کی کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے) ماخوذ از مشکوۃ مترجم ج ا ص ۶۵ بحوالہ مسلم -

(۳) مشکوۃ المصابیح میں بروایت حضرت امامہ رضی اللہ عنہ ، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ " قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ھدی

دفعات شق نمبر	الباب التاسع۔ فی احکام المرتدین	احکام المرتدین	حوالہ

$\frac{1}{491}$ کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الآیۃ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ الآیۃ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہدایت یافتہ قوم گمراہ نہیں ہوئی مگر اسلئے کہ وہ جھگڑوں میں پڑگئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۔ آیت ۵۸ سورہ زخرف یعنی یہ نام جو دھرتے ہیں تجھ پر، سب جھگڑنے کو، بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو) ماخوذ از مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۴۲ بحوالہ احمد، ترمذی، ابن ماجہ۔

(۴) اَلْمِرَاءُ یعنی جھگڑے سے بچنے کے متعلق یہاں تک تعلیم دی گئی ہے کہ بروایت حضرت انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ من ترک الکذب وھو باطل بنی لہ فی ربض الجنۃ ومن ترک المراء وھو محق بنی لہ فی وسط الجنۃ ومن حسن خلقہ بنی لہ فی اعلاھا۔ الحدیث۔ یعنی جس (مسلمان) شخص نے جھوٹ چھوڑ دیا درآنحالیکہ وہ ناحق تھا تو (اس جھوٹ چھوڑنے کے بدلہ میں) اسکے لئے جنت کے گرد و نواح میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے اور جس شخص نے جھگڑا کرنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ حق پر تھا تو (جھگڑا چھوڑنے کی خوبی کے بدلہ میں) اسکے لئے جنت کے درمیان ایک محل بنا دیا جاتا ہے اور جس شخص نے (ہر لحاظ سے) اپنا اخلاق اچھا کر لیا تو اسکے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے ماخوذ از ترمذی مطبوعہ مطبع نولکشور ج ۲ ص ۲۴۵ ومشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۳۲۷۔

(۵) چنانچہ اختلاف کے باوجود، جھگڑے سے بچنے اور جذبۂ اتفاق قائم رکھنے کے متعلق، مقدمہ تدوین فقہ میں بحوالہ صحاح، بیہقی، کتب شاطبی نیز الہیثمی اور الکنز وغیرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک واقعہ لکھا ہے جسکا فی الجملہ خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت کے چند سال گذرنے کے بعد (سنہ ۲۹ھ میں) دورانِ حج، منیٰ اور عرفات میں فرض نماز میں قصر کرنیکی بجائے یعنی چار رکعت والی فرض نماز بطور مسافر دو رکعت پڑھنے کی بجائے چار رکعت پڑھنے کا اعلان کیا تو کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بنا پر اعتراض کیا کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، پھر حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اپنے عہد میں قصر ہی فرمایا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق مقیم قرار پانے وغیرہ کی کئی وجوہ پیش کیں مگر کئی اختلاف کنندگان مطمئن نہ ہوئے اس اختلاف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی تھے۔ اور بعض تو اختلاف کرنے میں پیش پیش تھے مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو اختلاف کرنیوالوں نے بھی آپکے ساتھ چار رکعتیں ہی پڑھیں تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعض سے یوں سوال کیا، عبت علی عثمان وصلیت اربعا، یعنی "تم نے حضرت عثمانؓ پر اعتراض کیا اور پھر پڑھیں چار ہی رکعت" تو سوال کنندہ کو جواب یہ ملا کہ " انی اکرہ الخلاف "، میں الگ ہونا پسند نہیں کرتا بعض نے یوں سوال کیا کہ "آپ نے بیان نہیں کیا تھا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما قصر کیا کرتے تھے"، تو جواب یہ تھا کہ "میں اب بھی یہی بیان کرتا ہوں مگر" نما اخالفہ والخلاف شر" یعنی اختلاف کے باوجود میں اپنے امام اور امیر سے جدا نہیں ہونگا کیونکہ جدائی میں برائی ہے،، اور شاطبیؒ نے لکھا ہے کہ "کل مسئلۃ حدثت فی الاسلام فاختلف الناس فیھا ولم یورث ذلک الاختلاف بینھم العداوۃ ولا بغضاء ولا فرقۃ علمنا انھا من مسائل الاسلام وکل مسئلۃ طرت فاوجبت العداوۃ والتنافر والتنابز والقطیعۃ علمنا انھا لیست من امر الدین فی شئ" یعنی ہر نیا مسئلہ جو اسلام میں پیدا ہوا اور لوگ اسمیں مختلف ہو جائیں تو اگر اختلاف کی وجہ سے نہ عداوت پیدا ہو نہ بغض وکینہ اور نہ ایک دوسرے سے جدا ہوں، تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اسلام ہی کے مسئلوں میں سے ایک مسئلہ ہے مگر جو مسئلہ یوں ظاہر ہو کہ اس کی وجہ سے دلوں میں باہمی دشمنی اور منافرت پیدا ہو ایک دوسرے کو برے القاب سے ملقب کرنے لگیں اور اس اختلاف کی وجہ سے اسلامی رشتہ کٹ جائے تو ہم جان لیں گے کہ دین سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا۔ آیت ۱۰۵ سورہ آل عمران یعنی" مت ہو انکی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ" وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ. آیت ۴۶ سورہ انفال۔ یعنی حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپس میں نہ جھگڑو پھر نامراد ہو جاؤگے اور جاتی رہے گی تمہاری باد یعنی تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از مقدمہ تدوین فقہ ص ۱۷۰ تا ص ۱۷۸ وھکذا فی الکنز ج ۴ ص ۲۴۲، والہیثمی ج ۵ ص ۲۴۶-

(۶) چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ تلخیص الامام الزاھدیؒ لکھا ہے کہ کان ابوحنیفۃؒ یکرہ الجدال علی سبیل الحق،، (یعنی امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ برسبیل حق بھی جھگڑا کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے) اور امام ابویوسفؒ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ باہر سے لوگوں کی ایک جماعت آئی جسکے آگے آگے دو آدمی تھے اس جماعت کے لوگوں نے بتایا کہ ان دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ قرآن مجید مخلوق ہے اور یہ دوسرا اس سے جھگڑا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام	
	مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ

۱/۴۹۱ کہ لاتصلوا خلفھما" (یعنی ان دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو) میں نے عرض کیا کہ پہلے شخص کے متعلق تو یہ حکم ٹھیک ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کے قدیم ہونے کا قائل نہیں (حکم نمبر ۱/۴۹۴ ملاحظہ ہو) مگر دوسرے شخص نے کیا کیا ہے کہ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے تو آپ نے فرمایا کہ "انھما یتنازعان فی الدین والمنازعۃ فی الدین بدعۃ" (یعنی اسلئے کہ وہ دونوں دین میں ایکدوسرے کے خلاف اکسارہے اور جھگڑا کررہے ہیں اور دین میں جھگڑا کرنا بدعت ہے) یوں ہی مفتاح السعادۃ میں ہے چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں لکھا ہے کہ غیاث المفتی میں امام ابویوسفؒ کا قول منقول ہے کہ جھگڑا کرنے والا مبتدع ہے اور مبتدع کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے" اور لکھا ہے جھگڑا کرنے والے سے مراد ایسا شخص ہے جس کی غرض اظہار حق نہ ہو نیز شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ نماز تو ہر نیک اور گنہگار مسلمان کے پیچھے جائز ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے اسی لئے علماء امت، فساق اور اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اور اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق جو ممانعت بعض اسلاف سے منقول ہے وہ کراہیت پر محمول ہے (حکم نمبر ۱و/۱۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی ص۴، ص۱۸۲ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ امام ثانی (یعنی امام ابویوسفؒ) کا مذکورہ قول اسپر محمول ہے کہ جب اسکا بحث (جھگڑا کرنا قدر حاجت سے زائد اور حد سے متجاوز ہو۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص۳۵ ۔

س - فتاوی بزازیہ میں ہے کہ ہمارے ہاں ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ نہیں ہے پس جو شخص ایمان سے خارج ہے وہ کفر میں داخل ہے نیز لکھا ہے کہ بعض غیر مستند لوگوں کا یہ کلام حکایت کیا جاتا ہے کہ کتب فتاوی میں موجبات الکفر کا ذکر محض ڈرانے دھمکانے کے لئے ہے انسے حقیقتاً کفر قرار پانا مراد نہیں ہوتا" یہ منقول قول باطل ہے اللہ تعالی بچائے کہ علوم دینیہ کے ماہرین کفر واسلام اور حلال وحرام کے احکام سے کھیل کریں وہ تو وہی بات کہتے ہیں جو (ان کی تحقیق کی روسے) قران مجید، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اقوال سے ماخوذ، ائمہ مجتہدین کے ہاں حق ثابت اور مشائخؒ کے ہاں مختار ہوتی ہے۔ خدا تعالی سبکو دار السلام میں جمع فرمائے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع امیریہ مصر ج ۶ ص۳۱۹، ص۳۵۰ ۔

ش - البحر الرائق میں ہے کہ وہ الفاظ جو کتب فتاوی میں موجب الکفر مذکور ہیں وہ حقیقتاً اسلام سے موجب ارتداد ہیں۔ جیسا کہ البزازیہ میں ہے کہ بعض غیر مستند لوگوں سے یہ کلام حکایت کیا جاتا ہے کہ "کتب فتاوی میں موجبات الکفر کا ذکر ڈرانے دھمکانے کے لئے ہے ان سے حقیقتاً کفر قرار نہیں پاتا"، یہ کلام باطل ہے الخ (حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پانچویں حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو) اور پھر البحر الرائق میں لکھا ہے کہ امر حق یہ ہے کہ جن موجبات الکفر سے مجتہد کی تحقیق میں کفر قرار پاتا ہو اس سے حقیقتاً کفر لازم ہوتا ہے اور جو غیر مجتہد سے ثابت ہو تو اس سے کفر جیسے امر کے متعلق فتوی نہ دیا جائے گا اور بحوالہ الفتح القدیر لکھا ہے کہ تکفیر میں غیر مجتہد فقہاء کا اعتبار نہیں مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۲۱ ملخصاً۔ اور مجتہد کے مفہوم اور طبقات الفقہاء وغیرہ کے متعلق حکم نمبر ۲و/۴۹۷ کے آخری حاشیہ متعلقہ ترتیب الدلائل میں نمبر" ۸ ب اور ج " ملاحظہ ہوں۔

ص - فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جب کوئی لفظ ایسا ہو کہ وہ کفر تو نہ قرار پائے لیکن اس میں شرعی ادب کو ترک کیا گیا ہو تو اسکے قائل کو تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش فتاوی عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۳۵ - حکم نمبر ۱، ۳۴، ۴۰/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں

ط - فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جان لو کہ آدمی (کبھی) غصہ، بیماری، پریشانی، مصیبت، غم، جہالت اور حماقت کی وجہ سے بے سوچے ایسے (موجب کفر) الفاظ کہہ بیٹھتا ہے پس (مسلم) عاقل کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے اس لئے کہ (بروایت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ " هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلَىٰ مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ - الحدیث (احمد، ترمذی مطبوعہ مطبع نولکشور ج ۲ ص۲۱۶، ص۳۱۷ اور ابن ماجۃ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ ص۲۹۵ یعنی آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل یا فرمایا کہ ان کے ناکوں کے بل (زیادہ تر) انکی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ڈالوائیں گی) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۴۶ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۲-	**شرائط صحة الارتداد** تعداد شق ۹[1]	
۱	وشرائط صحتها العقل فلا تصح ردة المجنون ولا الصبی الذی لا یعقل	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۲	واما من جنونه ینقطع فان ارتد حال الجنون لم تصح وان ارتد حال افاقته صحت	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۳	وکذا لا تصح ردة السکران الذاهب العقل	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۴	والبلوغ لیس بشرط لصحتها	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۵	وکذا الذکورة لیست بشرط لصحتها	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۶	ومنها الطوع فلا تصح ردة المکرہ علیها	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۷	والصبی الذی یعقل هو الذی یعرف ان الاسلام سبب النجاة ویمیز الخبیث من الطیب والحلو من المر	کذا فی السراج الوهاج
	وقدر فی فتاوی قارئ الهدایة عقله بان یبلغ سبع سنین	کذا فی النهر الفائق
۸	من اصابه برسام او اطعم شیأ فذهب عقله فهذی فارتد لم یکن ذلک ارتداد	کذا فی السراج الوهاج
۹	وکذا لو کان معتوها او موسوسا او مغلوبا علی عقله بوجه من الوجوه فهو علی هذا	کذا فی السراج الوهاج

[1] حکم نمبر ۹،۳/۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۹،۷،۴/۴۹۲ ، ۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۹،۱/۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۷،۱/۴۹۲ ، ۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۸/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس میں جبر سے مراد سے مجبور کردینے والا جبر ہے جس میں قتل یا قطع عضو یا ضرب کے وقوع سے بچاؤ حاصل کرنے کے لئے زبان سے ایسی بات ظاہر کردے جسکا اسے حکم دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۳۹۶ ۔ حکم نمبر ۲۷/۴۹۶ ، ۴،۳،۲/۵۰۲ ملاحظہ ہوں اور الاکرہ یعنی جبر کے متعلق مزید احکام فتاوی عالمگیری بحث ۳۸ میں ہیں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۹ب/۴۶۷ کے حاشیہ "ب" کا ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] برسام یعنی ذات الجنب کی بیماری

دفعات و شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام / مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۲ -	**ارتداد درست قرار پانے کی شرطیں** اور اس میں ۹ شقیں ہیں	
۱	ارتداد درست قرار پانے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص عاقل ہو[1] پس مجنون (یعنی پاگل) شخص کا ارتداد درست نہیں قرار پاتا ۔ اسی طرح ایسا بچہ جو عاقل نہیں ہے اس کا ارتداد بھی درست نہیں قرار پاتا ہے[2]	بحرالرائق
۲	اور ایسا شخص جس کا جنون (یعنی پاگل پن) کبھی ختم ہوجاتا ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے حالتِ جنون میں ارتداد کیا ہے تو ایسا ارتداد درست نہیں قرار پاتا اور اگر اس نے حالتِ افاقہ میں ارتداد کا ارتکاب کیا ہے تو ایسا ارتداد درست قرار پاتا ہے ۔	بحرالرائق
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جو شخص نشہ میں یوں ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو (اس حالت میں) اس کا ارتداد درست نہیں قرار پاتا[3]	بحرالرائق
۴	ارتداد درست قرار پانے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے[4]	بحرالرائق
۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ارتداد درست قرار پانے کے لئے مذکر ہونا شرط نہیں ہے[5]	بحرالرائق
۶	ارتداد درست قرار پانے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ اس شخص نے اپنی رضامندی سے ارتداد کا ارتکاب کیا ہو پس جس شخص پر ارتداد کے ارتکاب کے لئے جبر کیا گیا ہو تو اس کا وہ ارتداد درست نہیں قرار پاتا[6]	بحرالرائق
۷	(الف) عاقل بچہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس امر کی معرفت (یعنی پہچان) رکھتا ہو کہ اسلام (خدا کے عذاب سے) نجات کا سبب ہے اور وہ بچہ ناپاک اور پاک اور میٹھے اور کڑوے میں تمیز کر سکتا ہو ۔	سراج وہاج
	(ب) اور فتاوی قاری الہدایہ میں بچہ کے عاقل قرار پانے کا (سالوں کے حساب میں) تخمینہ یہ لگایا گیا ہے کہ وہ بچہ سات سال کا ہو جائے[7]	نہر فائق
۸	جس شخص کو برسام[8] کا مرض لاحق ہوا یا اسے کوئی ایسی چیز کھلا دی گئی جس سے اس کی عقل جاتی رہی پس وہ ہذیان (یعنی بیماری کی وجہ سے غیر معقول باتیں کرنے میں) مبتلا ہوا اور اس نے ارتداد کا ارتکاب کیا تو یہ ارتداد (درست) نہ قرار پائے گا ۔	سراج وہاج
۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص معتوہ[9] (یعنی خفیف العقل شخص) ہو یا وہ جو موسوس[10] (یعنی وسوسہ میں مبتلا) ہو یا منجملہ وجوہ کسی اور وجہ سے مغلوب العقل ہو تو اس کا حکم بھی یہی ہے[11] (یعنی اس کا ارتداد درست نہ قرار پائے گا)	سراج وہاج

ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۔۔۔ اور ذات الجنب یعنی نمونیا ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۲۰۸ اور برسام یعنی ذات الجنب ورم کرنا اس پردہ کا جو زیر بغل ہے کیونکہ "بر" بمعنی بغل اور "سام" بمعنی ورم ہے ۔ ماخوذ از لغات کشوری صفحہ ۶۵ (مترجم) [9] معتوہ یعنی خفیف العقل ۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۷۴۲ ۔ نیز اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰۵/۲۶۶ ب کا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ معتوہ ناقص العقل کو کہتے ہیں ۔ بعض کے ہاں ایسا مدہوش جو مجنون نہ ہو ۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۴ (مترجم) [10] وسوس یعنی عقل کی خرابی کیوجہ سے بے تکی باتیں کرنا ۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۳۷۹ ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ موسوس یعنی جسکی عقل ماری گئی ہو جب بات کرے تو بے تکی باتیں کرے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۴ (مترجم) [11] جیسا کہ درمختار میں ہے کہ مجنون ، معتوہ ، موسوس ، لایعقل بچہ ، سکران اور جس پر جبر کر کے ارتداد کا ارتکاب کرایا گیا ہو ان سب کا ارتداد صحیح نہیں قرار پاتا ۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۴ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۳-	**حکم الارتداد** تعداد شق ۴۴	
۱	اذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ تعالیٰ عرض علیہ الاسلام فان کانت لہ شبہۃ ابدأھا کشفت الا ان العرض علی ما قالوا غیر واجب بل مستحب	کذا فی فتح القدیر
۲	ویحبس ثلاثۃ ایام فان اسلم والا قتل ھذا اذا استمھل فاما اذا لم یستمھل قتل من ساعتہ ولا فرق فی ذلک بین الحر والعبد	کذا فی السراج الوہاج
۳	واسلامہ ان یأتی بکلمۃ الشہادۃ ویتبرأ عن الادیان کلھا سوی الاسلام وان یتبرأ عما انتقل الیہ کفی	کذا فی المحیط
۴	نقل الناطفیؒ فی الاجناس عن کتاب الارتداد للحسنؒ فان تاب المرتد وعاد الی الاسلام ثم عاد الی الکفر حتی فعل ذلک ثلث مرات وفی کل مرۃ طلب من الامام التأجیل فانہ یؤجلہ الامام بثلاثۃ ایام فان عاد الی الکفر رابعا فانہ لا یؤجلہ فان اسلم والا قتل	کذا فی غایۃ البیان
۵	وقال الکرخیؒ فی مختصرہ فان رجع ایضا عن الاسلام فأتی بہ الامام بعد ثالثۃ استتابہ ایضا فان لم یتب قتلہ ولا یؤجلہ وان ھو تاب ضربہ ضربا وجیعا ولا یبلغ بہ الحد ثم یحبسہ ولا یخرجہ من السجن حتی یری علیہ خشوع التوبۃ ویری من حالہ حال انسان قد اخلص فاذا فعل ذلک خلی سبیلہ فان عاد بعد ما خلی سبیلہ فعل بہ مثل ذلک ابدا مادام یرجع الی الاسلام	

[1] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اسے اسلام پیش کرنا، اسے اسلام کی دعوت دینا ہے اور جسے پہلے ہی یہ دعوت پہنچ چکی ہو اس اسلام کی دعوت پھر دینا غیر واجب ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۳۹۴ وکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص ۱۲۵ - حکم نمبر ۲،۲ تا ۱۲،۶ / ۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] ارتداد کی وجہ سے مرتد کی جان کے محفوظ ہونے کے بطلان کے متعلق حکم نمبر ۶ / ۴۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو - اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ مرتد کو ارتداد پر چھوڑا نہیں جاتا نہ اس کے جزیہ دینے پر، نہ اسے مقررہ وقت یا غیر مقررہ وقت کیلئے امان پر نیز دارالحرب جا ملنے کے بعد اسے غلام نہیں بنایا جاتا - مگر مرتدہ دارالحرب جا ملنے کے بعد پکڑی جائے تو اسے باندی بنایا جا سکتا ہے کیونکہ مرتدہ کو قتل نہیں کیا جاتا ہے البتہ اسے پھر سے اسلام لانے پر جبر کیا جائیگا - مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۴۱۴ - نیز حکم نمبر ۲۶،۸،۶ / ۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] جیسا کہ البحرالرائق میں ہے اور بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ ظاہر حکم یہی ہے کہ جب وہ مرتد مہلت طلب کرے تو اس (مرتد قیدی) کو تین دن کی مہلت دینا واجب ہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مہلت

دفعات و شقی نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-	**ارتداد کا حکم** اور اس میں ۴۴ شقیں ہیں	
۱	جب کوئی مسلمان شخص دینِ اسلام سے العیاذ باللہ تعالیٰ مرتد ہو جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے گا اور اگر اسے کوئی ایسا شبہ ہو جسے وہ ظاہر کرے تو وہ دور کیا جائے گا۔ لیکن فقہاءؒ کے قول کے بموجب اس پر اسلام پیش کرنا واجب نہیں مستحب ہے [۱]	فتح قدیر
۲	(ا) پھر (اس مرتد کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ مرتد تین دن تک قید میں رکھا جائے گا پس اگر وہ اسلام لے آیا تو فبہا ورنہ اسے (حسب حکم حاکمِ مجاز) قتل کیا جائے گا [۲] اور قید میں رکھنے کا مذکورہ حکم بھی تب ہے کہ اس نے مہلت مانگی ہو اور اگر اس مرتد نے مہلت نہ مانگی تو اسے اسی وقت قتل کیا جائیگا [۳] (ب) اور اس حکم میں آزاد اور غلام کے لئے کچھ فرق نہیں ہے۔	سراج وہاج
۳	مرتد کا اسلام لانا یوں ہے کہ وہ اسلام کا کلمۂ شہادت ادا کرے اور اسلام کے سوا باقی تمام دینوں سے بیزاری کا اظہار کرے اور اگر اس نے اس ارتداد سے بیزاری کا اظہار کیا جس کی طرف وہ منتقل ہوا [۴] تھا تو یہ اس کے اسلام لانے کے لئے کفایت کر جائے گا۔	محیط
۴	الناطفیؒ نے الاجناس میں حسنؒ کی کتاب الارتداد سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی مرتد تائب ہو کر اسلام کی طرف لوٹ آیا پھر کافر ہو گیا حتیٰ کہ اس نے تین بار ایسا ہی کیا اور ہر بار اس نے امام (یعنی حاکم مجاز) سے مہلت مانگی تو امام اسے (ہر بار) تین دن کی مہلت دے گا پھر اگر چوتھی بار وہ پھر کافر ہو گیا تو امام اسے مہلت نہ دے گا پس اگر وہ اسلام لے آئے (تو فبہا) ورنہ اسے قتل کیا جائے گا۔	غایۃ البیان
۵	(ا) امام کرخیؒ نے اپنے مختصر میں بیان کیا ہے کہ اگر وہ مرتد تیسری بار بھی اسلام سے پھر گیا اور امام (یعنی حاکم مجاز) سے (مہلت) مانگی تو امام اسے بھی توبہ کرنے کو کہے گا اگر اس نے توبہ نہ کی تو اسے قتل کی سزا دے گا اور اسے (مزید) مہلت نہ دے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اسے ایسی ضرب کی سزا دے گا جو تکلیف دہ ہو اور شرعی حد کی سزا تک نہ پہنچے پھر اسے قید میں رکھے گا اور اسے قید سے رہا نہ کرے گا حتیٰ کہ اس پر مخلصانہ توبہ کے آثار ظاہر ہوں اور اس کی حالت ایک صاحبِ اخلاص انسان کی حالت دکھائی دے [۵] جب اس نے ایسا کیا تو اسے (قید سے) آزاد کر دیگا (ب) پس اگر مذکورہ شخص رہا ہونے کے بعد پھر اسلام سے پھر گیا تو اس کے ساتھ ہمیشہ (یعنی ہر بار) ایسا ہی سلوک کیا جائیگا جب تک کہ وہ (توبہ کر کے) اسلام کی طرف لوٹتا رہے اور اسے قتل نہ کیا جائیگا۔ لیکن اگر اس نے اسلام لانے	

[۱] دینا مطلقاً مستحب ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ۱۲۵ اور جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ مہلت چاہے تو اسے تین دن مہلت دینا واجب ہے اور بعض کا قول ہے کہ مستحب ہے نیز بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ (دوران مہلت) اسے ہر روز اسلام پیش کیا جائیگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۲ - حکم نمبر $\frac{1306 \text{ تا } 1}{492}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۵۸۰ اور ہدایہ ج ۲ صفحہ ۵۳۵ میں ہے اور جیسا کہ البحر الرائق میں بحوالہ الجامع الصغیر لکھا ہے۔ نیز بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ اگر اس مرتد نے مہلت نہ مانگی تو اسے (بغیر مہلت) قتل کیا جائیگا لیکن اگر حاکم مجاز کو اسکے اسلام لانے کی امید ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی وہ اسے بلا تاخیر قتل کرانے کی بجائے مہلت دے سکتا ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۲۵ وکذا فی الدر المختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۲۔ [۳] اور مرتد کے مفہوم، ارتداد کے رکن، ارتداد صحیح قرار پانے کی شرطوں اور قتل سے استثناء سے متعلق حکم نمبر $\frac{1490}{}$ تا $\frac{}{492}$ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر $\frac{1306 \text{ تا } 1}{493}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۴] یعنی جس موجب کفر کیوجہ سے وہ مرتد قرار پایا تھا اس سے اس نے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ نیز حکم نمبر $\frac{1302}{493}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] حکم نمبر $\frac{1306 \text{ تا } 1}{}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۳-۵	ولا یقتل الا ان یأبی ان یسلم قال ابو الحسن الکرخیؒ وھذا قول اصحابنا جمیعا ان المرتد یستتاب ابدا	کذا فی غایۃ البیان
۶	فان قتلہ قاتل قبل عرض الاسلام علیہ او قطع عضوا منہ کرہ ذلک کراھۃ تنزیھۃ	ھکذا فی فتح القدیر
	فلا ضمان علیہ لکنہ اذا فعل بغیر اذن الامام ادّب علی ماصنع	کذا فی غایۃ البیان
۷	واذا ارتد الصبی وھو یعقل فارتدادہ ارتداد عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ ویجبر علی الاسلام ولا یقتل وکذا اذا ارتد الصبی المراھق	کذا فی السراج الوھاج ھکذا فی محیط السرخسی
۸	ولا تقتل المرتدۃ بل تحبس حتی تسلم وتضرب فی کل ثلاثۃ ایام مبالغۃ فی الحمل علی الاسلام ولو قتلھا قاتل لا یجب علیہ شیئ للشبھۃ	کذا فی التبیین

۱ـ چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ ہر وہ مسلمان جس نے ارتداد کا ارتکاب کیا تو اسے قتل کیا جائے گا بشرطیکہ اس نے توبہ نہ کی ۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۴۱۲ حکم نمبر ۱ تا ۲، ۱۳/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ـ چنانچہ (ا) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ "ردۃ الرجل تبطل عصمۃ نفسہ حتی لو قتلہ قاتل بغیر امر القاضی عمدا اوخطأ او بغیر امر السلطان او اتلف عضوا من اعضائہ لا شیئ علیہ اھ یعنی کسی آدمی کا مرتد ہو جانا اس کی جان کے محفوظ ہونے کو باطل کر دیتا ہے ۔ حتی کہ اگر سلطان کے حکم یا قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے حکم کے بغیر کسی نے جان بوجھ کر یا غلطی سے مرتد کو قتل کر دیا یا اس کے اعضاء میں سے کسی عضو کو تلف کر دیا تو اس قاتل پر یا عضو تلف کرنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۸۱ ۔ (ب) اور ہدایہ میں ہے کہ " فان قتلہ قاتل قبل عرض الاسلام کرہ ولا شیئ علی القاتل ومعنی الکراھۃ ھھنا ترک المستحب وانتفاء الضمان لان الکفر مبیح للقتل والعرض بعد بلوغ الدعوۃ غیر واجب الخ اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ قولہ "لا شیئ علیہ ای من القصاص والدیۃ" الخ یعنی اگر مرتد کو اس پر اسلام پیش کرنے سے پہلے کسی نے قتل کر دیا تو یہ مکروہ ہے اور اس قاتل پر قصاص و دیت میں سے کچھ لازم نہیں اور مکروہ ہونے کا یہاں مفہوم یہ ہے کیوں کر نا ترک مستحب ہے اور لکھا ہے کہ دعوت اسلام پہنچ چکنے کے بعد اسے پھر سے اسلام پیش کرنا غیر واجب ہے ۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ج ۲ ص ۳۵۲ ۔ حکم نمبر ۱ تا ۵، ۸، ۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳/۴۹۳ نیز ۱۳۰۷/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ـ عاقل بچہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ـ حکم نمبر ۱، ۲/۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ـ چنانچہ جو مرتدین قتل کی سزا سے مستثنیٰ قرار پاتے ہیں اس کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں درج فہرست کا خلاصہ درج ذیل ہے (۱) مرتدہ عورت لیکن اگر وہ بوجہ جادو مرتدہ قرار پائے تو پھر وہ مستثنیٰ نہیں ہے یہی حکم زیادہ صحیح ہے (حکم نمبر ۸/۴۹۳، حکم نمبر ۱۴/۴۹۳ کا پہلا حاشیہ، ۱۷/۴۹۳ مع حاشیہ اور جادو کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "س" ملاحظہ ہوں) (۲) مرتد خنثیٰ مشکل (حکم نمبر ۱۱/۴۹۳ ملاحظہ ہو) (۳) وہ مرتد جس کا اسلام اس کے والدین کی ذیل میں قرار پایا تھا اور خود اس سے بلوغت کے بعد اسلام کا اقرار نہ پایا گیا تھا اور وہ بالغ ہوا تو کافر ہو گیا البتہ اسے قید میں رکھا جائیگا کیونکہ وہ حکما مرتد قرار پاتا ہے اور اگر اس نے بالغ ہونے کے بعد اسلام کا اقرار کیا تھا اور پھر مرتد ہوا تو اس صورت میں وہ ارتداد کی سزا میں قتل سے مستثنیٰ نہ ہوگا (حکم نمبر ۲۳ و ۴۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) (۴) وہ مرتد بچہ جو خود مسلمان ہوا تھا تو وہ ارتداد کی صورت میں قتل کی سزا سے مستثنیٰ ہوگا اور یہ حکم اس کے بالغ ہونے کے بعد اس کے ارتداد کو بھی شامل ہے اس لئے کہ اس کے اسلام کی صحت

دفعہ وشق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-	سے انکار کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (پھر اسے قتل کیا جائے گا) ابو الحسن کرخی نے کہا ہے کہ یہ ہمارے سب اصحاب کا قول ہے کہ مرتد کو ہمیشہ (یعنی ہر بار) توبہ کرنے کو کہا جائے گا [1]	غایہ بیان
۶	(ا) اگر اس مرتد کو، اس پر اسلام پیش کرنے سے پہلے کسی نے قتل کر دیا یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا تو یہ مکروہ ہے۔ اور کراہت تنزیہی ہے۔	فتح قدیر
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اس قاتل یا قاطع عضو پر ضمان واجب نہ ہوگی [2] مگر جب اس نے حاکمِ مجاز کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو اسے ایسا کرنے پر تادیب کی جائے گی	غایہ بیان
۷	(ا) جب کوئی عاقل بچہ [3] مرتد ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس کا مرتد ہونا (درست) ارتداد قرار پاتا ہے [4] البتہ اسے (پھر) اسلام لانے پر مجبور کیا جائیگا اور اسے قتل نہ کیا جائے گا [5]	سراج وہاج
	(ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب مراہق (یعنی قریب البلوغ بچہ) مرتد ہو جائے	محیط سرخسی
۸	(ا) مرتدہ عورت [6] قتل نہ کی جائے گی بلکہ اسے قید کیا جائیگا تاکہ وہ (پھر) اسلام لے آئے (ب) اسے (پھر) اسلام لانے پر آمادہ کرنے میں مبالغہ کے لئے ہر تین دن میں ایک بار (اسے) ضرب کی سزا دی جائے گی [7] (ج) اور اگر اس مرتدہ کو کسی نے قتل کر دیا تو اس قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ شبہ متحقق ہے [8]	تبیین

میں اہل علم کا اختلاف ہے پس شبہ متحقق ہے جیساکہ البحر میں ہے (حکم نمبر ۴۳ب/۴۹۲ ملاحظہ ہو) (۵) وہ مسلمان بچہ جو بچپن میں مرتد ہو گیا۔ جیساکہ بحوالہ المبسوط، البحر میں اور الفتح میں ہے (حکم نمبر ۷/۴۹۳ ملاحظہ ہو) (۶ تا ۸) المکرہ علی الاسلام یعنی وہ مرتد شخص جسے جبرا مسلمان کیا گیا تھا خواہ وہ حربی تھا یا مستأمن یا ذمی تھا۔ (جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۱۵ میں ہے۔ حکم نمبر ۴۳ج/۴۹۲ ملاحظہ ہو) (۹) وہ مرتد جسکا اسلام دو مردوں کی گواہی سے ثابت ہوا تھا اور پھر ان گواہوں نے رجوع کر لیا تھا کیونکہ رجوع کر لینے سے گواہی میں جھوٹ کا شبہ متحقق ہے (۱۰) وہ مرتد جسکا اسلام ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہوا تھا اور لکھا ہے کہ قاضیخان نے امام صاحب کے اس قول پر اعتماد کیا ہے کہ عورتوں کی گواہی کی بنا پر ثابت شدہ اسلام سے مرتد ہونے والے کو قتل نہ کیا جائے گا البتہ اسے (پھر سے) اسلام لانے پر مجبور کیا جائیگا۔ (۱۱) وہ مرتد جو پہلے (غیر مسلم مثلاً) نصرانی تھا اس کے اسلام لانے پر دو نصرانیوں نے گواہی دی اور وہ خود منکر ہو تو یہ گواہی بعض کے ہاں مقبول قرار پاتی ہے اور بعض کے ہاں مقبول نہیں قرار پاتی۔ اور نصرانیہ کے اسلام لانے پر دو نصرانیوں نے گواہی دی تو وہ بالاتفاق مقبول قرار پاتی ہے البتہ اس عورت کو قتل کی بجائے اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ (جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۱۸ میں ہے اور لکھا ہے کہ جمیع اہل کفر اس میں برابر ہیں) (۱۲) وہ مرتد بچہ جسے مرتدہ نے دار الاسلام میں جنا تھا اور اس بچہ سے اسلام کا اقرار نہ پایا گیا تھا اور وہ بالغ ہو کر کافر ہو گیا البتہ اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ (۱۳) وہ مرتد شخص جو نشہ کی حالت میں مسلمان ہوا اور پھر (دوران نشہ یا) نشہ جاتے رہنے کے بعد کافر ہو گیا (حکم نمبر ۳/۴۹۲ ملاحظہ ہو) (۱۴) وہ مرتد شخص جو بطور "گرا پڑا بچہ" دار الاسلام میں پایا گیا تھا اور پھر وہ بالغ ہو کر کافر ہو گیا۔ کیونکہ اس کا اسلام پر ہونا حقیقی نہ تھا حکمی تھا (حاشیہ ہذا کا [3] اور حکم نمبر ۴۴/۴۹۳ ملاحظہ ہوں) (۱۵) جس کے ارتداد پر (معتبر) گواہوں نے گواہی دی اور اس نے ارتداد سے انکار کیا تو یہ انکار، اس کی طرف سے توبہ اور رجوع قرار پائے گا۔ اور اسے قتل نہ کیا جائے گا (حکم نمبر ۱۳/۴۹۳ ملاحظہ ہو) البتہ توبہ سے قبل اور بعد ارتداد کے دیگر احکام، مثلاً حبط اعمال و بطلان وقف وغیرہ حسب تفصیل ثابت ہوں گے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۲ تا ص ۳۱۴ (مترجم)

[6] حکم نمبر ۵/۴۹۲ اور حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا [1] ملاحظہ ہوں (مترجم)

[7] تعزیری سزا کے احکام حکم ۴۶۷ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۶/۴۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	دفعات و شق نمبر
کذا فی التبیین	والامة یجبرها مولاها لما فیه من الجمع بین الحقین بان یجعل منزل المولی سجنالها ویفوض التأدیب الیه مع توفیر حقه فی الاستخدام وقال فی الاصل دفعت الیه اذا احتاج الیها والصحیح انها تدفع الیه احتاج اولم یحتج طلب اولم یطلب	۴۹۳-۹
هکذا فی النهر الفائق	ولم یطأها المولی	
هکذا فی النهر الفائق	والصغیرة العاقلة کالبالغة	۱۰
هکذا فی النهر الفائق	والخنثی المشکل کالمرأة	۱۱
کذا فی فتح القدیر	ولا تسترق الحرة المرتدة مادامت فی دار الاسلام فان لحقت بدار الحرب فحینئذ تسترق اذا سبیت وعن ابی حنیفة رحمه الله فی النوادر تسترق فی دار الاسلام ایضا قیل ولو افتی بهذه الروایة لابأس فیمن ذات زوج وینبغی ان یشتریها الزوج من الامام او یهبها الامام له اذا کان مصرفا فیملکها وحینئذ یتولی هو حبسها وضربها علی الاسلام	۱۲
کذا فی المحیط	بشر بن الولید رحمه الله عن ابی یوسف رحمه الله اذا جحد المرتد الردة واقر بالتوحید وبمعرفة رسول صلی الله علیه وسلم وبدین الاسلام فهذا منه توبة	۱۳

ے۱ حکم نمبر ۱، ۲، ۷ / ۴۹۲ ، ۸ / ۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۲ حکم نمبر ۸ / ۴۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۳ حکم نمبر ۹ / ۴۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۴ حکم نمبر ۷ / ۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ے۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-۹	(ا) مرتدہ باندی کو اس کا آقا (پھر سے) اسلام لانے پر مجبور کرے گا کیونکہ ایسا کرنے میں دونوں حقوں کو بایں صورت جمع کرنا ہے کہ اس کے آقا کا گھر اس کے لئے قید خانہ بنایا جائے گا۔ اسے تادیبی سزا دینا اس کے آقا کو سونپا جائے گا اور ساتھ ہی اس کے آقا کے لئے اس سے خدمت لینے کا حق بھی ملحوظ رہے گا۔ (ب) الاصل میں مذکور ہے کہ مرتدہ باندی اس کے آقا کو تب سونپی جائے گی جبکہ اسے اس سے خدمت لینے کی ضرورت ہو۔ (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مرتدہ باندی اس کے آقا کو سونپی جائے گی خواہ اسے اس سے خدمت لینے کی ضرورت ہو یا نہ اور خواہ آقا نے اس کا مطالبہ کیا ہو یا نہ۔ (د) اور مرتدہ باندی سے اس کا آقا وطی نہ کرے گا۔	تبیین نہر فائق
۱۰	چھوٹی لڑکی جو عاقلہ ہو وہ (ارتداد کی صورت میں) بالغہ کے حکم میں ہے [1]	نہر فائق
۱۱	خنثیٰ مشکل (ارتداد کی صورت میں) عورت کے حکم میں ہے [2]	نہر فائق
۱۲	(ا) مرتدہ آزاد عورت دارالاسلام میں ہو تو باندی نہ بنائی جائے گی۔ اور اگر وہ دارالحرب یعنی (سلطنت کفار) میں چلی گئی تو جب وہ گرفتار کر کے لائی جائے تو پھر وہ باندی قرار پائے گی۔ (ب) النوادر میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ مرتدہ آزاد عورت دارالاسلام میں بھی باندی بنالی جائے گی۔ بعض کا قول ہے کہ اگر مذکورہ روایت کے بموجب خاوند والی آزاد عورت کے متعلق فتوی دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور چاہیے کہ ایسی مرتدہ عورت کو اس کا خاوند، امام (یعنی حاکم مجاز) سے خریدے یا حاکم مجاز اس مرتدہ عورت کو اس کے خاوند کے لئے ہبہ کر دے بشرطیکہ وہ مصرف قرار پاتا ہو پس وہ اس مرتدہ کا مالک قرار پائے گا اور پھر وہ اسے قید میں رکھنے اور اسے (پھر سے) اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے سزا دینے کا متولی قرار پائے گا [3]	فتح قدیر
۱۲	بشر بن الولیدؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ جب مرتد شخص نے ارتداد سے انکار کیا۔ اس نے توحید، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دینِ اسلام کی معرفت کا اقرار کیا تو ایسا کرنا اس کی طرف سے توبہ قرار پائے گا [4]	محیط

دفعات نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۱۴-۴۹۳	ویزول ملک المرتد عن مالہ بردتہ زوالا موقوفا فان اسلم عاد ملکہ وان مات او قتل علی ردتہ ورث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ فیٔ بعد قضاء دین ردتہ وھذا عند ابی حنیفۃ رح وعندھما لا یزول ملکہ	کذا فی التبیین

۱/۴۹۳ (ا) البحرالرائق میں ہے کہ (متن کنزالدقائق میں یہ حکم کہ مرتد کی ملکیت بطور موقوف زائل قرار پاتی ہے الخ اس میں) مرتد کی قید اس لئے ہے کہ مرتدہ کی ملکیت اپنے مال سے بلا خلاف زائل نہیں ہوتی۔ پس اس کے تصرفات اپنے مال میں بالاجماع جائز قرار پاتے ہیں۔ اس لئے کہ اسے ارتداد کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا۔ (حکم نمبر ۸/۴۹۳ ملاحظہ ہو) پس مرتدہ کا ارتداد اس کے زوالِ ملک کا سبب نہیں قرار پاتا جیساکہ البدائع میں ہے۔ (حکم نمبر ۱۸/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہو)۔ نیز البحرالرائق میں ہے کہ مرتد سے متعلق اس حکم میں وہ مرتد بھی ملحق ہونا چاہیئے جس کے اسلام میں شبہ کی بنا پر اس کے ارتداد کی صورت میں اسے قتل نہیں کیا جاتا (حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۳ تا ۱۵ ملاحظہ ہوں) اور لکھا ہے کہ میں نے یہ حکم صریحا نہیں دیکھا۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۱۳۰۔ اور مرتد کے تصرفات کے احکام، حکم نمبر ۲۱/۴۹۳ سے شروع ہوتے ہیں۔

(ب) اور درمختار ورد المحتار میں مرتدہ کے متعلق ہے کہ "صح تصرفھا ای لا تتوقف تصرفاتھا الخ یعنی مرتدہ کے تصرفات صحیح قرار پاتے ہیں یعنی موقوف نہیں رہتے اس لئے کہ اسے قتل نہیں کیا جاتا۔ (چنانچہ البحرالرائق ج ۵ ص ۱۳۴ میں ہے کہ مرتدہ کے تصرفات سب کے ہاں نافذ قرار پاتے ہیں اس لئے کہ اسے قتل نہیں کیا جاتا۔ اور مرتد کو چونکہ قتل کیا جاتا ہے اس لئے اس کے کئی تصرفات موقوف رہتے ہیں اس کے متعلق حکم نمبر ۲۳، ۲۴/۴۹۳ ملاحظہ ہوں) البتہ مرتد کے جو تصرفات باطل قرار پاتے ہیں (اس کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۹۳ ملاحظہ ہو) وہ تصرفات مرتدہ کے بھی باطل قرار پاتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ اگر وہ مرتدہ ایسی ہو کہ اس کی سزا قتل بھی ہو سکتی ہو مثلاً وہ مرتدہ جو زندیقہ ، ساحرہ وغیرہ ہونے کی وجہ قابلِ قتل قرار پائے (اس کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۱، ۳۶/۵۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں) تو ایسی مرتدہ زوالِ ملک اور تصرفات کے احکام میں، مرتد کے احکام سے ملحق ہونی چاہیئے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۲۔ حکم نمبر ۱۷ تا ۲۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲/۴۹۳ (ا) درمختار ورد المحتار میں ہے کہ "مرتد کے مال سے اسکی ملکیت بطور موقوف زائل ہونے کے حکم میں" مال کی قید ہے۔ اسکی طاعت وعبادات کے ضائع ہونے، اسکی بیوی سے اسکی تفریق اور تجدید ایمان کے احکام موقوف نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں ارتداد کا عمل بغیر توقف ہے۔ اسی طرح اس کا وقف باطل ہے اور پھر سے اسلام لانے سے عود نہیں کرتا۔ نیز اس کا اجارہ، استجارہ، وصیت، ایصاء، توکیل اور وکالت کا باطل ہونا بھی بطور موقوف نہیں (بلکہ ان میں ارتداد کا عمل بغیر توقف ہے) البتہ اگر میاں بیوی اکھٹے مرتد ہو جائیں تو ان کے نکاح کا باقی رہنا مستثنیٰ ہے اور لکھا ہے کہ مرتد کے تصرفات کے متعلق مذکورہ احکام آزاد شخص کے متعلق ہیں۔ مکاتب غلام مرتد ہو جائے تو ان کے تصرفات نافذ قرار پاتے ہیں، ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۱۴۔ حکم نمبر ۲۵/۴۹۳ ملاحظہ ہو

(ب) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اجماع ہے کہ مرتد ہونے سے نکاح کی عصمت باطل قرار پاتی ہے اور نفسِ ارتداد سے ہی میاں بیوی میں تفریق کا وقوع (لازم) قرار پاتا ہے اور امام شافعی رح کے ہاں تفریق قاضی کے حکم سے ہوتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جو مسلمان مرتد ہوگیا اور اس پر حالت اسلام میں چھوٹے ہوئے روزے اور نمازیں قضا کرنا باقی تھے پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اس کے متعلق شمس الائمۃ الحلوانی کا قول یہ ہے کہ وہ حالتِ اسلام میں ان ترک کردہ (فرائض) کی قضا کرے گا اس لئے کہ نماز اور روزے ترک کرنا معصیت ہے اور معصیت ارتداد کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور اس نے جو روزے اور نمازیں حالتِ اسلام میں ادا کی تھیں اور پھر مرتد ہوگیا تھا تو وہ عبادات باطل قرار پاتی ہیں لیکن پھر سے اسلام لانے کے بعد

دفعات وشق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-۱۴	مرتد[1] آدمی کے ارتداد کی وجہ اس کے مال[2] سے اس کی ملکیت بطور موقوف زائل ہوجاتی ہے پس اگر وہ (پھر سے) مسلمان ہوگیا تو اس کی ملکیت لوٹ آئے گی اور اگر وہ بحالت ارتداد مرگیا یا قتل کردیا گیا تو اسلام کی حالت میں اس کی کمائی سے اسلام کی حالت میں اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد اس کی میراث اس کے مسلمان وارثوں کے لئے ہوگی۔ اور ارتداد کی حالت میں اس کی کمائی سے، ارتداد کی حالت میں اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد اس کی میراث فئی[3] قرار پائے گی۔ یہ حکم امام ابوحنیفہؒ کے ہاں ہے۔ اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں مرتد کی ملکیت زائل نہیں ہوتی[4]	تبیین

ان کی قضا اس پر واجب نہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۸۱ تا ص ۵۸۲۔ وھکذا فی الجملۃ فی رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۹۔

(ج) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مرتد پر اسکی بیوی حرام ہوجاتی ہے وہ پھر سے اسلام لانے کے بعد اس نکاح کی تجدید کرے گا اور لکھا ہے کہ کلمہ کفر (یعنی موجب کفر) کے ارتکاب کے بعد اور (پھر سے اسلام لانے اور) تجدید نکاح سے قبل کی وطی سے جو مولود ہوگا وہ ولد زنا ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے کلمہ کفر کہا تو عامۃ علماء بخارا کے ہاں اُس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے لیکن (اسے اسلام لانے کے بعد) پہلے نکاح پر ہی مجبور کیا جائے گا اور اس بلا طلاق تفریق پر نفقۂ عدت نہ ہوگا۔ نیز بحوالہ المنتقی لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے اس ارادہ سے کلمہ کفر کہا کہ تاکہ وہ اپنے خاوند پر حرام ہوجائے اور ایمان اس کے دل میں مستقر تھا اور پھر اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی تو وہ کافرہ اور مخلدہ فی النار ہے اور وہ (ایمان کے) اقرار کی اس تبدیلی پر معذور نہیں قرار پائے گی اس لئے کہ اس کا یہ انکار جبراً نہیں ہے (حکم نمبر ۸۴،۵/۵۰۲ ملاحظہ ہوں) ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۱ تا ص ۳۲۳ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ بیوی ارتداد کا ارتکاب کرے تو عامۃ العلماء کے ہاں وہ اپنے خاوند سے بائنہ قرار پائے گی البتہ حاکم مجاز اسے پھر سے اسلام لانے پر مجبور کرے گا۔ اس کے نکاح کی تجدید ہوگی اور وہ پھر سے اسی خاوند کے نکاح میں آئے گی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۹۔ اور ایمان میں اقرار وتصدیق کے متعلق حکم ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(د) در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جو امر بالاتفاق کفر قرار پاتا ہو اس کے ارتکاب سے مرتکب کے نیک اعمال اور اس کا نکاح باطل قرار پاتا ہے۔ اور لکھا ہے کہ خاوند کے ارتداد کی صورت میں اس کے (پھر سے) اسلام لانے کے بعد اس کی عورت سے اس کے نکاح کی تجدید تب کی جائے گی کہ وہ عورت اس سے نکاح کرنے پر راضی ہو ورنہ اس پر جبر نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ ارتداد کے بعد اور (پھر سے اسلام لانے کے بعد) تجدید نکاح سے قبل کی وطی سے جو اولاد ہوگی وہ ولد زنا قرار پائے گی البتہ اس سے اس کی نسب ثابت ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۱۴ حکم نمبر ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۲۰، ۲۲۸، ۲۱/۴۹۳، ۱، ۸۵، ۸۶/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

[3] فئی یعنی (حربی) کفار کا وہ مال جو اہل اسلام کو بغیر جنگ کے ہاتھ آئے اس میں خمس (یعنی بیت المال کے لئے پانچواں حصہ) نہیں ہوتا۔ اور غنیمت کے مال میں خمس ہوتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۱۳۔ باب ۴ - فئی کے مال کے مصارف کے متعلق سورہ الحشر کی آیت ۷ ملاحظہ ہو۔ اور مرتدہ کی وراثت کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۴۹۳ ملاحظہ ہو۔ نیز مکاتب کی صورت میں حکم نمبر ۲۵، ۲۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] چنانچہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں مرتد کی ملکیت ارتداد کی وجہ سے زائل نہیں ہوتی۔ البتہ اسکی موت سے یا اس کے متعلق دار الحرب جاملنے کے حکم سے اس کی ملکیت زائل ہوجاتی ہے۔ ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۷۸۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۳-۱۵	ثم اختلفت الروایات عن ابی حنیفة فیمن یرث المرتد روی محمد عنه انه یعتبر کونه وارثا عند موت المرتد او قتله او القضاء بلحاقه وهی الاصح	کذا فی التبیین
۱۶	وترثه امرأته المسلمة اذا مات او قتل او قضی علیه باللحاق وهی فی العدة لانه صار فارا بالردة[۲] اذ الردة بمنزلة المرض	کذا فی التبیین
۱۷	والمرتدة لا یرثها زوجها الا ان تکون مریضة[۳] فیرثها ویرث اقاربها جمیع مالها حتی المکسوب فی ردتها	کذا فی التبیین
۱۸	وان لحق بدار الحرب مرتدا او حکم الحاکم بلحاقه عتق مدبره وامهات اولاده وحلت دیونه المؤجلة ونقل ما اکتسبه فی حالة الاسلام الی ورثته المسلمین باتفاق علمائنا الثلاثة رح	کذا فی فتح القدیر
۱۹	واما ما اوصی به فی حال اسلامه فالمذکور فی ظاهر الروایة من المبسوط وغیره انها تبطل مطلقا من غیر فرق بین ما هو قربة او غیر قربة ومن غیر ذکر خلاف	کذا فی فتح القدیر

[۱] حکم نمبر ۲۰، ۲۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں اور مرتد کے تصرفات ۳۱/۴۹۳ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [۲] جیساکہ الجوہرة النیرہ میں ہے کہ اگر خاوند مرتد ہوا اور وہ تندرست تھا تو اس کی بیوی اسکی وارث قرار پائے گی اسلئے کہ مرتد ارتداد کی بنا پر قتل کیا جاتا ہے پس یہ (یعنی ارتداد سے اس کی بیوی کا بائنہ ہونا) مرض الموت میں طلاق کے مشابہ ہے (اور اگر خاوند مرض الموت میں بیوی کو طلاق دے تو وہ زوجِ فار ہے اس کی بیوی وارث قرار پاتی ہے) ماخوذ از الجوہرة النیرة ج ۲ صـ ۳۷۹ ۔ اور زوج فار یعنی گریز کرنے والا خاوند اور اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کو اپنے مرض الموت میں طلاق دے دے گویا وہ اسے اپنی میراث میں شریک کرنے سے گریز کر رہا ہے۔ اس کے متعلق مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث سے کتاب الطلاق، باب ۵ طلاق المریض میں ہیں۔ حکم نمبر ۱۴، ۱۷، ۲۰، ۲۷/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ عورت مرتدہ ہو جائے تو اس کا مسلمان خاوند اس کا وارث تب قرار پائے گا کہ جب وہ عورت مرتدہ ہوئی تو مریضہ تھی کیونکہ اس صورت میں وہ فارہ (یعنی گریز کرنے والی) قرار پائے گی اور اگر عورت مرتدہ ہوئی تو وہ تندرست تھی تو اس کا مسلمان خاوند اس کا وارث نہ قرار پائے گا اس لئے کہ مرتدہ عورت قتل نہیں کی جاتی بنابریں اس کا ارتداد مرض الموت کے حکم میں نہیں اور وہ مریضہ بھی نہ تھی بس وہ فارہ نہ قرار پائے گی اور اس کا خاوند اس کا وارث نہ ہو گا کیونکہ وہ اپنے خاوند سے بائنہ ہو چکی ہے اور بحالت کفر مری ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۴۲۰ وهکذا فی الجوهرة النیرة ج ۲ صـ ۳۷۸، صـ ۳۷۹ ۔ حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۱ اور حکم نمبر ۱۴، ۱۷، ۲۰، ۲۷/۴۹۳ مع

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳ - ۱۵	پھر مرتد کا وارث قرار پانے والے کے متعلق امام ابو حنیفہؒ سے روایات مختلف ہیں۔ امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت کیا ہے کہ مرتد کا وارث قرار پانے والے شخص میں اس امر کا اعتبار ہے کہ وہ شخص اس مرتد کی موت کے وقت یا اس کے قتل ہونے کے وقت یا اس کے متعلق دار الحرب میں جا ملنے کا فیصلہ دیئے جانے کے وقت (اس مرتد کا) وارث ہو۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [۱]	تبیین
۱۶	مرتد کی مسلمان بیوی اس کی وارث قرار پائے گی جو کہ اس مرتد کی موت یا اس کے قتل ہونے یا اس کے متعلق دار الحرب میں جا ملنے کا فیصلہ دیئے جانے کے وقت عدت میں ہو۔ کیونکہ وہ شخص مرتد ہو جانے کی وجہ سے زوجِ فار کے حکم میں ہے اس لئے کہ ارتداد بمنزلہ مرض کے ہے [۲]	تبیین
۱۷	(الف) مرتدہ عورت کا خاوند اس کا وارث نہیں قرار پائے گا لیکن اگر وہ عورت مریضہ ہو (اور ارتداد کا ارتکاب کرے) تو پھر اس کا خاوند اس کا وارث قرار پائے گا [۳] (ب) اور مرتدہ عورت کے (وارث) رشتہ دار اس کے ہر قسم کے مال کے وارث ہوں گے حتی کہ وہ اس مرتدہ کی حالتِ ارتداد میں کمائی کے بھی وارث ہوں گے [۴]	تبیین
۱۸	اگر مرتد شخص دار الحرب میں جا ملا یا حاکم مجاز نے اس کے متعلق دار الحرب میں جا ملنے کا فیصلہ دے دیا تو اس کے (مملوک) مدبر (غلام) اور ام ولد (باندی) آزاد قرار پائیں گے [۵] اور اس کے جو قرض میعادی تھے وہ فی الحال واجب الاداء قرار پائیں گے [۶] اور اس نے جو مال حالتِ اسلام میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں کو (حسب استحقاق) دیا جائے گا اس پر ہمارے تینوں علماءؒ کا اتفاق ہے [۷]	فتح قدیر
۱۹	اور (مذکورہ صورت میں) اس مرتد نے جو وصیت حالتِ اسلام میں کی تھی اس کے متعلق مبسوط وغیرہ کی ظاہر روایت میں مذکور حکم کے بموجب اور کسی اختلاف کا ذکر کئے بغیر یہ حکم مذکور ہے کہ اس کی وہ وصیت مطلقاً باطل قرار پائے گی اور اس سے کچھ فرق نہ پڑے گا کہ وہ وصیت کسی کارِ ثواب امر کے متعلق تھی یا اس کے علاوہ کے لئے تھی [۸]	فتح قدیر

حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] اور مرتد کی وراثت کے متعلق حکم ۱۴، ۱۶ / ۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۴، ۲۰، ۲۷ / ۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] جیسا کہ الجوھرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جو قرض اس پر تھے وہ فی الحال واجب الاداء قرار پائیں گے۔ ماخوذ از الجوھرۃ النیرہ ج ۲ ص ۳۷۸، ص ۳۷۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ وہ دار الحرب میں جا ملنے کی وجہ سے حربی قرار پا گیا اور حربی شخص، اسلام کے احکام کے لئے بنا بر عدم ولایت مُردوں کے حکم میں ہے پس اس پر موت کے احکام لاگو ہوں گے اس کے مدبر غلام اور ام ولد آزاد قرار پائیں گے اس پر میعادی قرضوں میں مہلت کی مدت ختم ہو جائے گی اور اس کا مال اس کے (مستحق) وارثوں میں تقسیم ہوگا اور مرتد کے متعلق دار الحرب جا ملنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۳۲ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۵۔ حکم نمبر ۱۴ / ۴۹۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۷] جیسا کہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام صاحب کے ہاں تو (بموجب حکم ۱۴ / ۴۹۳) مرتد کے لئے بطور موقوف زوالِ ملک کا حکم ہے اور دار الحرب میں جا ملنے کا حکم بمنزلہ اس کی موت کے ہے اور جب وہ مردہ قرار پایا تو اس کے متعلق زوالِ ملک کا حکم قرار پا گیا۔ اور صاحبینؒ کے ہاں مرتد کے ارتداد سے تو زوال ملک کا حکم نہیں مگر مرتد کی موت یا اس کے متعلق دار الحرب میں جا ملنے کے حکم سے ان کے ہاں بھی زوال ملک کا حکم ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۱۴ / ۴۹۳ مع چوتھے حاشیہ میں ہے) پس اس حکم میں تینوں اماموںؒ کا اتفاق ہے ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۳۷۸۔ نیز حکم نمبر ۲۹ / ۴۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۰، ۲۷ / ۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالــہ
۴۹۳-۲۰	المرتد مادام مترددا فی دارالاسلام فالقاضی لایقضی بشیٔ من هذه الاحکام	کذا فی المحیط
۲۱	وتصرف المرتد فی ردته علی اربعة اوجه (منها) ماینفذ فی قولهم نحو قبول الهدیة و الاستیلاد فاذا جاءت جاریة بولد فادعی النسب ثبت نسب الولد منه و یرث ذلك الولد مع ورثته وتصیر الجاریة ام ولدله وینفذ منه تسلیم الشفعة والحجر علی عبده المأذون	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	(ومنها) ماهو باطل بالاتفاق نحوالنکاح فلا یجوز له ان یتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولاذمیة لاحرة ولا مملوکة وتحرم ذبیحته و صیده بالکلب والبازی والرمی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	(ومنها) ماهوموقوف عندالکل وهوالمفاوضة فانه اذا فاوض مسلما یتوقف فی قولهم ان اسلم نفذت المفاوضة وان مات اوقتل علی ردته اولحق بدارالحرب وقضی القاضی بلحاقه بطلت المفاوضة وتصیرعنانا من الاصل عند ابی یوسفؒ ومحمدؒ و عند ابی حنیفةؒ تبطل اصلا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	(ومنها) مااختلفوا فی توقیفه البیع والشراء والاجارة والاعتاق والتدبیر والکتابة والوصیة وقبض الدیون عند ابی حنیفةؒ هذه التصرفات موقوفة ان اسلم نفذت	

۱؎ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۹، ۲۰/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ مرتد کے تصرفات کے متعلق احکام، حکم ۲۱/۴۹۳ سے شروع ہوتے ہیں اور مرتدہ کے تصرفات کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹۳ کے پہلے حاشیہ کا آب" ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۸/۴۹۳ ملاحظہ ہو اور ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ عبدِ ماذون کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۵، ۳۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۵، ۳۷/۴۹۳

۶؎ شرکت مفاوضہ، شرکت یعنی ساجھے کاروبار کی ایک قسم ہے اور فتاوی عالمگیری میں اس کا مفہوم یوں لکھا ہے کہ دو شخص اپنے مال، تصرف اور قرض کے لئے مساوی بنیاد پر شراکت کریں اور وہ دونوں ہر خریداری میں ایک دوسرے کے کفیل ہوں نیز وہ ایک دوسرے کے وکیل ہوں۔ شرکت مفاوضہ دو آزاد مسلمان مردوں یا دو ذمیوں میں جائز ہے مگر آزاد اور مملوک میں، بالغ اور بچہ میں، مسلمان اور ذمی میں، مسلمان اور مرتد میں، مجنون اور عاقل میں، دو غلاموں میں یا دو بچوں میں

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-۲۰	مرتد شخص جب تک دار الاسلام میں متردد (یعنی پریشاں پھرتا) ہو تو قاضی (یعنی حاکمِ مجاز اس کے متعلق (وراثت ووصیت کے) مذکورہ احکام میں سے کوئی حکم نہ دے گا[1]	محیط
۲۱	مرتد کے تصرفات جو حالتِ ارتداد میں ہوں وہ چار قسم پر ہیں ان میں سے (پہلی قسم اس کا) وہ تصرف ہے جو سب کے قول میں نافذ قرار پاتا ہے مثلاً ہبہ[1] قبول کرنا اور بچہ[2] کا دعوی کرنا پس اگر (اس کی) باندی نے بچہ جنا اور اس مرتد نے اس بچہ کی نسب کا دعوی کیا تو اس بچہ کی نسب اس سے ثابت ہو جائے گی اور وہ بچہ اس کے دوسرے وارثوں کے ساتھ اس کا وارث قرار پائے گا اور وہ باندی اس کی ام ولد قرار پائے گی[2] اور اس کی طرف[3] سے حق شفعہ سونپ دینا (یعنی اس سے دستبردار ہو جانا) اس کا اپنے عبدِ ماذون[3] کا اذن ختم کر دینا (یعنی اس کا[4] اپنے عبدِ ماذون کو یعنی کاروبار کے لئے اجازت یافتہ غلام کو منع کر دینا) نافذ قرار پائے گا (پس مرتد کے یہ تصرفات سب کے قول میں نافذ قرار پائیں گے)	قاضیخان
۲۲	ان میں سے (یعنی حالتِ ارتداد میں مرتد کے تصرفات میں سے دوسری قسم اس کا) وہ تصرف ہے جو بالاتفاق باطل ہے[4] مثلاً[1] نکاح کرنا پس مرتد کے لئے کسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے نہ کسی مسلمان عورت سے، نہ مرتد سے، نہ ذمیہ سے، نہ کسی آزاد عورت سے اور نہ باندی سے۔ اور (مثلاً[2] یہ کہ) مرتد کا ذبیحہ حرام ہوتا ہے اور مرتد[3] کا شکار بھی حرام ہوتا ہے خواہ اس نے وہ شکار شکاری کتے کے ذریعہ کیا ہو یا باز کے ذریعے یا تیر مار کر کیا ہو۔	قاضیخان
۲۳	ان میں سے (یعنی حالتِ ارتداد میں مرتد کے تصرفات میں سے تیسری قسم اس کا) وہ تصرف ہے جو سب کے ہاں موقوف[5] قرار پاتا ہے اور وہ شرکت[1] مفاوضہ ہے[6] پس اگر اس نے کسی مسلمان سے شرکت مفاوضہ کی تو فقہاءؒ کے قول کے بموجب وہ موقوف رہے گی اگر وہ مسلمان ہو گیا تو وہ شرکت مفاوضہ نافذ ہو گی اور اگر وہ حالتِ ارتداد میں مر گیا یا قتل کر دیا گیا یا دار الحرب جا ملا اور قاضی نے اس کے متعلق دار الحرب جا ملنے کا فیصلہ دے دیا تو اس کی وہ شرکت مفاوضہ باطل ہو کر اصل سے ہی شرکت عنان[7] قرار پائے گی یہ حکم امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ بالکل باطل قرار پائے گی۔	قاضیخان
۲۴	ان میں سے (یعنی حالتِ ارتداد میں مرتد کے تصرفات میں سے چوتھی قسم اس کا) وہ تصرف ہے جس کے موقوف رہنے یا نہ رہنے کے متعلق فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ مثلاً خرید و فروخت، کرایہ پر دینا، غلام آزاد کرنا، مدبر بنانا، مکاتب بنانا، وصیت کرنا اور قرض وصول کرنا۔ مرتد کے یہ سب تصرفات امام ابو حنیفہؒ کے ہاں موقوف رہتے ہیں[8] اگر وہ اسلام لے آیا تو اس کے وہ (مذکورہ)	

جائز نہیں ہوتی (اور اس کے مزید احکام کا بیان فتاوی عالمگیری کی بحث [18] کتاب الشرکۃ میں ہے) ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۲ بحث [18]، باب [2]، ص [307]۔ (مترجم) [7] شرکت عنان، شرکت یعنی ساجھے کاروبار کی ایک قسم ہے فتاوی عالمگیری میں اسکا مفہوم یوں لکھا ہے کہ دو شخص کسی مال تجارت میں شراکت کریں اور وہ ایک دوسرے کا کفیل ہونے کا ذکر نہ کریں پس وہ ایک دوسرے کے وکیل قرار پائیں گے اور کفیل نہ ہوں گے۔ شرکتِ عنان مرد اور عورت، بالغ و ماذون بچہ، آزاد اور ماذون غلام، مسلمان اور کافر سب میں جائز ہوتی ہے (اور اسکے مزید احکام کا بیان فتاوی عالمگیری کی بحث [18] کتاب الشرکۃ میں ہے) ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۲، بحث [18]، باب [2]، ص [319] (مترجم) [8] اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں لکھا ہے کہ صاحبینؒ کے ہاں مرتد کے مذکورہ تصرفات فی الحال نافذ قرار پاتے ہیں (البتہ اس حکم میں مزید تفصیل بھی ہے) ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص [581] حکم نمبر 14/493 کا چوتھا حاشیہ اور 25/493 ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۳ -	وان مات او قتل او قضی بلحاقه بدار الحرب تبطل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	وتصرف المکاتب فی ردته نافذ فی قولهم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	واذا باع الرجل عبده المرتد او امته المرتدة فالبیع جائز	کذا فی المبسوط
۲۷	المرتد اذا عاد تائبا الی دار الاسلام ان کان عوده قبل حکم القاضی باللحاق بطل حکم الردة فی ماله فصار کانه لم یزل مسلما ولا یعتق علیه شیٔ من امهات اولاده والمدبرین وان کان بعد الحکم فکل ماوجد فی ید ورثته اخذه واما ما ازاله الوارث عن ملکه سواء کان بسبب یلحقه الفسخ کالبیع والهبة او بسبب لا یلحقه الفسخ کالاعتاق والتدبیر والاستیلاد فذلک کله ماض لاسبیل للمرتد علیه ولا ضمان علی الوارث ایضا	کذا فی غایة البیان
۲۸	اذا وطی المرتد جاریة نصرانیة کانت له فی حالة الاسلام فجاءت بولد لاکثر من ستة اشهر منذ ارتد فادعاه فهی ام ولده والولد حر وهو ابنه	کذا فی الهدایة
	وان مات او قتل المرتد لم یرثه ولده فان کانت الامة مسلمة ورثه الابن مات علی الردة اولحق	کذا فی الکافی
۲۹	مرتد لحق بماله بدار الحرب ثم ظهر علی ذلک المال فهو فیٔ ولا سبیل لورثته علیه وان کان لحق بدار الحرب ثم رجع وذهب بماله وادخله دار الحرب ثم ظهر علی ذلک المال فانه یرد علی ورثته	

ـلـه حکم نمبر ۱۴/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ کا "د" اور ۳۷/۴۹۳ نیز حکم نمبر ۲۱ تا ۲۴/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـلـه حکم نمبر ۱۴ تا ۲۰/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـلـه کیونکہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے کذا فی المتون۔ اور اگر اس کے ارتداد کے بعد چھ ماہ سے کم مدت میں اس باندی نے بچہ جنا تو وہ اس کے ارتداد سے قبل کے حمل سے قرار پائے گا (مترجم)، ـلـه حکم نمبر ۲۱/۴۹۳ اور ۱۴/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ کا نمبر د ملاحظہ ہوں (مترجم) ـلـه جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس بچہ کی ماں نصرانیہ ہے اور باپ مرتد ہے اور اسلام سے قرب کی وجہ سے بچہ مرتد کے تبع ہو کر مرتد کے حکم میں ہوگا اور مرتد، مرتد کا وارث قرار نہیں پاتا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۹۔ حکم نمبر ۴/۴۹۲ ملاحظہ ہو۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ مسلمان، کافر کا وارث نہیں ہوتا نیز لکھا ہے کہ کافر مرتد کا وارث نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۳۰، ص ۱۳۱ (مترجم) ـلـه جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس بچہ کی ماں مسلمہ ہے پس وہ بچہ "الولد یتبع خیر الابوین دینا" (یعنی بچہ کا دین، والدین میں سے

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-	تصرفات نافذ قرار پائیں گے اور اگر وہ مرتد مرگیا یا قتل کیا گیا یا قاضی نے اس کے متعلق دارالحرب جا ملنے کا فیصلہ دے دیا تو اس مرتد کے مذکورہ تصرفات باطل قرار پائیں گے۔	قاضیخان
۲۵	مکاتب غلام کے تصرفات حالت ارتداد میں بموجب قولِ فقہاء نافذ قرار پاتے ہیں [1]	قاضیخان
۲۶	جب کسی آدمی نے اپنا مرتد غلام یا اپنی مرتدہ باندی بیع کردی تو یہ بیع جائز ہے۔	مبسوط
۲۷	(الف) مرتد شخص جب تائب ہوکر دارالاسلام میں واپس آگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز نے) اس کے متعلق دارالحرب جا ملنے کا فیصلہ ابھی نہیں دیا تھا کہ وہ اس سے پہلے واپس لوٹ آیا تو اس کے ارتداد کی وجہ سے اس کے مال کے متعلق جو حکم لاگو ہوا تھا وہ باطل ہو جائے گا اور (اس میں) وہ شخص ایسا ہی قرار پائے گا گویا وہ مسلمان ہی رہا ہے۔ اور اس کے مملوک ام ولد اور مدبر میں سے کوئی بھی آزاد نہ قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر قاضی نے اس کے متعلق دارالحرب جا ملنے کا فیصلہ دے دیا تھا اس کے بعد وہ لوٹ آیا تو جو مال وہ اپنے وارثوں کے قبضہ میں پائے اسے لے سکتا ہے اور اس کا جو مال اس کے وارث نے اپنی ملک سے زائل کر دیا خواہ وہ ایسے سبب سے زائل ہوا جو قابل فسخ ہوتا ہے مثلاً بیع اور ہبہ یا وہ ایسے سبب سے زائل ہوا جو قابل فسخ نہیں ہوتا مثلاً غلام آزاد کرنا، مدبر بنانا اور ام ولد بنانا تو (وارث کی ملک زائل ہونے کی مذکورہ) ان سب صورتوں میں جو حکم (مرتد کے مال کے متعلق بوجہ ارتداد) لاگو ہوچکا اب اس مرتد کے لئے اس مال پر کوئی حق نہیں رہا اور اس وارث پر بھی کوئی تاوان لازم نہیں ہے [2]	غایۃ البیان
۲۸	(الف) جب کسی مرتد شخص نے اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو اس وقت سے اس کے پاس تھی جبکہ وہ مسلمان تھا پھر اس باندی نے اس مرتد کے وقتِ ارتداد سے چھ ماہ [3] سے زائد عرصہ بعد بچہ جنا اور اس مرتد نے اس بچہ کی نسب کا دعویٰ کیا تو وہ باندی اس کی ام ولد اور وہ بچہ آزاد قرار پائے گا اور وہ اس کا بیٹا ہے [4]	ہدایہ
	(ب) پھر اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مرتد مرگیا یا قتل کر دیا گیا تو اس کا وہ بیٹا اس کا وارث نہ ہوگا [5]	
	(ج) اور اگر وہ باندی مسلمان تھی تو اس کا وہ بیٹا اس مرتد کا وارث ہوگا خواہ وہ مرتد حالتِ ارتداد میں مرگیا یا وہ دارالحرب جا ملا [6]	کافی
۲۹	(الف) مرتد شخص اپنا مال لیکر دارالحرب چلا گیا پھر وہ مال (مسلمانوں کی طرف سے) غلبہ پاکر لے لیا گیا تو وہ مال فئی [7] ہے اس پر اس مرتد کے وارثوں کا کوئی حق نہیں (ب) اور اگر مرتد شخص دارالحرب جا ملا پھر وہ دارالاسلام واپس لوٹا اور اپنا مال لے گیا اور اسے دارالحرب داخل کیا پھر غلبہ پاکر وہ مال لے لیا گیا تو وہ مال اس کے وارثوں کو واپس کیا جائے گا۔	

اس کی تبع میں قرار پاتا ہے جس کا دین بہتر ہو پس اس) کے بموجب ماں کے تبع ہوگا پس وہ بچہ مسلمان قرار پائے گا اور مسلمان مرتد کا وارث قرار پاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۹ حکم نمبر ۱۴/۴۹۳، ۱۶ تا ۱۸، ۲۸ ب مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] فئی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹۳ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۳-	الا انہ بغیر شیئ قبل القسمۃ وبالقیمۃ بعد القسمۃ	کذا فی الکافی
۳۰	وان لحق المرتد بدار الحرب ولہ عبد نقضی بہ لابنہ فکاتبہ ابنہ ثم جاء المرتد مسلما فالکتابۃ علی حالھا والمکاتبۃ والولاء للذی جاء مسلما	کذا فی الکافی
	بخلاف ما اذا رجع بعد ما عتق المکاتب فان الولاء فیہ للابن	کذا فی النھایۃ
۳۱	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر مرتد قتل رجلا خطاء ولحق بدار الحرب ومات او قتل علی الردۃ او ھو حی فی دار الاسلام فالدیۃ فی مالہ عندھم فان لم یکن لہ الا کسب الاسلام او کسب الردۃ تستوفی الدیۃ منہ وان کان لہ کسب الاسلام وکسب الردۃ فعلی قولھما تستوفی الدیۃ من الکسبین واما علی قول ابی حنیفۃؒ تستوفی من کسب الاسلام اولا فان فضل منھا شیئ یستوفی الفضل من کسب الردۃ	کذا فی المحیط
	ھذا اذا قتل او مات قبل ان یسلم واما اذا اسلم ثم مات او لم یمت فیکون فی الکسبین جمیعا بالاتفاق	کذا فی التبیین
۳۲	وما اغتصب المرتد من شیئ او افسدہ فضمان ذالک فی مالہ عندھم جمیعا ھذا اذا ثبت الغصب واتلاف المال بالمعاینۃ اما اذا ثبت باقرار المرتد فعند ابی یوسفؒ ومحمدؒ یستوفی ذلک من الکسبین وعند ابی حنیفۃؒ یستوفی ذلک من کسب الردۃ ھکذا ذکر شیخ الاسلامؒ وھذا اذا کان الجانی ھو المرتد	کذا فی المحیط

[1] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لیے کہ پہلی صورت (مندرجہ ۲۹ د/۴۹۳) میں وراثت جاری ہی نہ ہوئی تھی اور دوسری صورت (مندرجہ ۲۹ ب/۴۹۳) میں جب قاضی نے اس مرتد کے متعلق دارالحرب جاملنے کا فیصلہ دے دیا تو اس کا مال اس کے وارثوں کی طرف منتقل قرار پاکر وارث اس کا قدیم مالک تھا۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ قدیم مالک کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اگر مال غنیمت میں اس کا مال تقسیم سے قبل پالیا جائے تو وہ اسے مفت لے سکتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ و حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۹۔ حکم نمبر ۳۰/۴۹۳ ملاحظہ ہو اور غلام یا باندی ارتداد کا ارتکاب کرے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۵، ۲۶، ۳۹/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] مکاتب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-	لیکن (اس واپسی میں تفصیل یہ ہے کہ) اس مال کی تقسیم سے قبل وہ مال اس مرتد کے وارثوں کو بغیر قیمت کے واپس ہوگا اور اس مال کی تقسیم کے بعد وہ مال اس مرتد کے وارثوں کو قیمتاً واپس ہوگا۔	کافی
۳۰	(ا) اگر مرتد شخص دارالحرب جا ملا۔ اس کا ایک غلام تھا۔ اس غلام کے متعلق یہ فیصلہ دیا گیا کہ وہ اس کے بیٹے کا ہے۔ اس کے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کر دیا پھر وہ مرتد شخص مسلمان ہوکر (دارالاسلام) واپس آگیا تو اس غلام کا مکاتب ہونا حسب حال درست رہے گا اور مالِ کتابت اور ولا اس شخص کے لئے ہوگی جو مسلمان ہوکر واپس آیا ہے[۳]۔	کافی
	(ب) اور مذکورہ حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب وہ شخص اس وقت مسلمان ہوکر لوٹا جبکہ وہ مکاتب مالِ کتابت ادا کرکے آزاد ہو چکا تھا تو پھر اس صورت میں (آزاد شدہ اس مکاتب کی) ولاء (اس شخص کے) اس بیٹے کے لئے ہوگی[۴]۔	نہایہ
۳۱	(ا) امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ کسی مرتد نے کسی آدمی کو خطاءً قتل کر دیا اور پھر دارالحرب جا ملا اور مر گیا یا وہ حالتِ ارتداد میں قتل کر دیا گیا یا وہ دارالاسلام میں زندہ موجود ہو تو سب کے ہاں (اس مقتول کی) دیت (یعنی تاوانِ قتل کی ادائیگی) اس مرتد کے مال سے ہوگی۔ پس اگر اس مرتد کی کمائی صرف حالتِ اسلام کی ہو یا صرف حالتِ ارتداد کی ہو تو اس سے وہ دیت پوری کی جائے گی۔ اور اگر اس مرتد کی کمائی حالتِ اسلام اور حالتِ ارتداد (دونوں) کی ہو تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ اس کی ان دونوں کمائیوں سے وہ دیت پوری کی جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ پہلے اس کی اس کمائی سے پوری کی جائے گی جو اس نے حالتِ اسلام میں کمائی پھر اگر دیت کا مال اس سے زیادہ ہوا تو وہ زیادتی اس کی حالتِ ارتداد کی کمائی سے پوری کی جائے گی۔	محیط
	(ب) یہ (مذکورہ اختلاف) اس صورت میں ہے کہ وہ مرتد (از سرِنو) اسلام لانے سے پہلے قتل کر دیا گیا یا مر گیا اور اگر وہ مرتد اسلام لے آیا پھر اس کی موت واقع ہوئی یا اس کی موت واقع نہ ہوئی تو وہ دیت بالاتفاق اس کی ان دونوں (حالتوں کی) کمائیوں سے ہوگی[۵]۔	تبیین
۳۲	اگر مرتد نے کوئی چیز غصب کر لی یا کوئی چیز بگاڑ دی تو سب کے ہاں اس کی ضمان اس مرتد کے سب مال سے ہوگی یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا غصب کرنا یا مال کا تلف کرنا معاینہ سے ثابت ہوا اور اگر مرتد کے اقرار سے ثابت ہوا تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ ضمان اس کی دونوں (حالتوں کی) کمائیوں سے ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ ضمان اس کی حالتِ ارتداد کی کمائی سے ہوگی شیخ الاسلامؒ نے یوں ہی ذکر کیا ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جرم کا مرتکب، مرتد شخص ہو۔	محیط

[۳] حکم نمبر ۲۹/۴۹۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۳] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ اس کا بیٹا اسکے وکیل کے قائم مقام قرار پایا تھا اور عقد کے حقوق موکل کی طرف لوٹتے ہیں پس عقد کتابت کے حقوق اس واپس آنے والے شخص کے لئے ہوں گے اور ولاء کا حق اس کے لئے ہوتا ہے جس کی طرف سے عتق یعنی غلام کی آزادی واقع ہوا اور اس غلام کی آزادی بدلِ کتابت ادا کرنے کے بعد واقع ہوگی (پس ولاء کا حق واپس آنے والے اس شخص کے لئے ہوگا)، اور اگر وہ غلام بدلِ کتابت ادا کر چکا تب وہ شخص مسلمان ہوکر لوٹا تو چونکہ اب اس کی ملک ختم ہو چکی تھی لہذا ولاء کے حق کے متعلق مذکورہ حکم نہ ہوگا (اور پھر حق ولاء اس کے بیٹے کے لئے ہوگی) مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۳۵۹۔ حکم نمبر ۳۰/۴۹۳ ب ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۴] حکم نمبر ۳۰/۴۹۳ ا کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حوالہ
۴۹۳-۲۳	اما اذا جنی علی المرتد بان قطعت یدہ او رجلہ بعد الردۃ عمدا فذکر محمدؒ فی الاصل ان الجانی لا یضمن سواء مات المرتد من ذلک القطع علی الردۃ او مات مسلما هذا اذا قطعت یدہ وهو مرتد	کذا فی المحیط
۲۴	فاما اذا قطعت یدہ وهو مسلم والقاطع مسلم ایضا قطع یدہ عمدا او خطاء ثم ارتد المقطوعۃ یدہ ومات علی الردۃ من ذلک القطع فان علی الجانی دیۃ الید خطاء کان القطع او عمدا ولا یضمن ضمان النفس فان کان القطع عمدا تجب الدیۃ فی مال القاطع وان کان خطاء تجب الدیۃ علی عاقلتہ هذا اذا مات علی الردۃ من ذلک القطع فاما اذا اسلم ومات مسلما من ذلک القطع فان کان لم یلحق بدار الحرب او لحق الا انہ عاد مسلما قبل القضاء بلحاقہ بدار الحرب ففی الاستحسان تجب دیۃ النفس علی الکمال عمدا کان او خطاء الا انہ ان کان خطاء تجب علی العاقلۃ وان کان عمدا تجب فی مالہ ولا یجب القصاص فی العمد وبہ أخذ ابوحنیفۃ وابو یوسفؒ	کذا فی المحیط
	اما اذا لحق بدار الحرب وقضی بہ القاضی ثم عاد مسلما ومات من ذلک القطع فعلی القاطع نصف الدیۃ	کذا فی غایۃ البیان
۲۵	اذا ارتد القاطع والمقطوعۃ یدہ بقی علی الاسلام وقتل القاطع بسبب الردۃ ثم مات المقطوعۃ یدہ ذکر فی الاصل انہ ان کان القتل[۵] عمدا فلا شیئ لہ وان کان خطاء فان بری فعلی عاقلتہ ضمان الید فان مات فعلی عاقلتہ دیۃ النفس	کذا فی المحیط

[۱] حکم نمبر ۶/۴۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] جیساکہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ ہاتھ کاٹنے کی دیت (یعنی جان کی نصف دیت) لازم ہوگی اس لئے کہ قطع کی سرایت (موت پر) اس حال میں ہوئی کہ وہ محل (مرتد ہونے کی وجہ سے) غیر معصوم ہو چکا تھا پس جان کی دیت (یعنی پوری دیت) لازم نہ ہوگی اور نصف دیت اس لئے لازم ہوگی کہ اس کا ہاتھ اس وقت کاٹا گیا جبکہ وہ مسلمان تھا اور اسے عصمت حاصل تھی (یعنی بوجہ اسلام وہ محفوظ قرار پاتا تھا) ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۵۹۔ حکم نمبر ۲۴ ب ۲/۴۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۳] جیساکہ ہدایہ ج ۲ ص ۳۶۰ میں ہے نیز حکم نمبر ۲۷/۴۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۴] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب اسکے متعلق دارالحرب جاملنے کا فیصلہ دے دیا گیا وہ من حیث الحکم میت قرار پایا (جیساکہ حکم نمبر ۱۸/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ میں ہے) اور چونکہ موت قاطع سرایت ہے اور اس کا دارز سرنو، پھر اسلام لانا گویا ایک

دفعات/شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۲-۲۳	اور اگر مرتد پر جنایت کی گئی (یعنی مثلاً کسی نے اس کا عضو تلف کردیا) بایں طور کہ اس کے مرتد ہونے کے بعد کسی نے اس کا ہاتھ یا پاؤں جان بوجھ کر کاٹ ڈالا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ نے الاصل میں بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ جنایت کرنے والا ضامن نہ ہوگا خواہ وہ مرتد اس قطع عضو کی وجہ سے حالتِ ارتداد میں مرگیا یا وہ مسلمان ہوکر وفات پاگیا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو وہ حالتِ ارتداد میں تھا[1]	محیط
۲۴	(ا) اور اگر (جنایت بایں طور کی گئی کہ) حالت اسلام میں اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹنے والا بھی مسلمان شخص تھا جس نے عمدا (یعنی جان بوجھ کر) یا خطاء (یعنی غلطی سے) اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا وہ مرتد ہوگیا اور اس قطع (یعنی ہاتھ کٹنے) کی وجہ سے وہ حالت ارتداد میں مرگیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ قاطع (یعنی ہاتھ کاٹنے والے) پر ہاتھ کاٹنے کی دیت[2] (یعنی تاوان کی ادائیگی) لازم ہوگی خواہ اس کا قطع کرنا خطاءً تھا یا عمدا تھا اور وہ جان کی ضمان کا ضامن نہ ہوگا پھر (اس دیت کی ادائیگی میں حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے عمدا قطع کیا تھا تو دیت کی ادائیگی قاطع کے مال میں لازم ہوگی اور اگر اس نے خطاءً قطع کیا تھا تو دیت قاطع کی مددگار برادری پر لازم ہوگی اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ (مرتد) اس قطع سے حالتِ ارتداد میں مرگیا تھا (ب) اور اگر وہ مرتد (پھر سے) اسلام لے آیا تھا اور وہ اس قطع کی وجہ سے حالت اسلام میں وفات پاگیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ[1] مرتد دار الحرب میں نہیں جا ملا تھا یا جا ملا تھا مگر اس کے متعلق دار الحرب جا ملنے کا فیصلہ ہونے سے پہلے وہ واپس لوٹ آیا تھا تو از روئے استحسان اس کی جان کی پوری دیت لازم[3] ہوگی خواہ وہ قطع عمدا ہوا تھا یا خطاءً ہوا تھا لیکن خطاء کی صورت میں (اس کی جان کی) دیت اس (قاطع) کی مددگار برادری پر ہوگی اور عمدا کی صورت میں دیت اس (قاطع) کے مال میں لازم ہوگی اور عمدا کی صورت میں قصاص لازم نہ ہوگا۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے۔	محیط
	اور اگر[2] (مذکورہ صورت میں) وہ شخص دار الحرب جا ملا تھا اور قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس کے متعلق دار الحرب جا ملنے کا فیصلہ دے دیا تھا پھر وہ مسلمان ہوکر (دار الاسلام) واپس آگیا اور اس قطع کی وجہ سے وفات پاگیا تو اس قاطع پر (جان کی) نصف دیت لازم ہوگی[4]	غایۃ البیان
۲۵	جب (جنایت بایں طور کی گئی کہ) قاطع (یعنی ہاتھ کاٹنے والا شخص) مرتد ہوگیا اور جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا وہ مسلمان رہا اور قاطع شخص ارتداد کی وجہ سے قتل کیا گیا پھر وہ شخص جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا وہ (اس قطع کی وجہ سے) وفات پاگیا تو (اس کے حکم کے متعلق) الاصل میں مذکور ہے کہ اگر وہ قتل عمدا تھا (یعنی اگر اس قاطع نے وہ قطع[5] جان بوجھ کر کیا[6]) تو اس (وفات یافتہ) کیلئے کچھ نہ ہوگا اور	

نئے شخص کی نئی زندگی ہے پس پہلے جرم کا حکم عود نہ کرے گا اور جان کی دیت لازم نہ ہوگی اور نصف دیت لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۴۹۲ (ا) کا حاشیہ ملاحظہ ہو) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۳۶ (مترجم) [5] فتاوی عالمگیری عربی کے متن مطبوعہ مصر مطبع امیریہ، میمنیہ ہر دو میں "ان کان القتل عمدا" ہی لکھا ہے۔ چنانچہ یہی درج ہے اور اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اگر اس کا قتل کرنا جان بوجھ کر تھا مگر موقع و محل و مفہوم کی صحت کے لئے "ان کان القطع" ہونا چاہیے۔ یعنی اگر ہاتھ کاٹنا اس نے جان بوجھ کر کیا تھا۔ چنانچہ ترجمہ میں یہ مفہوم بریکٹ میں کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۵/۴۹۲ کا پہلا حاشیہ یعنی حصہ متن کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حــوالـہ
۴۹۳-		
۳۶	مدبرة اوام ولد ارتدت ولحقت بدارالحرب فمات مولاها فی دارالاسلام ثم اُخذت اسیرا فهی فئی بخلاف مالواسترقت علی ملك المولی فانها ترد علیه	کذا فی المحیط
۳۷	واذا ارتد المکاتب ولحق بدارالحرب واکتسب مالا فاُخذ بماله وابی ان یسلم فقتل فانه یوفی مولاه مکاتبته ومابقی فلورثته	کذا فی الهدایة
	وان لم یف ماترکه مکاتبته فماترک لمولاه	کذا فی الکافی
۳۸	عبد ارتد مع مولاه ولحقا بدارالحرب فمات المولی هناک واسرالعبد فهو فئی و یقتل ان لم یسلم	کذا فی المبسوط
۳۹	ولو ارتد العبد واُخذ مال مولاه فذهب به الی دارالحرب ثم اخذ مع ذلك المال لم یکن فیأ ویرد علی مولاه	کذا فی المبسوط
۴۰	قوم ارتدوا عن الاسلام وحاربوا المسلمین وغلبوا علی مدینة من مدائنهم فی ارض الحرب ومعهم نساؤهم و ذراریهم ثم ظهر المسلمون علیهم فانه تقتل رجالهم وتسبی نساؤهم وذراریهم	کذا فی المبسوط
۴۱	زوجان ارتدا ولحقا بدارالحرب فحبلت المرأة بدارالحرب وولدت ولدا وولد لولدهما ولد فظهر علیهم فالولدان فئی یجبر الولد الاول علی الاسلام ولا یجبر ولد الولد علی الاسلام ولوحبلت فی دارنا فالجواب کذلك .	کذا فی الکافی

۱؎ مدبر اور ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۳ کا حاشیہ اور فئی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹۳ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۲۹/۴۹۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۹/۴۹۳ کا حاشیہ و حکم نمبر ۳۸، ۳۹/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ مکاتب غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۴۸۸، ۲/۲۳۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۱/۴۹۳ کا حاشیہ، ۲۵، ۳۹/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۹/۴۹۳ کا حاشیہ، ۴۰/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۲۹/۴۹۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ نیز حکم نمبر ۲۶/۴۹۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۴/۴۹۲ اور ۴۲، ۴۳/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-	اگر اس نے خطاء (یعنی غلطی سے یہ جرم) کیا تھا تو اگر وہ شخص جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا وہ اچھا ہوگیا تو قاطع کی مددگار برادری پر ہاتھ کاٹنے کی ضمان لازم ہوگی اور اگر وہ شخص جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا وہ وفات پاگیا تو قاطع کی مددگار برادری پر جان کا تاوان لازم ہوگا۔	محیط
۳۶	مدبرہ باندی یا ام ولد باندی مرتد ہوگئی اور دارالحرب جا ملی پھر اس کا آقا دارالاسلام میں وفات پاگیا اس کے بعد وہ بطور قیدی پکڑ لائی گئی تو وہ مال فیئ ہے [1] اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ وہ مملوکہ بنا کر لائی گئی تو اس کے آقا کی ملکیت باقی تھی تو وہ باندی اس آقا کو واپس کی جائے گی [2]	محیط
۳۷	(۱) جب مکاتب [3] غلام مرتد ہوگیا اور دارالحرب جا ملا اور اس نے کچھ مال کمایا پھر وہ اپنے (اس) مال سمیت پکڑا گیا اور اس نے اسلام لانے سے انکار کیا پس قتل کیا گیا تو اس کے آقا کو اس کا مال کتابت ادا کیا جائے گا اور جو مال بچ گیا وہ اس (مکاتب) کے وارثوں کے لئے ہوگا [4]	ہدایہ
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس مکاتب کا چھوڑا ہوا مال اس کے مکاتبت کے واجبات کے لئے کافی نہ ہو تو جو مال اس نے چھوڑا ہے وہ اس کے آقا کا ہے۔	کافی
۳۸	کوئی غلام اپنے آقا سمیت مرتد ہوگیا پھر وہ دونوں دارالحرب جا ملے اور وہاں اس کا آقا مرگیا پھر وہ غلام قید کر لایا گیا تو وہ مال فیئ ہے اور اگر وہ (پھر سے) اسلام نہ لایا تو اسے قتل کیا جائے گا [5]	مبسوط
۳۹	اگر غلام مرتد ہوگیا اور اس نے اپنے آقا کا مال لیا اور اس مال سمیت دارالحرب جا ملا پھر وہ غلام اس مال سمیت پکڑا گیا تو وہ مال فیئ نہ قرار پائے گا بلکہ اس کے آقا کو واپس کیا جائے گا [6]	مبسوط
۴۰	ایک گروہ اسلام سے مرتد ہوگیا اور انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی اور سرزمین حرب میں انہوں نے اپنے شہروں میں سے کسی شہر پر غلبہ حاصل کیا اور ان کے ساتھ ان کی عورتیں اور بچے ہیں پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو ان کے مرد قتل کئے جائیں گے اور ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنائے جائیں گے [7]	مبسوط
۴۱	میاں بیوی دونوں مرتد ہوگئے اور دارالحرب جا ملے وہاں وہ عورت حاملہ ہوئی اور اس نے بچہ جنا اور ان کے اس ولد کے (بڑا ہونے پر اس کے) ہاں بچہ پیدا ہوا پھر ان پر (مسلمانوں کا) غلبہ ہوا تو وہ دونوں ولد مالِ فیئ ہیں۔ پہلے ولد کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اس ولد کے ولد کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور اگر وہ مرتد عورت دارالاسلام میں حاملہ ہوئی تب بھی جواب مذکورہ جواب کی طرح ہے [8]	کافی

دفعات/شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — احکام المرتدین	حــوالہ
۴۹۳-۴۲	فی النوادر انهما اذا ارتدا ولحقا بولد صغیر لهما دار الحرب فولد لذلك الولد ولد بعد ما کبر ثم ظهر المسلمون علی ولد الولد فهو یجبر علی الاسلام فی قول ابی حنیفة رحمه الله ومحمد رحمه الله	کذا فی المحیط
۴۳	الذی کان اسلامه تبعا لابویه اذا بلغ مرتدا ففی القیاس یقتل وفی الاستحسان لا یقتل۔ اسلم فی صغره ثم بلغ مرتدا ففی القیاس یقتل وفی الاستحسان لا یقتل مرتدا والمکره علی الاسلام اذا ارتد لا یقتل استحسانا وفی کل ذلك یجبر علی الاسلام ولو قتله قاتل قبل ان یسلم لا یلزمه شیئ۔	کذا فی فتح القدیر
۴۴	واللقیط فی دار الاسلام محکوم باسلامه ولو بلغ کافرا اجبر علی الاسلام ولا یقتل	کذا فی فتح القدیر

۱؎ حکم نمبر ۴/۴۹۳ اور ۴۳،۳۰/۴۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جس بچہ کے متعلق والدین کی تبعیت میں اسلام کا حکم متحقق ہے پھر وہ بالغ ہوا اور اس کا عقیدہ اسلام پر رہا۔ اس نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا تو اس پر اسلام پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پر اسلام پیش کرنا محض تکلف ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جس کے والدین مسلمان ہوں اس کے نکاح میں اس کے اسلام کے متعلق نہ پوچھنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ ایمان کے ساتھ اس کا عرفان ظاہر ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۹، ص ۳۱۵۔ حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۳ تا ۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۶ تا ۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۵/۴۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۶/۴۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ لقیط یعنی گرا پڑا زندہ بچہ پانا اس کے متعلق احکام، فتاوی عالمگیری کی بحث ۱۴ میں ہیں۔ حکم نمبر ۷/۴۹۳ کے تیسرے حاشیہ کا ۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — مرتدوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۳-۴۲	نوادر میں مذکور ہے کہ جب وہ دونوں (یعنی میاں) مرتد ہو گئے اور اپنے چھوٹے بچہ سمیت دارالحرب چلے گئے پھر اس بچہ کے بڑا ہونے کے بعد اس ولد کا ولد پیدا ہوا پھر ولد کے اس ولد پر مسلمانوں نے غلبہ حاصل کیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[۱]	محیط
۴۳	(۱) جس شخص کا مسلمان قرار پانا اس کے والدین کی تبعیت [۲] سے تھا جب وہ مرتد ہو کر بالغ ہوا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) از روئے قیاس اسے قتل کیا جائے گا اور از روئے استحسان اسے قتل نہ کیا جائیگا [۳] (ب) کوئی شخص بچپن میں مسلمان ہوا پھر مرتد ہو کر بالغ ہوا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اسے از روئے قیاس قتل کیا جائے گا اور از روئے استحسان اسے ارتداد کی بنا پر قتل نہ کیا جائے گا [۴] (ج) اور جس شخص کا (پہلی بار) اسلام قبول کرنا جبراً ہوا ہو جب وہ مرتد ہو جائے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) از روئے استحسان قتل نہ کیا جائے گا [۵] (د) اور مذکورہ سب صورتوں میں اسے (از سر نو) اسے اسلام قبول کرنے کے لئے جبر کیا جائے گا [۶] (س) اور اگر کسی قتل کرنے والے نے اسے (از سر نو) اسلام لانے سے پہلے قتل کر دیا تو اس قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا [۷]	فتح قدیر
۴۴	جو شخص دارالاسلام میں بطور لقیط (یعنی پڑا ہوا زندہ بچہ) ملے تو اس کے متعلق (دارالاسلام کی تبعیت کی وجہ سے) اسلام کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ کافر ہو کر بالغ ہوا تو اسے اسلام قبول کرنے پر جبر کیا جائے گا اور اسے (بطور مرتد) قتل نہ کیا جائے گا [۸]	فتح قدیر

تعداد شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالایمان والاسلام	حوالہ
۴۹۴-	**موجبات الکفر ما یتعلق بالایمان والاسلام** تعداد شق ۱۳[1]	
۱	موجبات الکفر انواع (منها ما یتعلق بالایمان والاسلام) اذا قال الرجل لا ادری اصحیح ایمانی ام لا فهذا خطاء عظیم الا اذا اراد به نفی الشک[2]۔ من شک فی ایمانه وقال انا مؤمن ان شاء الله تعالی فهو کافر الا اذا اوّل فقال لا ادری اخرج من الدنیا مومنا فحینئذ لا یکفر	کذا فی الذخیرة
۲	ومن قال بخلق القرآن فهو کافر وکذا من قال بخلق الایمان فهو کافر	کذا فی الذخیرة

[1] موجبات الکفر کا ذکر حکم نمبر ۴۹۴ تا ۵۰۲ میں ہے ان میں مندرجہ کلمات الکفر کا اگرچہ ترجمہ دیا گیا ہے تاہم کئی موجبات الکفر کا تعلق عربی، فارسی کی متعلقہ زبان کے محاورات سے ہے لہٰذا ان کلمات الکفر میں متن اور ترجمہ دونوں ملحوظ رہیں۔ نیز کسی موجب الکفر امر سے کا فرو مرتد قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا و آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] یعنی اس نے اپنے اس قول میں کہ "میں نہیں جانتا کہ میرا ایمان صحیح ہے یا نہ" یہ غیر متبادر معنی مراد لیا کہ "میرا ایمان صحیح ہے یا نہ" میں اسے نہیں جانتا کیونکہ مجھے اپنے ایمان کی صحت میں کوئی تردد اور شک نہیں ہے تو پھر یہ قول صحیح قرار پائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [3] (ا) جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ "انا مؤمن انشاء الله تعالیٰ بغیر تاویل کہنا کفر ہے اس لئے کہ یوں کہکر اس نے اپنے ہاں اپنے ایمان میں تردد کیا لیکن اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جبکہ اس نے یوں کہنے میں یہ ارادہ کیا کہ میں مومن ہوں اگر میرے ایمان پر یعنی (ایمان سے متعلق میری) تصدیق اور اقرار کے حق ہونے پر اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہو اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں دنیا سے مومن ہونے کی حالت میں نکلوں گا یا کافر ہونے کی حالت میں نکلوں گا تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب قرار پائیگا۔ اس لئے کہ علم غیب تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، پس اگر اس نے یوں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میں دنیا سے مومن ہونے کی حالت میں نکلوں گا یا یوں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میں دنیا سے کافر ہونے کی حالت میں نکلوں گا تو وہ کفر کا مرتکب قرار پائے گا اور امام فضلیؒ نے کہا ہے کہ آدمی کو اپنے ایمان دار ہونے میں استثناء نہیں کرنا چاہیئے اور اسے "انا مومن انشاء الله تعالیٰ" نہیں کہنا چاہیئے اس لئے کہ وہ ایمان کے متعلق تصدیق اور اقرار پر مامور ہے اور استثناء کرنا بظاہر اسکے مناقض ہے نیز اس لئے کہ وہ زمانہ حال کے متعلق مسئول ہے زمانہ استقبال کے متعلق جواب کی کوئی وجہ نہیں۔ اور لکھا ہے کہ جن اسلاف سے مذکورہ استثناء منقول ہے اس کا تعلق ایمان میں شک سے نہیں بلکہ اس کا تعلق احادیث میں بیان شدہ صفاتِ مومن سے ہے مثلاً یہ کہ مومن وہ ہے جس کی شر سے لوگ امن میں رہیں یا مثلاً یہ کہ مومن وہ ہے کہ اس کا پڑوسی مظالم سے امن میں رہے یا مثلاً یہ کہ وہ مومن نہیں کہ وہ خود پیٹ بھر کر سویا اور اس کا پڑوسی بھوکا سویا۔ پس اس استثناء کا تعلق کمال ایمان سے ہے (نفسِ ایمان یعنی) دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار سے نہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ ص۱۴۳۔

(ب) اور جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بکری ذبح کرانے کیلئے ایک رہگذر سے پوچھا کہ "کیا تو مومن ہے" تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "نعم انشاء الله تعالیٰ" یعنی "جی ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں مومن ہوں" تو آپ نے فرمایا کہ "میری قربانی وہ شخص ذبح نہ کرے جو اپنے ایمان میں شک کرتا ہے"

دفعات وشق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — ایمان واسلام سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۴-	**ایمان واسلام سے متعلق موجبات الکفر** اور اسمیں ۱۲ شقیں ہیں	
۱	موجبات الکفر (یعنی کفر لازم کرنیوالے امور) کئی قسم ہیں [۱] ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا تعلق ایمان اور اسلام سے ہے (۱) جب کسی آدمی نے یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میرا ایمان صحیح ہے یا نہ، تو یوں کہنا بہت بڑی غلطی ہے لیکن اگر اس نے یوں کہنے میں شک کا نہ ہونا مراد لیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے [۲] (ب) جس شخص نے اپنے ایمان میں شک کرتے ہوئے یوں کہا کہ "انا مؤمن انشاء اللہ تعالیٰ" (یعنی میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایمان والا ہوں) تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کرنے والا ہے لیکن اگر اس نے (یوں کہنے کی) تأویل کی اور کہا کہ (اس سے میری مراد یہ ہے کہ) میں نہیں جانتا کہ میں دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلوں گا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ کفر کرنے والا قرار نہ پائے گا) [۳]	ذخیرہ
۲	(۱) جس شخص نے قرآن مجید (یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام نفسی) کو مخلوق کہا تو وہ کفر کرنے والا ہے [۴] (ب) اسی طرح جس نے ایمان کو مخلوق کہا تو وہ کفر کرنے والا ہے [۵]	ذخیرہ

نیز لکھا ہے کہ ایمان، تصدیقِ محض کا نام نہیں ہے بلکہ اسکے شرعی مفہوم میں بطور جزء یا بطور شرط اقرار بھی ضروری ہے (حکم ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور چونکہ انشاء اللہ کے کلمہ سے وہ اقرار باطل قرار پاکر مجرد تصدیق رہ جاتی ہے اور مجرد تصدیق سے ایمان ثابت نہیں ہوتا پس اس کلمہ کے ملانے کی صورت میں ایمان ثابت نہ ہوگا (اور عذر کی صورت میں حکم ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا ب ا" ملاحظہ ہو) اور لکھا ہے کہ قرآن مجید کی آیت لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ الآیہ (آیت ۲۷ سورہ الفتح یعنی البتہ داخل ہوگے تم المسجد الحرام میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا امن سے) اس آیت میں رؤیا صادقہ پر انشاء اللہ تعالیٰ کا اطلاق اس لئے جائز ہے کہ المسجد الحرام سے کل کے باہر ہونے کی صورت میں داخلہ متحقق ہونے کے باوجود اس کا احتمال ہے کہ کل کا داخلہ نہ ہو۔ اسی طرح قبرستان میں دعا کے متعلق مروی حدیث "وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ" یعنی ہم (بھی) انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں"، اس روایت میں انشاء اللہ کا اطلاق اس لئے جائز ہے کہ ایک زندہ شخص کا لحوق، وفات یافتہ لوگوں کیساتھ متحقق ہونے کے باوجود اس کا امکان ہے کہ اس کا لحوق اس قبرستان والوں سے ہونے کی بجائے کسی دوسرے قبرستان والوں سے ہو۔ (مگر ذات ایمان کے ثابت ہونے میں مذکورہ قسم کا احتمال (اور امکان نہیں ہوتا پس" انا مؤمن انشاء اللہ تعالیٰ" کہنے سے ایمان ثابت نہ ہوگا سوائے اسکے کہ وہ اس قول کی تأویل کرے) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۱۸ تا ص ۳۲۰ ملخصا (مترجم)

[۴] اس کے متعلق حکم ۱/۴۹۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۵] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ ایمان مخلوق ہے وہ کفر کرنے والا ہے۔ بہت سے فتاوی میں یوں ہی وارد ہے نیز لکھا ہے کہ یہ مسئلہ فرغانہ میں پیش ہوا تو بخارا کے علماء نے متفقہ طور پر یہ فتوی دیا کہ ایمان غیر مخلوق ہے اور اسے مخلوق کہنے والا کفر کرنے والا ہے اور لکھا ہے کہ صاحب الجامع امام بخاریؒ اس مسئلہ کی وجہ سے بخارا سے نکالے گئے تھے اور امام النسفیؒ کا قول ہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بندے کا فعل ہے چنانچہ معرفت دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور معرفت حاصل کرنا بندے کی طرف سے ہے۔ ہدایت، توفیق، اکرام اور عطا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہدایت حاصل کرنا، کوشش، ارادہ، قصد اور قبول کرنا بندے کی طرف سے ہے پس جو صفت بندے کی طرف سے ہے وہ مخلوق ہے اس لئے کہ بندہ اپنی تمام صفات کے ساتھ مخلوق ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ غیر مخلوق ہے اور جو شخص بندے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں امتیاز نہ کرے وہ گمراہ ہے پس جب ایمان مذکورہ امور سے تعبیر ہے تو اسے مخلوق کہنا صحیح نہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۹ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالایمان والاسلام	حوالہ
۹۴-۳	ومن اعتقدان الایمان والکفر واحد فھو کافر	کذا فی الذخیرۃ
۴	ومن لا یرضی بالایمان فھو کافر	کذا فی الذخیرۃ
۵	ومن یرضی بکفر نفسہ فقد کفر	کذا فی التتارخانیۃ
۶	ومن یرضی بکفر غیرہ فقد اختلف فیہ المشائخ ۲ فی کتاب التحری فی کلمات الکفر ان رضی بکفر غیرہ لیعذب علی الخلود لا یکفر وان رضی بکفرہ ۳ لیقول فی اللہ مالا یلیق بصفاتہ یکفر وعلیہ الفتوی	کذا فی التتارخانیۃ

۱ حکم نمبر ۶۹/۵۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ رضا بالکفر کفر ہے (جبکہ مسئلہ مختلف فیہ نہ ہو) اور اگر مسئلہ مختلف فیہ ہو (یعنی اس کے کفر قرار پانے میں اختلاف ہو) تو اس سے رضا پر کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہ ہوگی - ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص ۱۴۴ حکم نمبر ۳۳، ۴۰/۵۰۲ ، ۲۵/۵۰۱ نیز حکم نمبر ۵۷، ۳/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ دوسرے کے کفر پر راضی ہونے کے کفر قرار پانے میں مشائخ کا اختلاف ہے شیخ الاسلامؒ نے ذکر کیا ہے کہ دوسرے کے کفر پر راضی ہونا تب کفر قرار پاتا ہے جبکہ جائز سمجھتا اور اسے اچھا سمجھتا ہو لیکن جب وہ دوسرے کے کفر کو جائز اور اچھا نہ سمجھتا ہو - مگر یوں کہے کہ میں شریر موذی کی موت اور اس کا قتل کفر پر ہونے کو پسند کرتا ہوں تاکہ خدا تعالیٰ اس سے انتقام لے تو یوں کہنا کفر نہ قرار پائے گا - نیز بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کے متعلق یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اسلام (واپس) لے لے تو وہ اور جس نے اس پر آمین کہی ان دونوں نے کفر کیا یا یوں کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ فلاں مسلمان کفر کرے یا یوں کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ فلاں کفر کرے تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب ہے یا اس نے یوں کہا کہ میرا ارادہ سوائے اس کے کوئی نہیں کہ وہ کفر کرے یا یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا سے بغیر ایمان یا کافر کر کے نکالے یا اسے ایمان کے بغیر یا کافر کر کے مارے یا اللہ تعالیٰ اسے آگ میں ہمیشہ اور دائمی طور پر رکھے یا اسے جہنم کی آگ سے نہ نکالے تو ان صورتوں میں اگر اس نے کفر کو مستحسن جانتے ہوئے اور اس پر راضی ہوتے ہوئے یوں کہا تو اس نے کفر کیا اور اگر اس نے ظالم سے انتقام لینے کے ارادہ سے یوں کہا کہ وہ کفر کرے اور ہمیشہ عذاب پائے جیسا کہ مذکورہ کلام میں سے بعض کا مفہوم یوں ہی ہے تو وہ کفر کا مرتکب نہ قرار پائے گا - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص ۱۴۶ حکم نمبر ۴۶/۵۰۲ اور ۱۱/۴۹۴ نیز تلقین کفر کے متعلق حکم نمبر ۱/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — ایمان و اسلام سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۹۴۴-۳	جس شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ ایمان اور کفر ایک شیئ ہیں تو وہ کفر کرنے والا ہے ۔	ذخیرہ
۴	جو شخص ایمان پر راضی نہ ہوا وہ کفر کرنے والا ہے [1]	ذخیرہ
۵	جو شخص اپنے متعلق کفر (کے ارتکاب) پر راضی ہوا تو اس نے کفر کیا [2]	تتارخانیہ
۶	جو شخص دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہوا اس کے حکم کے متعلق مشائخ ؒ نے اختلاف کیا ہے ۔ کتاب التخییر میں کلمات الکفر کے بیان میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تاکہ اسے ہمیشہ عذاب دیا جائے ۔ تو اس صورت میں اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اور اگر کوئی شخص دوسرے کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی بات کہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے شایان شان نہیں ہے تو اس صورت میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اسی پر فتوی ہے [3]	تتارخانیہ

رقم فتاوی نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالایمان والاسلام	حوالہ
۴۹۴-۷	من قال لا ادری صفة الاسلام فهو کافر و ذکر شمس الائمة الحلوانی هذه المسئلة و بالغ فیها فقال هذا رجل لیس له دین ولا صلوة ولا صیام ولا طاعة ولا نکاح و اولاده اولاد الزنا و قال فی الجامع مسلم تزوج نصرانیة صغیرة و لها ابوان نصرانیان وکبرت وهی لا تعقل دینا من الادیان ولا تصفه وهی غیر معتوهة فانها تبین من زوجها معنی قول محمد لا تعقل دینا من الادیان لا تعرفه بقلبها ومعنی قوله لا تصفه لا تعبر عنه باللسان. وکذلک الصغیرة المسلمة اذا بلغت عاقلة وهی لا تعقل الاسلام ولا تصفه وهی غیر معتوهة بانت من زوجها وفی فتاوی النسفی سئل عن امرأة قیل لها توحید میدانی فقالت لا، ان ارادت انها لا تحفظ التوحید الذی یقوله الصبیان فی المکتب لا یضرها وان ارادت انها لا تعرف وحدانیة الله تعالی فلیست بمؤمنة ولا یصح نکاحها وعن حماد ابن ابی حنیفة ان مات ولا یعرف ان له خالقا وان لله تعالی عزوجل دارا غیر هذه الدار وان الظلم حرام فانه لم یؤمن	کذا فی المحیط

[1] فتاوی عالمگیری میں المحیط سے ماخوذ مذکورہ ان صورتوں یعنی "ا، ب اور ج" کے متعلق شرح الفقہ الاکبر میں ذکر کیا گیا ہے اور پھر اس میں کلام بھی کیا گیا ہے مثلاً مذکورہ صورت "ا" کے متعلق لکھا ہے کہ جو آدمی (شرعی ایمان پر) دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرتا ہو تو وہ بالاجماع مسلمان قرار پاتا ہے اور اسلام سے متصف ہونے کے بعد، اسلام کی صفت اور تعریف کا نہ جاننا اسے اسلام سے بلانزاع نہ نکالے گا اور اسکی نظیر یہ ہے کہ جس نے کوئی چیز کھائی اور وہ اسکے نام اور اسکی تعریف کو نہیں جانتا۔ اسی طرح کسی نے نماز و روزہ اپنے شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کیا اور وہ ان کی تفصیل کو نہیں جانتا اور اسکے متعلق سوال پر اس نے یوں کہا کہ "میں نہیں جانتا" تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ قرار پائے گا ورنہ دنیا میں علم الکلام جاننے والے تھوڑے سے لوگوں کے سوا کوئی مومن نہ رہے گا اور اس میں اہل اسلام کیلئے بڑی حرج ہے نیز ایسے سوال میں جاہلوں کے لئے مغالطہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے نیز مذکورہ صورت میں یہ کہنا کہ "اسکی اولاد، اولاد زنا قرار پائے گی" یہ بھی علی الاطلاق درست نہیں ہوسکتا اسلئے کہ مذکورہ سوال سے پہلے اسکی اولاد بلاشبہ حلال قرار پاتی ہے اور اس سوال کے بعد بھی اسکی اولاد تب حرام قرار پائے گی کہ یوں کہنے کے بعد اس سے توبہ اور رجوع کا وقوع نہ ہوا ہو یہ بھی اس صورت میں کہ یوں کہنا علماء اعلام کے ہاں کفر قرار پاتا ہو۔ نیز بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ کسی شخص سے کہا گیا "ایمان کیا ہے" تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "میں نہیں جانتا" تو یوں کہنے میں اس نے کفر کیا اور پھر لکھا ہے کہ اس حکم میں بھی کلام ہے کیونکہ مذکورہ صورت میں یہ احتمال موجود ہے کہ مذکورہ سوال، ایمان کی صفت، اسکی تعریف، ایمان مجمل اور مفصل سے ہو اور ہر شخص تفصیل نہیں جانتا بلکہ ہر شخص ایمان کی جامع و مانع تعریف نہیں جانتا (اور اسکے باوجود وہ مومن رہتا ہے) چنانچہ اللہ تعالی نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ "وَمَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ" الآیة (آیت ۵۲ سورہ شوریٰ یعنی نہ تھا تو جانتا کیا ہے کتاب اور نہ ایمان)۔ اور اسکے باوجود (شروع ہی سے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مومن ہونے پر اجماع ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ "کیا تو مومن ہے" یا اسے یہ کہا گیا کہ جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق دل سے کرے اور زبان سے اس کی شہادت دے تو کیا اس کا قتل جائز ہے اور وہ جواب میں یوں کہے کہ میں نہیں جانتا تو اس صورت میں وہ کفر کا مرتکب قرار پائے گا یا مثلاً مذکورہ صورت "ب اور ج" یعنی صغیرہ نصرانیہ اور صغیرہ مسلمہ کے ذکر کے بعد یہ ذکر کیا ہے کہ امام محمدؒ انہیں مرتدہ میں شمار کیا ہے اسلئے انکا اسلام تبعیت سے تھا اور بالغہ ہونے کے بعد تبعیت نہ رہی اور ان میں کسی دین کی معرفت بھی نہیں پس وہ ایسی جاہل قرار پاتی ہیں جنکی ایسی کوئی مخصوص ملت نہیں جو کہ نکاح کی ابتداء اور بقاء کیلئے شرط ہے اور پھر اسمیں کلام کرتے ہوئے صغیرہ نصرانیہ کے متعلق کہا ہے کہ بموجب حدیث شریف ہر بچہ فطرت اسلامیہ پر ہوتا ہے اسکے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی وغیرہ بناتے ہیں اور جب مذکورہ صورت میں وہ عاقلہ ہے تو اپنے والدین یا اہل قریہ کی تبعیت میں نصرانیہ قرار پاکر خاوند سے بائنہ نہ ہوئی تو جب وہ بالغہ ہوئی اور مذکورہ تبعیت نہ رہی اور پھر نصرانیت کے تلبس کے بغیر فطرت اسلامی پر قرار پائی تو وہ خاوند سے بائنہ کیونکر ہوگی۔ اور صغیرہ مسلمہ کے متعلق کہا ہے کہ جیسا کہ گذر چکا کہ ایمان محقق ہونے کے لئے اسلام کے حکم اور وصف کی تفصیل کا جاننا ضروری نہیں بلکہ ایمان کے تحقق کیلئے متعلقہ تصدیق اور اقرار کفایت کرجاتا ہے اور لکھا ہے کہ بیان سے جاہل ہونا اس مقام کے مقصود میں مضر نہیں (پس وہ کفر کی مرتکب نہ قرار پائے گی اور بائنہ نہ ہوگی) نیز لکھا ہے کہ اس قسم کے مسائل

دفعات و شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام ایمان واسلام سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۴-۷	(و) جس شخص نے یوں کہا کہ " لا ادری صفة الاسلام " (یعنی میں صفتِ اسلام نہیں جانتا) تو وہ کفر کرنے والا ہے۔ شمس الائمۃ الحلوانی ؒ نے یہ مسئلہ ذکر کیا تو اسکا حکم بہت اہتمام و کوشش سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے شخص کا نہ کوئی دین ہے نہ نماز، نہ روزہ، نہ اطاعت، نہ نکاح، اور اسکی اولاد، زنا کی اولاد قرار پائے گی (ب) الجامع میں مذکور ہے کہ کسی مسلمان نے نصرانیہ سے نکاح کیا جو چھوٹی یعنی (نابالغہ) ہے اسکے والدین نصرانی ہیں وہ بڑی (یعنی بالغہ) ہوئی درآنحالیکہ وہ دینوں میں سے کسی دین کو نہیں سمجھتی اور نہ کسی دین کی صفت بیان کرسکتی ہے' اور وہ معتوہ بھی نہیں ہے (یعنی پیدائشی خفیف العقل نہیں ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۹/۴۹۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ اپنے خاوند سے بائنہ قرار پائے گی اور امام محمد ؒ کا یہ قول کہ " وہ دینوں میں سے کسی دین کو نہیں پہچانتی " اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے اپنے دل سے نہیں پہچانتی اور آپکا یہ قول کہ " وہ نہ کسی دین کی صفت بیان کرسکتی ہے " اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے زبان سے بیان نہیں کرسکتی (ج) اسیطرح مسلمان چھوٹی لڑکی کے متعلق یہی حکم ہے کہ (اسکا نکاح ہوا اور) جب وہ عاقلہ بالغہ ہوئی تو وہ نہ اسلام کو سمجھتی ہے اور نہ اسکی صفت بیان کرسکتی ہے حالانکہ وہ معتوہ بھی نہیں ہے تو وہ اپنے خاوند سے بائنہ قرار پائے گی ۱؎ (د) اور فتاوی النسفی میں ہے کہ (آپ سے) ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جسے یہ کہا گیا کہ " تو توحید جانتی ہے " تو اس نے جواب میں کہا کہ " نہیں " تو (آپ نے فرمایا کہ) اگر اسکے اس جواب میں اسکی مراد یہ ہے کہ توحید کا وہ بیان جو مکتب میں بچے بیان کرتے ہیں وہ مجھے یاد نہیں تو اسے مذکورہ جواب ضرر نہ دیگا اور اگر اسکے مذکورہ جواب میں اسکی مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو جانتی ہی نہیں تو پھر وہ عورت ایمان والی نہ قرار پائے گی۔ اور اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا ۳؎ (س) اور حضرت حماد بن ابی حنیفہ ؒ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص مرگیا اور اس نے یہ نہ جانا کہ اسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دارِ (دنیا) کے علاوہ ایک اور دارِ (آخرت) بھی ہے اور یہ کہ ظلم کرنا حرام ہے تو وہ ایمان والا نہیں ۴؎	محیط

کثیر الوقوع ہیں چنانچہ طلاق مغلظہ پانے والی بعض ایسی عورتیں جو قرآن مجید پڑھنے والی اور نماز و روزہ ادا کرنیوالی ہوتی ہیں تین طلاقیں واقع ہونے کے بعد ان سے اسلام کے حکم کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جب وہ اس کا حکم بیان کر سکنے کیوجہ سے یوں کہتی ہیں کہ " میں نہیں جانتی " تو قانعیان سو اسے (شروع سے) کافرہ قرار دیکر اور اس کا پہلا نکاح باطل قرار دے کر (حلالہ کی بجائے صرف) اس کے نکاح کی تجدید کردیتے ہیں اور یہ مقام لغزش ہے۔ اور بعض اوقات اس قاضی کیلئے موجب کفر قرار پاتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ نکاح کی ابتدا اور بقا میں کسی مخصوص ملت کا شرط ہونا بھی اس صورت میں ہے جبکہ خاوند کا اسلام صحیح ہو ورنہ کفار کا باہم نکاح ابتداء درست قرار پاتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ تم کس ملت پر ہوا ور وہ کہیں کہ " ہم کسی ملت پر نہیں " یا یوں کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم کس ملت پر ہیں " تو پھر ان کا کفر ظاہر ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ؒ م ۱۰۱۴ھ ، ص ۱۴۳ ۔ تاہم فتاوی عالمگیری میں المحیط سے ماخوذ مذکورہ صورتوں میں چونکہ یہ صراحت ہے کہ " وہ کسی دین کو نہیں جانتی " ، یعنی وہ اپنے دل سے کسی دین کو نہیں جانتی اور " وہ دین واسلام کی صفت بیان نہیں کرسکتی " ، یعنی وہ زبان سے اس کا بیان نہیں کرسکتی پس عالمگیری کے متن میں مذکورہ وضاحت کے بعد، مذکورہ صورتوں میں کلام محلِ کلام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا حاشیہ، ۴۳/۴۹۳ ، ۷/۴۹۲ کا د اور حکم نمبر ۱۲/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ کا ج ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۲؎ هل تعرف التوحيد۔ حاشیہ عربی فتاوی ہذا یعنی کیا تو توحید کو جانتی ہے (مترجم) ، ۳؎ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جیسے کہا گیا کہ کیا تو توحید کو جانتا ہے تو اس نے کہا کہ " نہیں " اگر اسکی مراد اللہ تعالیٰ کی توحید کو جاننے کی نفی ہو تو اس نے کفر کیا اور اسمیں یہ بحث ہے کہ مذکورہ سوال میں توحید کی حقیقت جاننے کے متعلق سوال ہے یہ سوال نہیں کیا گیا تو موحد ہے یا نہ پس توحید کی حقیقت نہ جاننے سے اسکے کفر قرار پانے کی کوئی وجہ نہیں۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۲ حکم نمبر ۷/۴۹۲ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ۴؎ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ الحاکم الشہید نے المنتقیٰ میں امام ابو حنیفہ ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی شخص کے لئے اپنے خالق سے جاہل رہنے کا عذر مقبول نہیں اس لئے کہ وہ زمین و آسمان اور خود اپنی پیدائش کو جانتا ہے۔ نیز آپ کا یہ قول منقول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی رسول علیہ السلام، مبعوث نہ فرماتا۔ تب بھی مخلوق پر اپنے عقل کی بنا پر اپنے خالق کی پہچان لازم ہوتی۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۸۳ ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالایمان والاسلام	حوالہ
۴۹۴-۸	رجل یعصی ویقول" مسلمانی آشکارا باید کرد[1]"، یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۹	رجل قال للآخر مسلمانم فقال له "لعنت برتو و بر مسلمانی تو"، یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۱۰	نصرانی اسلم فمات ابوه فقال" لیت انی لم اسلم الی هذا الوقت حتی اخذت مال الاب" یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۱۱	نصرانی اتی مسلما فقال اعرض علی الاسلام حتی اسلم عندک فقال" اذهب الی الفلان العالم حتی یعرض علیك الاسلام فتسلم عنده" اختلفوا فیه قال ابو جعفر" لا یصیر کافرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	کافر اسلم فقال له رجل" تراچه بد آمده بود از دین خود[7]" یکفر	کذا فی الخلاصۃ

[1] یلزم فعل الامور الاسلامیۃ جهرا - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی مسلمانی کا کام ظاہر کرنے چاہئیں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۲/۵۰۰ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں وجہ کفر اس کا یوں کہنا کہ "تیری مسلمانی پر لعنت" ہے - ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی" ص ۱۴۶ (مترجم) [4] اس لئے کہ مسلمان، کافر کا وارث نہیں قرار پاتا، اس کے متعلق حکم نمبر ۲۸/۴۹۳ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ کفر کی تمنا کفر ہے اور لکھا ہے کہ کفر کی تمنا خواہ دل سے کرے اور زبان سے لفظ نہ کہے تب بھی کفر ہے اس لئے کہ از روئے تحقیق دل ہی دل تصدیق کا محل اور ایمان کا مقام ہے - نیز لکھا ہے کہ کوئی کافر اسلام لایا تو اسے کسی اور مسلمان نے یوں کہا کہ کاش تو اسلام نہ لاتا تاکہ میراث حاصل کرتا تو یوں کہنے والے اس مسلمان نے کفر کیا - ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی" ص ۱۴۷ - حکم نمبر ۴۸/۵۰۲ اور ۶،۵،۴/۴۹۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ (اس صورت کے حکم میں) بعض کا یہ قول کہ "یوں کہنا کفر ہے" اسلئے ہے کہ وہ بعض اوقات کے لئے اس کے کفر پر راضی ہوا (حکم نمبر ۶/۴۹۴ ملاحظہ ہو) اور فقیہ ابو جعفر" کے قول کے بموجب وہ کفر کرنے والا نہ قرار پائے گا اس لئے کہ عالم شخص وہ رہنمائی رکھتا ہے جسے غیر عالم نہیں پاتا - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۶ اور مذکورہ صورت کے متعلق شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ فقیہ ابو اللیث" کا قول ہے کہ اسے عالم کی طرف بھیجنے سے کفر کا ارتکاب نہ قرار پائے گا اس لئے کہ (وہ کام) جاہل کی نسبت عالم شخص زیادہ اچھے طریقہ سے کر سکتا ہے پس اسے عالم تک پہنچنے تک اس کے کفر پر راضی ہونا نہ قرار پائے گا بلکہ اس کے زیادہ اکمل ایمان پر راضی ہونا قرار پائے گا - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی" ص ۱۴۳ - حکم نمبر ۷/۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] ما الضر (الذی اصابك من دینك - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی تجھے اپنے دین میں کیا ضرر (برائی کا ہونا) پیش آیا تھا (مترجم) [8] حکم نمبر ۶/۴۹۴ اور ۱۱/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام ایمان واسلام سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۴-۸	کوئی آدمی گناہ کا کام کرے اور یوں کہے کہ "مسلمانی ظاہر کرنی چاہیے"، تو وہ کفر کا مرتکب قرار پائے گا[2]	خلاصہ
۹	کسی آدمی نے دوسرے سے یوں کہا کہ "میں مسلمان ہوں" تو اس دوسرے نے اس سے یوں کہا کہ "تجھ پر اور تیری مسلمانی پر لعنت"، تو وہ (دوسرا) کفر کا ارتکاب کرتا ہے[3]	خلاصہ
۱۰	کوئی نصرانی شخص مسلمان ہوگیا پھر اس کا (مالدار) باپ مرگیا تو اس نے یوں کہا کہ "کاش میں اس وقت تک مسلمان نہ ہوتا تاکہ (میراث میں) باپ کا مال لیتا"[4] تو یوں کہنے سے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے[5]	فصول عمادیہ
۱۱	کوئی نصرانی شخص کسی مسلمان کے ہاں آیا اور کہا کہ "مجھ پر اسلام پیش کر تاکہ میں تیرے ہاں مسلمان ہولوں"، تو اس مسلمان نے اسے یوں کہا کہ "تو فلاں عالم کے ہاں جا تاکہ وہ تجھ پر اسلام پیش کرے اور تو مسلمان ہو جائے"، تو اس (مسلمان) کے حکم کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے ابوجعفر کا قول ہے کہ وہ کفر کرنے والا نہ قرار پائے گا[6]	قاضیخان
۱۲	کوئی کافر شخص مسلمان ہوگیا تو اسے کسی (مسلمان) آدمی نے یوں کہا کہ "تجھے اپنے دین میں کیا برائی (یعنی موجب ضرر شیئی) پیش آئی تھی"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے[8]	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ وغیر ذلك	حـــوالـــہ
۴۹۵-	**موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته وغیر ذلك** تعداد شق ۶۸	
۱	(ومنها ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته وغیر ذلك) یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انکر وعده و وعیده او جعل له شریکا او ولدا او زوجة او نسبه الی الجهل او العجز او النقص	کذا فی البحر الرائق
۲	ویکفر بقوله "یجوز ان یفعل اللہ تعالیٰ فعلا لا حکمة فیه"	کذا فی البحر الرائق
۳	ویکفر ان اعتقد ان اللہ تعالیٰ یرضی بالکفر	کذا فی البحر الرائق
۴	اذا قال "لو امرنی اللہ تعالیٰ بکذا لم افعل" فقد کفر	کذا فی الکافی
۵	وفی التخییر ماجاء فی القرآن من الید والوجه للہ تعالیٰ ولیس بجارحة هل یجوز اطلاق هذه الاشیاء بالفارسیة قال بعض المشائخ "یجوز اذا لم یعتقد الجوارح" وقال اکثرهم لا یصح وعلیه الاعتماد	کذا فی التاتارخانیة

۱؎ حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ ، حکم نمبر ۱/۴۹۴ مع پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی نے اللہ تعالیٰ کے کسی وعدہ یا وعید کا انکار کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اس بدلہ کا ثبوت قطعی تھا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۳ ۳؎ چنانچہ الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفة النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اسکا مطلب (صرف) یہ نہیں ہے کہ وہ گنتی کے لحاظ سے ایک ہے (یعنی وہ دو کا نصف ایک ہے جس سے گنتی شروع ہوتی ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا شریک کوئی نہیں۔ اور شرح الفقہ الاکبر للمنتھی احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی م ۱۰۹۰ھ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ انه لا شریك له ولا نظیر له ولا مثل له بحسب ذاته وصفاته الخ ماخوذ از الفقہ الاکبر و شرح الفقہ الاکبر ص ۵ (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۱/۴۹۲ لے ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۵/۵۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے امر کی ایسی مخالفت جو اس امر کے قبول کرنے کی نفی کے معنی میں ہو، ایسی مخالفت کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص ۱۲۱ البتہ ترکِ عمل یا عزمِ ترکِ عمل موجبِ کفر نہیں جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۶، ص ۳۴۵ میں ہے۔ جبکہ بطور استخفاف نہ ہو۔ حکم نمبر ۲۱،۸۰۷/۴۹۶ اور ج ۱۷/۴۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵ -	**اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر** اور اسمیں ۶۸ شقیں ہیں	
۱	منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات وغیرہ سے ہے [1] جب[1] کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کو کسی ایسی صفت سے موصوف کیا جو صفت اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے یا[2] اس نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ تمسخر (یعنی ٹھٹھا) کیا یا[3] اس نے اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کسی امر (یعنی حکم) کے ساتھ تمسخر کیا یا[4] اس نے اللہ تعالیٰ کے کسی وعدہ ثواب یا عذاب[5] کی دھمکی سے انکار کیا [2] یا اس[6] نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا [3] یا[7] اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد یا بیوی[8] قرار دی یا اس[9] نے اللہ تعالیٰ کے لئے جہالت، عجز[10] یا نقص[11] منسوب کیا تو ان سب صورتوں میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔	بحرالرائق
۲	جس شخص نے یوں کہا کہ "یہ جائز قرار پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا فعل کرے جس میں کوئی حکمت نہ ہو" تو (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [4]	بحرالرائق
۳	اگر کسی شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کفر سے راضی ہوتا ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [5]	بحرالرائق
۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس کا حکم دے تو میں نہیں کروں گا (یعنی میں اس حکم کا انکار کردوں گا) تو اس نے کفر کیا [6]	کافی
۵	(۱) التخییر میں ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے ید (یعنی ہاتھ) اور وجہ (یعنی چہرہ) کا جو اطلاق ہوا ہے حالانکہ وہاں مراد ظاہری اعضاء نہیں ہیں تو گویا (اللہ تعالیٰ کے لئے) ان کا اطلاق فارسی زبان میں جائز ہوگا تو اس کے حکم کے متعلق، بعض مشائخ کا قول یہ ہے کہ جائز ہے جبکہ وہ ظاہری اعضا کا اعتقاد نہ کرے اور اکثر مشائخ کا قول یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے اور اسی پر اعتماد ہے [7]	تتارخانیہ

[7] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ید (یعنی ہاتھ) کے لفظ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کسی نے اس سے عضو مراد لیکر اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کیا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر کسی نے "ید اللہ تعالیٰ" سے مراد اس کی قدرت لی تو پھر وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ لفظ "یوقف بین یدی اللہ تعالیٰ" (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا) جو حدیث میں وارد ہے اس کے متعلق شمس الائمہ الحلوانی رح نے کہا ہے کہ عربی اور فارسی میں اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کرنے کی گنجائش ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے۔ امام سرخسی رح کے ہاں بھی اس کا جواز ہے اور فارسی میں اس کے اطلاق سے کون بچ سکتا ہے صرف جہلا کے فتنہ کے خوف سے وہ (یعنی عدم جواز کا) حکم ہے ورنہ من حیث الدین اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ کا جسم ہے مگر دوسرے جسموں کی طرح نہیں ہے" تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ البتہ وہ بدعتی قرار پائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۳، ص ۳۱۹ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بذات الله تعالی وصفاته وغیر ذلك	حــوالــہ
۴۹۵ –	ولو قال "فلان فی عینی کالیهود فی عین الله تعالی"، یکفر وعلیه جمهور المشائخ رح وقیل ان عنی به استقباح فعله لا یکفر	كذا فی الفصول العمادية
۶	ولو مات انسان فقال الآخر "خدایرا او می بایست ـه[2]" کفر	كذا فی الخلاصة
	ولو قال "این کاریست خدا را افتاده است" ـه[3] لا یکفر وهی کلمة شنیعة	كذا فی خزانة المفتین
۷	اذا قال لخصمه "من با تو بحکم خدا کار میکنم" فقال خصمه "من حکم خدا ندانم" او قال "اینجا حکم نرود" او قال "این جا حکم نیست" او قال "خدای حاکمی را نشاید" او قال "اینجا دیو است حکم کند" ـه[4] فهذا کله کفر سئل الحاکم عبد الرحمن رح عمن قال "برسم کار کنم بحکم نی" ـه[5] هل هو کفر قال ان کان مراده فساد الحق وترک الشرع واتباع الرسم لا رد الحکم لا یکفر	كذا فی المحیط
۸	رجل وضع ثیابه فی موضع فقال سلمتها الی الله تعالی فقال له غیره "سلمتها الی من لا یمنع السارق اذا سرق" ـه قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رح لا یصیر کافرا	كذا فی فتاوی قاضیخان

ـه[1] حکم نمبر ۵۰۱/۴۱۵ مع حواشی ۱۷/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـه[2] لزم لله تعالی ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اللہ تعالی کے لئے وہ لازم تھا یعنی اسکی ضرورت تھی (مترجم) ـه[3] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی کا لڑکا وفات پاگیا تو اس نے کہا کہ خدا تعالی کو اس کی ضرورت تھی الخ تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی کو حاجت سے موصوف کیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صـ ۳۴۹ اور شرح الفقہ الاکبر میں لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ وہ میت اللہ تعالی کو چاہیے تھا یا یوں کہا کہ وہ اللہ تعالی کو نہ چاہیے تھا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اس نے یہ ارادہ کیا کہ اس میت کا وجود یا اس کا عدم الوجود اللہ تعالی کو چاہیے تھا۔ نیز لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ اللہ تعالی نے اسے اس کی موت سے پہلے مار دیا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کیا جبکہ اس نے (مذکورہ فقرہ) بطور خبر کہا اور اگر اس نے بطور دعا کہا (یعنی یوں کہا کہ لے اللہ تعالی اسے اس کی موت سے پہلے مار دے) تو اس نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا۔ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی صـ ۱۶۱، صـ ۱۶۰ اور شیأ اللہ تعالی کہنا یعنی کسی چیز کے طلب کرنے میں یوں کہنا کہ "وہ چیز اللہ تعالی کیلئے دے دو" تو اسکے متعلق درمختار میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یوں کہنا کفر ہے اور رد المحتار میں ہے کہ غالبا اسکی وجہ یہ ہے کہ اس نے یوں کہکر اللہ تعالی کے لئے کوئی شیئ طلب کی ہے حالانکہ اللہ تعالی ہر شیئ سے غنی ہے اور سب اسکے حاجتمند اور اسکی طرف محتاج ہیں لیکن مذکورہ فقرہ کہنے میں عدم کفر کو ترجیح چاہیے اس لئے کہ ممکن ہے کہ یوں کہنے میں اس کی مراد یہ ہو کہ "اطلب شیئا اکراما لله تعالی" (یعنی میں یہ شیئ اللہ تعالی کے اکرام یعنی اس کے حکم کے اکرام کے واسطے سے طلب کر رہا ہوں) یہ شرح وھبانیہ میں ہے پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ایسے فقروں ہے

دفعات نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵	(ب) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ فلاں شخص میری آنکھ (یعنی نگاہ) میں ایسا ہے جیسا کہ یہود، اللہ تعالیٰ کی آنکھ (یعنی نگاہ) میں ہیں تو (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ جمہور مشائخؒ اسی پر ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے یوں کہنے میں اس شخص کے فعل کو زیادہ قبیح جاننا مراد لیا تو وہ یوں کہنے میں کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۱]	فصول عمادیہ
۶	(د) اگر کوئی شخص وفات پا گیا تو دوسرے شخص نے یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ کو اس کی ضرورت تھی" تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا [۳]	خلاصہ
	(ب) [۴] اگر کسی نے یوں کہا کہ "یہ کام ہے جو خدا تعالیٰ کو کرنا پڑا ہے" تو یوں کہتے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ یوں کہنا قبیح بات ہے۔	خزانۃ المفتین
۷	(د) جب کسی شخص نے اپنے ساتھ جھگڑنے والے سے یوں کہا کہ میں تیرے ساتھ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کرتا ہوں تو اس مقابل نے یوں کہا کہ "میں خدا کے حکم کو نہیں جانتا"، یا یوں کہا کہ "یہاں حکم نہیں چلتا" یا یوں کہا کہ "یہاں حکم نہیں ہے"، یا یوں کہا کہ "خدا حاکمیت کے لائق نہیں ہے"، یا یوں کہا کہ "یہاں دیو ہے جو حکم کرتا ہے" تو یہ سب الفاظ ایسے ہیں کہ یوں کہنا کفر ہے [۶] (ب) حاکم ابو عبدالرحمٰنؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے یوں کہا کہ "میں رسم پر کام کرتا ہوں حکم پر نہیں"، تو کیا یوں کہنا کفر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر یوں کہنے میں اس کی مراد لوگوں کے حالات میں خرابی اور شریعت کو چھوڑ کر رسموں کا اتباع کرنا ہو نہ کہ شریعت کے حکم کو رد کرنا تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۸]	محیط
۸	کسی آدمی نے اپنے کپڑے ایک جگہ رکھے اور یوں کہا کہ میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا تو ایک اور شخص نے اسے یوں کہا کہ "تو نے وہ کپڑے اس کے سپرد کئے ہیں کہ جب چور چوری کرے تو وہ اسے منع نہیں کرتا"، تو (یوں کہنے پر اس کے حکم کے متعلق) شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضلؒ نے کہا ہے کہ وہ کفر کرنے والا نہ قرار پائے گا۔	قاضیخان

بچے رہنا چاہیے یا بچنا واجب ہے اسلئے کہ یہ گذر چکا ہے کہ جس امر کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس کے ارتکاب پر توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جاتا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ وہ یہ نہ جانے کہ کیا کر رہا ہے اور اگر اس نے یوں کہنے میں صحیح (یعنی جائز) معنی مراد لیا تو بظاہر کوئی حرج نہیں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۲۴ تا ۴۲۵ حکم نمبر ۶۶، ۸۶، ۸۷ / ۵۰۲ نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] ہذا امر وقع لله تعالیٰ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی یہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو کرنا پڑا ہے (مترجم) [۵] انا افعل شغلی معک بحکم اللہ تعالیٰ فقال خصمہ لا اعرف حکم اللہ تعالیٰ او فی ہذا المحل لا ینفذ الحکم او قال لیس فی ہذا المحل حکم او قال الالٰہ لا یصلح للحاکمیۃ او قال ہنا عفریت یحکم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میں اپنا کام تیرے ساتھ خدا کے حکم کیساتھ کرتا ہوں۔ تو اس کے مقابل نے کہا کہ میں خدا کے حکم کو نہیں جانتا یا یوں کہا کہ یہاں حکم نہیں چلتا ہے یا یوں کہا کہ یہاں حکم نہیں ہے یا یوں کہا کہ خدا تعالیٰ حاکمیت کے لئے لائق نہیں ہے یا یوں کہا کہ یہاں دیو ہے جو حکم کرتا ہے۔ (مترجم) [۶] فتاوی قاضیخان میں ہے کہ دو آدمیوں میں جھگڑا ہوا تو ایک نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کریگا تو دوسرے نے یوں کہا کہ "خدای را حاکمی مرا بشاید و حاکمی ترا شاید" یعنی خدا کا حکم کرنا میرے حق میں ہونا چاہیے یا یہ کہا کہ اس کا حکم تیرے حق میں ہونا چاہیے تو اسکے حکم کے متعلق شیخ ابوالقاسمؒ کا قول یہ ہے کہ وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم سب بندوں پر ہے قوی اور کمزور، شریف اور کمینہ اسکے حکم کے سامنے ایک جیسے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۵ (مترجم) [۷] اعمل بالرسم لا بالحکم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میں رسم پر عمل کرتا ہوں حکم پر نہیں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۴/۴۹۹ نیز حکم نمبر ۴۶/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ وغیرذلک	حوالہ
۴۹۵ - ۹	رجل قال اگر ما دروغ میگویم هم خدا دروغ میگوید [1] « لا یکفر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	رجل قال لامرأته فی الغضب آں روسپی که ترا زاد وآں بغاکه تخم تو کشت وآں خدائ که ترا آفرید [2،3] قال بعضهم یکون کفرا وسئل ابو نصر الدبوسی عن هذا فتأمل فی ذلک ایاما ولم یجب قال رضی اللہ عنه الظاهر انه یکون کفرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	لو قال لرجل لا یمرض « هذا منسی اللہ تعالی » او قال « هذا مما نسیه » فهذا کفر عند بعضهم وهو الاصح	کذا فی الخلاصة
۱۲	ولو قال « خدای بزبان تو بس نیامد من چگونه بس آیم [6] » یکفر	کذا فی الخلاصة
۱۳	ولو قال لامرأته « انت احب الی من اللہ تعالی » یکفر	کذا فی الخلاصة
۱۴	لو قال « لفلان قضای بد رسید » [9] فهذا خطأ عظیم	کذا فی المحیط
۱۵	لو قال لرجل اللہ عزوجل انعم علیک فاحسن کما احسن اللہ تعالی الیک فقال « رو با خدا جنگ کن [11] لماذا اعطیته » لا یکفر علی الاصح	کذا فی خزانة المفتین
	رجلان بینهما خصومة فقال احدهما لصاحبه « نرد بان نبه و باآسمان برو وباخدای جنگ کن [12] » قال اکثرهم لا یکون کفرا	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] کنا نقول کذبا فالمولی یقول کذبا - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اگر ہم جھوٹ کہتے ہیں تو خداتعالی جھوٹ کہتا ہے (مترجم) [2] حکم 1/491 کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] تلک القحبة التی ولدتک وذلک المخنث الذی زرعک وذلک المولی الذی خلقک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی وہ قحبہ (یعنی بدکارہ) جس نے تجھے جنا اور وہ مخنث (یا فاجر) جس نے تیرا تخم ڈالا اور وہ خدا جس نے تجھے پیدا کیا - (مترجم) [4] قحبہ کے متعلق حکم نمبر 21/466 مع حاشیہ مخنث کے متعلق حکم نمبر 22/467 مع حاشیہ [12] اور بغا کے متعلق حکم نمبر 23/467 مع حاشیہ [3] ملاحظہ ہوں - نیز اس حکم کے مأخذ قاضیخان میں اس صورت کے حکم کے متعلق شیخ الدبوسی کا تأمل اور پھر فقرۂ ظاہریہ ہے سے واضح ہے کہ اس صورت کے حکم میں اختلاف بھی ہے چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت سے یوں کہا کہ " وہ بدکارہ جس نے تجھے جنا اور وہ قرطبان (یعنی دیوث) جس نے تیرا تخم ڈالا اور وہ خدا جس نے تجھے پیدا کیا " تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں اس نے اللہ تعالی کو کسی صفت سے موصوف نہیں کیا اور جب وہ کوئی صفت بیان کرے تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ ایسی صفت بیان کرے جو صحیح قرار پائے مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۲۳ ، ۳۲۴ حکم نمبر 86 ، 87 / 502 اور قرطبان کے متعلق حکم نمبر 22/467 کا حاشیہ [16] ملاحظہ ہو (مترجم) [5] جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اللہ تعالی نسیان سے موصوف نہیں ہوتا - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۵۷۸ حکم نمبر 1/494 ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اللہ تعالی لا یکافی لسانک فکیف اکافی انا - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی تیری زبان کو اللہ تعالی کفایت نہیں کرتا پس میں کیسے کفایت کروں (مترجم) [7] حکم نمبر 11/495 ملاحظہ ہو (مترجم)
[8] اسمیں واللہ اعلم ، وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ شریعت میں خداتعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھنے کی تاکید کی گئی ہے جیساکہ سورہ توبہ کی آیت ۲۳ ، ۲۴ میں ہے چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے کہ اللہ تعالی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت واجب ہے اپنے کسی عزیز سے محبت ممنوع نہیں اور رشتہ داروں سے محبت ہونا تو بہتر ہے اور صلہ رحمی تو کافر سے بھی جائز ہے اور جس کا فر سے

دفعات وشق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۹-۴۹۵	کسی آدمی نے یوں کہاکہ "اگر ہم جھوٹ کہتے ہیں تو خدا تعالیٰ جھوٹ کہتا ہے"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا؎	قاضیخان
۱۰	کسی آدمی نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت سے یوں کہاکہ "وہ بدکارہ جس نے تجھے جنا وہ بغا (یعنی فاجرہ) ومخنث جس نے تیرا تخم ڈالا وہ خدا جس نے تجھے پیدا کیا"، تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض فقہاءؒ کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا کفر قرار پاتا ہے اور شیخ ابونصر الدبوسیؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس میں کئی دن تامل کیا اور جواب نہ دیا آپ (یعنی مولف) اللہ ان سے راضی ہو، کا قول یہ ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یوں کہنا کفر ہوگا؎	قاضیخان
۱۱	اگر کسی شخص نے ایسے آدمی کے متعلق جو بیمار نہیں ہوتا یہ کہاکہ "یہ اللہ تعالیٰ کا بھولا ہوا ہے"، یا یوں کہاکہ "یہ اس میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ بھول گیا ہے"، تو بعض فقہاءؒ کے ہاں یوں کہنا کفر ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے؎	خلاصہ
۱۲	اگر کسی شخص نے دوسرے سے، یوں کہاکہ "تیری زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفایت نہیں کرتا تو میں کیسے کفایت کروں" تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے؎	خلاصہ
۱۳	اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے یوں کہاکہ "تو میرے ہاں اللہ تعالیٰ سے زیادہ پیاری ہے"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے؎	خلاصہ
۱۴	اگر کسی شخص نے یوں کہاکہ "فلاں شخص کو قضائے بد (یعنی بری تقدیر) پہنچی"، تو یوں کہنا بہت بڑی غلطی ہے؎	محیط
۱۵	(ا) کسی شخص نے کسی آدمی سے کہاکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے پس تو بھی لوگوں کے ساتھ احسان کر جیساکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا تو اس نے یوں کہاکہ "جا خدا سے لڑائی کر کہ تو نے اسے (وہ مال) کیوں دیا ہے"، تو زیادہ صحیح حکم کے بموجب یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔	خزانۃ المفتین
	(ب) دو آدمیوں میں باہم جھگڑا ہوا تو ایک نے دوسرے سے کہا، "جا سیڑھی لگا آسمان پر جا اور خدا تعالیٰ سے لڑائی کر"، تو (اس کے متعلق) اکثر فقہاءؒ کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا کفر نہ ہوگا۔	قاضیخان

ایمان لانے کی توقع ہو تو اس مصلحت کی بنا پر اس سے تعلق رکھنا بھی گنجائش پاتا ہے مگر محبت کی وہ نوعیت ممنوع ہے جو احکام شریعت کی تعمیل میں سدِراہ بننے لگے پھر محبت طبعی بھی ہوتی ہے اور اختیاری بھی مثلاً بیمار شخص طبعی طور پر دوا کی تلخی اور اپریشن کی تکالیف سے بسا اوقات گھبرا اور کراہ اٹھتا ہے مگر اسے اپنی سلامتی کا ذریعہ جان کر عقلاً اختیار کرتا ہے اس میں پہلا طبعی ہے اور دوسرا اختیاری اور خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اعلیٰ مقام، نعمتِ کبریٰ اور بشاشتِ ایمان تو یہی ہے کہ سب سے زیادہ محبت خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہو طبعی امور میں بھی اور اختیاری امور میں بھی تاہم قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کے حکم میں غیر اختیاری محبت اور طبعی محبت مراد نہیں بلکہ اختیاری محبت مراد ہے اور لکھا ہے کہ اسکا نشان یہ ہے کہ وہ شریعت اور سنّت کی حفاظت کرتا ہو اور تفسیر البحر المحیط میں ہے کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اسے خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی سے زیادہ عزیز کوئی شئی نہ ہو اور محبت ایمانی غالب ہے۔ حکم نمبر $\frac{۵۴}{۴۹۵}$ کے حاشیہ کا "ج" اور اس کی نظیر کے متعلق ۸ ملاحظہ ہوں۔ نیز انت احب الی من اللہ تعالیٰ "میں اگر من قسمیہ قرار دیکر یہ معنی کیا جائے کہ" اللہ کی قسم تو مجھے بہت پیاری ہے"، تو اس تاویل کی گنجائش ممکن ہے اسلئے کہ عربی قواعد کے متعلق کتاب شرح مائۃ عامل میں من قسم کیلئے

؎۹ جاء القضاء القبیح۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی بری قضا آئی (مترجم)، ؎۱۰ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یوں کہنا خطاء عظیم ہے اسلئے کہ اس نے خدا کی قضا کو برائی سے موصوف کیا (حالانکہ خیر و شر کی تقدیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے مگر اسکی تقدیر کو برائی سے موصوف نہیں کیا جاسکتا) اور جن دعاؤں میں قضاء سے بچنے کا ذکر ہے وہاں قضاء سے مراد مقضی (یعنی تقدیر کردہ شدہ امر) ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۴ حکم نمبر $\frac{۴۹،۴۵}{۴۹۵}$ اور $\frac{۷۷}{۵۰۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؎۱۱ اذہب وتحارب مع اللہ تعالیٰ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جنگ کر (مترجم)، ؎۱۲ ضع سلما واصعد الی السماء وتحارب مع اللہ تعالیٰ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی سیڑھی لگا، آسمان پر جا اور خدا تعالیٰ سے لڑائی کر (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۴۹۵ -	قال صاحب الجامع الاصغر رحمہ اللہ وھو الصحیح عندنا و فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی	کذا فی التتارخانیۃ
.	ولو قال "شو و با خدای جنگ کن [1]"، قال بعضھم یکون کفرا والیہ مال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ [2] وقال الشیخ الامام رحمہ اللہ والاحوط تجدید النکاح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ فلو قال " از خدا ہیچ مکان خالی نیست [3] " یکفر	کذا فی البحر الرائق
۱۷	ولو قال اللہ تعالیٰ فی السماء فان قصد بہ حکایۃ ماجاء فیہ ظاھر الاخبار لا یکفر وان اراد بہ المکان یکفر وان لم تکن لہ نیۃ یکفر عند الاکثر وھو الاصح وعلیہ الفتوی	کذا فی البحر الرائق
۱۸	ویکفر بقولہ " اللہ تعالیٰ جلس للانصاف " او قام لہ " بوصفہ تعالیٰ بالفوق والتحت	کذا فی البحر الرائق
۱۹	ولو قال "مرا بر آسمان خدای است و بر زمین فلاں [5]"، یکفر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰ .	اذا قال "خدا فرو مینگرد از آسمان" ، او قال "می بیند" ، او قال " از عرش [6] "، فھذا کفر عند اکثرھم الان یقول بالعربیۃ " یطلع " ، ولو قال " خدای از بر عرش بداند [10] " ، فھذا لیس بکفر ولو قال " از زیر عرش میداند [12] "، فھذا کفر	کذا فی المحیط

[1] کن فی السماء و تحارب مع اللہ تعالیٰ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی آسمان میں ہو جا اور خدا کے ساتھ لڑائی کر (مترجم) [2] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے یوں کہا کہ جا اور خدا سے جنگ کر تو (اسکے حکم کیمتعلق) علی النسفیؒ کا فتوی یہ ہے کہ وہ کفر کا مرتکب ہوگا مگر چونکہ الفضلیؒ نے اسکے متعلق بایں وجہ کفر کا فتوی دیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کیلئے مکان یا جواز جنگ ثابت کیا ہے لہذا احتیاط اسمیں ہے کہ یوں کہنے والا اپنے نکاح کی تجدید کرے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ سیڑھی لگا، آسمان پر چڑھ اور اللہ تعالیٰ سے لڑائی کر تو یوں کہنے سے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور ہمارے اصحاب میں سے العیاضیؒ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۳۲۴ ۔ حکم نمبر $\frac{١٦ ، ١٧}{٤٩٥}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] لا محل خالی من اللہ تعالیٰ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خدا تعالیٰ سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے (مترجم) [4] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ سے کوئی مکان خالی نہیں ہے" تو یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے (حکم نمبر $\frac{١٥ د}{٤٩٥}$ کا حاشیہ اور $\frac{١}{٤٩٥}$ ملاحظہ ہوں) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ خدا کا علم ہر مکان میں ہے تو یوں کہنا غلطی ہے نیز لکھا ہے کہ آذربائیجان کی بستیوں میں یوں مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے "یا حاظر یا ناظر" کہنا کفر ہے مگر یہ حکم صحیح نہیں ہے اسلئے کہ حضور بمعنی علم آتا ہے جیساکہ قرآن مجید میں ہے کہ "مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ" (آیت ۷ سورہ مجادلہ۔ یعنی کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) نہیں ان میں چوتھا) اور نظر بمعنی رویت یعنی دیکھنے کے معنی میں آتا ہے جیساکہ قرآن مجید میں ہے کہ "اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی" (آیت ۱۴ سورہ العلق یعنی وہ یہ نہ جانتا کہ

دفعات و شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-	(ج) صاحب الجامع الاصغرؒ نے کہا ہے کہ ہمارے ہاں یہی (یعنی مذکورہ حکم) صحیح ہے اور فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یوں کہا کہ "ہوجا (آسمان میں) اور خدا کے ساتھ لڑائی کر" تو اسکے متعلق بعض فقہاءؒ نے کہا ہے کہ یوں کہنا کفر ہوگا اور الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ کا میلان اسی طرف ہوا ہے اور الشیخ الامامؒ کا قول ہے کہ زیادہ احتیاط اسمیں ہے کہ وہ نکاح کی تجدید کرے ؎۲	قاضیخان
۱۶	اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا ایسا امر ہے کہ یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے پس اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ سے کوئی مکان خالی نہیں" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۴	بحرالرائق
۱۷	(و) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے" تو اگر اس نے یوں کہنے میں، ظاہر روایات میں یوں وارد ہونے کو حکایت کرنے کا قصد کیا تو وہ کفر کا مرتکب نہیں ہوتا (ب) اور اگر اس نے یوں کہنے میں اسکی مراد (اللہ تعالیٰ کے لیے) مکان ثابت کرنا ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (ج) اور اگر یوں کہنے میں اس کی نیت کچھ نہ تھی تو اکثر فقہاءؒ کے ہاں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے یہی حکم زیادہ صحیح ہے اور اس پر فتویٰ ہے۔	بحرالرائق
۱۸	جس شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کے لئے بیٹھا" یا یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کے لئے کھڑا ہوا" تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اوپر اور نیچے سے موصوف کیا۔	بحرالرائق
۱۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میرے لئے آسمان پر خدا ہے اور زمین پر فلاں شخص" تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۶	قاضیخان
۲۰	(ا) جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ آسمان سے نظر فرماتا ہے" یا یوں کہا کہ "(اللہ تعالیٰ آسمان سے) دیکھتا ہے" یا یوں کہا کہ "(اللہ تعالیٰ) عرش سے" (دیکھتا ہے) تو یوں کہنا اکثر فقہاءؒ کے ہاں کفر ہے ؎۸ لیکن اگر وہ (مذکورہ صورت میں) عربی میں "یطلع" (یعنی وہ خصوصی توجہ فرماتا ہے) کہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے ؎۹ (ب) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ عرش پر سے جانتا ہے" تو یوں کہنا کفر نہیں ہے ؎۱۱ (ج) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے جانتا ہے" تو یوں کہنا کفر ہے ؎۱۳	محیط

اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے) پس (یا حاظر ناظر کا) معنی یہ ہوگا کہ "یا عالم یا من یری" (یعنی اے جاننے والے اے دیکھنے والے) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۷ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۲۵ (مترجم) ؎۵ لی فی السماء اللہ وفی الارض فلان ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی میرے لئے آسمان میں خدا ہے اور زمین میں فلاں شخص ۔ (مترجم) ؎۶ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس میں وجہ کفر وہی ہے جو ہم نے ذکر کی (یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہے) ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۸ ۔ حکم نمبر $\frac{۱۶، ۱}{۴۹۵}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ اللہ تعالی ینظر من السماء او قال یری او قال من العرش ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے نظر فرماتا ہے یا یوں کہا کہ "دیکھتا ہے" یا کہا کہ "عرش سے" (مترجم) ؎۸ حکم نمبر $\frac{۱۹، ۱۸}{۴۹۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۹ حکم نمبر $\frac{۱۷}{۴۹۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱۰ اللہ تعالی یعلم من فوق العرش ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر سے جانتا ہے (مترجم) ؎۱۱ حکم نمبر $\frac{۱۷}{۴۹۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱۲ یعلم من تحت العرش ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا (یعنی اللہ تعالیٰ) عرش کے نیچے سے جانتا ہے (مترجم) ؎۱۳ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر سے جانتا ہے تو اس سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا اسلئے کہ یوں کہنا تشبیہ نہیں ہے اور اگر کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ عرش سے جانتا ہے تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اسمیں تشبیہ ہے ۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۴ ۔ حکم نمبر $\frac{۲۱، ۱۸، ۱}{۴۹۵}$

نوٹ: حکم نمبر $\frac{۱۸}{۴۹۵}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین	موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۹۵/۴-۲۱	ولو قال " اری اللہ تعالیٰ فی الجنۃ "، فھذا کفر و لو قال " من الجنۃ "، فھو لیس بکفر		کذا فی المحیط
۲۲	قال ابو حفص ؒ من نسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر		کذا فی الفصول العمادیۃ
۲۳	رجل قال " یا رب این ستم مپسند ؎ "، قال بعضھم یکفر والاصح انہ لا یکفر		کذا فی الظھیریۃ
۲۴	لو قال " خدای عزوجل بر تو ستم کناد چنانکہ تو برمن کردی ؎ "، الاصح انہ لا یکفر		کذا فی الظھیریۃ
۲۵	ولو قال " لو انصف اللہ تعالیٰ عزوجل یوم القیمۃ انتصف منک " یکفر اما لو قال " اذا " مکان " لو " لا یکفر		کذا فی الظھیریۃ
۲۶	ولو قال " ان قضی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ بالحق والعدل اخذتک بحقی " فھذا کفر		کذا فی المحیط

؎ چنانچہ الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ میں ہے کہ آخرت میں اہل ایمان، جنت میں سے بلا تشبیہ اور بلا کیفیت اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے ۔ اور شرح الفقہ الاکبر مولفہ الشیخ احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی ؒ م ۱۰۹۰ھ میں ہے کہ جان لو کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا حق معلوم ثابت بالنص ہے اور وصفا متشابہات میں سے ہے بمفہوم ماخوذ از الفقہ الاکبر مع شرح الفقہ الاکبر ص ۲۹ اور شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ؒ میں ہے کہ اہل السنت والجماعت کے ائمہ کا اجماع ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت از روئے عقل اور وقوع پذیر ہونے کے جائز ہے ۔ البتہ آخرت میں تو بطور سماعی ہونے اور منقول ہونے کے ثابت ہے اور دنیا میں اسکے شرعی جواز میں اختلاف ہے ۔ اکثر کے ہاں ثابت ہے مگر وہ اس کا وقوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے معراج میں مخصوص کرتے ہیں اور اس رؤیت میں سلف اور خلف کے اہل علم میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دیکھا آنکھ سے نہیں جیسا کہ شرح العقائد میں ہے ۔ اور لکھا ہے کہ حاصل الکلام یہ ہے کہ امت اسپر متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور اسمیں انکا کوئی نزاع نہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے معراج میں جو رؤیت ہوئی اسمیں اختلاف ہے جیسا کہ شرح عقیدۃ الطحاوی میں ہے پس جو شخص یہ کہے کہ میں اس دنیا میں ان آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں تو اگر اس کی مراد یہ ہے کہ نیند میں دیکھتا ہوں تو اسکے جواز میں اختلاف ہے اور پھر نیند میں دیکھنا تصورات مثالیہ سے ہوتا ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں تو اگر اس کا یوں کہنا حذف مضاف کے ساتھ ہے اور اسکا مقصود یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے انوار کو اور اسکی مصنوعات کے آثار کو دیکھتا ہوں تو یہ بلاشبہ جائز ہے اور اگر اس نے اس دنیا میں جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے بغیر تاویل دیکھنے کا دعوی کیا تو اس کی یہ تاویل ممکن ہے کہ اس نے غلبہ احوال سے ایسا کہا اور حدیث " ان تعبد اللہ کانک تراہ " (یعنی تو اللہ تعالیٰ کی یوں عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے) اس میں اس کی تائید ہے ۔ ورنہ اس فانی دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی رؤیت متعذر ہے اور اسکا دعوی اعتقاد فاسد پر مبنی زعم کاسد ہے ۔ اور اس کا قائل اگر اسکی تاویل قبول نہ کرے وہ اپنے قول پر مصمم ہوا اور اس سے رجوع نہ کرے تو یا وہ افتراء علی اللہ تعالیٰ کرنے کا مرتکب ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ بعض اہل علم نے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کو کفر کہا ہے تو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا اور یا وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان، ہیئت اور جہت

دفعات/شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۲۱	(و) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کو جنت میں دیکھوں گا"، تو یوں کہنا کفر ہے (ب) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ (میں اللہ تعالیٰ کو) جنت سے دیکھوں گا تو یوں کہنا کفر نہیں ہے [۱]	محیط
۲۲	ابوحفص ؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف ستم (یعنی ظلم) کو منسوب کیا تو اس نے کفر کیا [۲]	فصول عمادیہ
۲۳	کسی آدمی نے یوں کہا کہ "اے پروردگار یہ ستم (یعنی ظلم) پسند نہ فرما تو (اس کے متعلق) بعض فقہاء ؒ کا قول ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۴]	ظہیریہ
۲۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ تجھ پر ستم کرے جیسا کہ تونے مجھ پر کیا" تو (اس کے متعلق) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۶]	ظہیریہ
۲۵	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن انصاف کیا تو میں تجھ سے اپنی داد پاؤں گا تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷] لیکن اگر اس نے کلمہ "لو" (یعنی اگر) کی بجائے کلمہ "اذا" (یعنی جب) کہا تو تو اس صورت میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔	ظہیریہ
۲۶	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا تو میں تجھے اپنے حق کے لئے ماخوذ کروں گا" تو یوں کہنا کفر ہے [۸]	محیط

وغیرہ کا اثبات کرتا ہے اور اس سے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ؒ ص ۹۶، ۹۷ حکم نمبر ۱، ۱۶/۴۹۵ نیز حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ اور ۴/۵۰۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱، ۲۵، ۲۶، ۲۹/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] یارب لا تقبل ھذا الظلم - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اے میرے پروردگار تو اس ظلم کو قبولیت نہ دے (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۸/۴۹۵ ملاحظہ ہو - اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص کا بچہ وفات پا گیا تو اس نے یوں کہا کہ "اے پروردگار تو اس سے لے لیتا ہے جس کا ایک ہی ہے اور اس سے نہیں لیتا جس کے دس ہیں"، الخ تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو ظلم سے موصوف نہیں کیا الخ - نیز لکھا ہے کہ کسی عورت نے جسے (بچہ کی وفات کی) مصیبت پہنچی تو اس نے یوں کہا کہ (اے اللہ تعالیٰ) تونے ایک ہی دیا اور وہ ایک بھی لے لیا تو یوں کہنے میں وہ کفر کی مرتکب نہ ہوگی فللّٰہ ما اخذ و للّٰہ ما اعطی الخ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۵، ص ۳۴۶ (مترجم) [۵] اللہ تعالیٰ یظلمک مثل ما ظلمتنی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر ظلم کرے جیسا کہ تونے مجھ پر ظلم کیا (مترجم) [۶] فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جب کسی نے یوں کہا کہ خدا تجھ پر ستم کرے جیسا کہ تونے مجھ پر ستم کیا تو اصح حکم یہ ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ مجاز و مشاکلہ پر محمول کرتے ہوئے یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا جیسا کہ قولہ تعالیٰ ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ (آیت ۴۰ سورۃ الشوری - یعنی برائی کا بدلہ برائی ہے اس میں برائی کے بدلہ کو برائی کہنا مجاز ہے ورنہ وہ تو برائی کی سزا ہے) ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۴ - نیز حکم نمبر ۱۴، ۴۵، ۴۹/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے عدل میں شک کیا ہے - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۸ - حکم ۲۶/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۵/۴۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالی وصفاته وغیر ذلک	حـوالـه
۴۹۵-۲۷	قیل له "هذا مکان لا اله فیه ولا رسول" فقال یراد بهذا الکلام انه مکان لا یعمل فیه بامر اللہ تعالی ورسوله صلی اللہ علیه وسلم قیل له لوکان هذا فی مکان اهله زهاد مطیعون قال ان کان یعمل فیه بامر اللہ تعالی وامر رسوله صلی اللہ علیه وسلم فانکر کونه دینا کالصلوات الخمس فانه یکفر	کذا فی الیتیمة
۲۸	لوقال حین یظلم ظالم "یارب ازوی این ستم مپذیر اگر تو پذیری من نه پذیرم ۲؎" فهذا کفر کانه قال ان رضیت فانالا ارضی	کذا فی الخلاصة
۲۹	رجل قال "یاخدای روزی برمن فراخ کن یا بازرگانی من رونده کن یا برمن جورمکن ۴؎" قال ابو نصر الدبوسیؒ یصیر کافرا باللہ تعالی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	رجل قال لآخر دروغ مگو فقال "دروغ ازبهر چیست ازبهرانکه بگویند ۶؎"، کفر فی الحال	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن التخییر
۳۱	ولوقیل له اطلب رضاء اللہ تعالی فقال له "مرانمی باید" اوقال "اگر خدای مرا در بهشت کند غارت کنم ۸؎" اوقیل لاتعص اللہ تعالی فان اللہ تعالی یدخلك النار فقال "من ازدوزخ نمی اندیشم ۹؎" اوقیل لا تاکل الکثیر فان اللہ تعالی لا یحبک فقال "میخورم خواهی دوست دار خواهی دشمن ۱۰؎"، کفر بهذا کله	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن التخییر
۳۲	وکذلك لوقیل له بسیار مخند او بسیار مخسپ فقال "چندان خورم وچندان خسپم وچندان خندم که خود خواهم ۱۲؎"، یکفر	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن التخییر

۱؎ ۳۰/۴۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ لاتقبل منه هذا الظلم یارب وان کنت تقبله دانا لا اقبله ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اے پروردگار اس سے یہ ظلم پسند نہ کر اگر تو پسند کرے گا تو میں پسند نہیں کروں گا (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۲۳/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ یا اللہ واسع الرزق علی اما ان تروج تجارتی اولا تظلمنی ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اے اللہ تعالی میری روزی فراخ کر یا تو میری تجارت چالو کر یا مجھ پر ظلم نہ کر (مترجم) ۵؎ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اللہ تعالی کو ظلم سے منسوب نہیں کیا جاتا پس جس نے ایسا کہا تو اس نے کفر کیا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۴ حکم نمبر ۲۲۰۱، ۲۵، ۲۶/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ لاتکذب فقال الکذب لای شیئ من اجل ذلك الذی یقولون ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (اس سے کہا گیا کہ) جھوٹ مت بول تو اس نے کہا کہ جھوٹ کس لئے ہوتا ہے؟ اسی لئے کہ اسے بولتے ہیں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ لایلزم لی اوقال ان کان اللہ تعالی یدخلنی الجنة انهبها ۔ عربی حاشیہ

دفعات و شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۲۷	آپ سے کہا گیا کہ "یہ جگہ ایسی ہے کہ اس میں نہ اللہ تعالیٰ ہے نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو (اس کلام کے حکم کے متعلق) آپ نے کہا کہ ایسے کلام سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ جگہ ایسی ہے کہ اس میں نہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کیا جاتا ہے اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق۔ آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ مذکورہ کلام ایسی جگہ کے متعلق کہا گیا جہاں کے رہنے والے لوگ زہد والے اور (خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے) اطاعت گذار ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس جگہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا جاتا ہو پھر اس نے (یوں کہکر) ان کاموں کے متعلق مثلاً پانچ نمازوں کے متعلق ان کے دین ہونے کا انکار کیا تو پھر (یوں کہتے ہیں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [1]	یتیمہ
۲۸	اگر کسی ظالم کے ظلم کرتے وقت کسی نے یوں کہا کہ "اے پروردگار اس سے یہ ظلم پسند نہ کر اگر تو پسند کرے گا تو میں پسند نہ کروں گا" تو یوں کہنا کفر ہے یہ گویا اس نے یوں کہا کہ (اے اللہ تعالیٰ) اگر تو راضی ہوا تو میں راضی نہ ہوں گا [3]	خلاصہ
۲۹	کسی آدمی نے یوں کہا "اے خدا میری روزی فراخ کر یا میری تجارت چالو کر یا مجھ پر ظلم نہ کر" تو (اسکے حکم کے متعلق) ابونصر الدبوسیؒ نے کہا ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرنے والا ہو گا [5]	قاضیخان
۳۰	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ جھوٹ مت کہو تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "جھوٹ ہے کس لئے؟ اسی لئے کہ اسے بولیں" تو (یوں کہنے میں) اس نے فی الحال کفر کا ارتکاب کیا [7]	تتارخانیہ
۳۱	اگر کسی شخص سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کر تو اس نے کہا کہ "مجھے نہیں چاہیے"، یا اس نے یوں کہا کہ "اگر خدا مجھے بہشت میں داخل کرے تو میں اسے غارت کردوں گا"، یا کسی سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر وہ تجھے دوزخ میں ڈال دے گا تو اس نے کہا "میں دوزخ سے نہیں ڈرتا"، یا کسی سے کہا کہ زیادہ مت کھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوست نہ رکھے گا تو اس نے کہا کہ "میں تو کھاؤں گا خواہ وہ (مجھے) دوست رکھے یا دشمن"، تو ان (مذکورہ) سب صورتوں میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا [11]	تتارخانیہ
۳۲	اسی طرح (اگر مذکورہ صورت یعنی کسی کو" زیادہ مت کھا"، کہنے کی بجائے) یہ کہا گیا کہ زیادہ مت ہنس یا زیادہ مت سو اس لئے کہ ورنہ خدا تجھے دوست نہ رکھے گا)، تو اس نے کہا "میں اتنا کھاؤں گا اور اتنا سوؤں گا اور اتنا ہنسوں گا کہ جتنا میں خود چاہوں گا"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [13]	تتارخانیہ

فتاوی ہذا ۔ یعنی مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے یا یوں کہا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے گا تو میں اس (جنت) کو غارت کردوں گا (مترجم) [9] لا اُبالی من النار ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی مجھے دوزخ کی پرواہ نہیں ہے (مترجم) [10] انا آکل ان شاء یتخذ فی حبیبا وان شاء یتخذ فی عدوا ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی میں تو کھاؤں گا اللہ تعالیٰ خواہ مجھے دوست رکھے یا دشمن (مترجم) [11] حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا "ب ہ" ملاحظہ ہوں (مترجم)
[12] لا تضحک کثیرا ولا تنم کثیرا فقال آکل وانام واضحک علی قدر ما ارید ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی (اس سے کہا گیا کہ) زیادہ مت ہنس اور زیادہ مت سو (ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے دوست نہ رکھے گا) تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ میں اتنا کھاؤں گا، اتنا سوؤں گا اور اتنا ہنسوں گا کہ جتنا میں خود چاہوں گا (مترجم) [13] حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا "ب ہ"، ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللّٰہ تعالٰی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۴۹۵-۳۳	رجل قال لآخر گناہ مکن چہ عذابِ خدا بسیار است فقال "من عذاب بیک دست بر دارم [۱]" یکفر	کذا فی التتارخانیۃ ناقلاً عن التخییر
۳۴	ولو قیل لہ مادر و پدر رمیازار [۳] فقال لیس لھما علی حق " لا یکفر ولکن یصیر عاصیا	کذا فی التتارخانیۃ ناقلاً عن التخییر
۳۵	رجل قال لابلیس "ای ابلیس کار من بساز تا من ھرچہ تو فرمائی بکنم مادر و پدر را بیآزارم وھرچہ نفرمائی نکنم [۵]" یکفر	کذا فی التتارخانیۃ ناقلاً عن التخییر
۳۶	لو قال اگر خدای دو جہان گردی حقِ خویش از تو بستانم [۷]" یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۳۷	رجل قال قولا کذبا فسمع رجل وقال "خدای من این دروغِ ترا راست گرداند" یا گوید "خدای بدین دروغِ تو برکت کناد [۹]" قال بعضھم ھذا قریب من الکفر	کذا فی التتارخانیۃ
۳۸	وفی مصباح الدین رجل کذب فقال غیرہ " بارک اللہ تعالی فی کذبک " یکفر	کذا فی التتارخانیۃ
۳۹	وسئل نجم الدینؒ عمن قال فلاں با تو راست نمیرود فقال " خدای تعالی نیز بادی راست نہ رود [۱۲]" ھل یکفر قال نعم	کذا فی التتارخانیۃ
۴۰	وفی التخییر سألت صدر الاسلام جمال الدینؒ عن رجل قال " خدای زر دوست میدارد مراندادہ است [۱۴]" قال ان قصد بھذا الکلام اضافۃ البخل الیہ یکفر اما بمجرد قولہ "یحب الذھب" لا یکفر	کذا فی التتارخانیۃ

[۱] لا تذنب فان عذاب اللہ تعالی کثیر فقال انا ارفع العذاب بید واحدۃ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (اس سے کہا گیا کہ) گناہ مت کر اسلئے کہ اللہ تعالی کا عذاب بہت ہے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالی کے عذاب کو ایک ہاتھ سے ہٹا دوں گا (مترجم)۔ [۲] حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۳] لا تؤذی اباک وامک۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تو اپنے ماں باپ کو مت ستا (مترجم)۔ [۴] حکم ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ اور ۳۵/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۵] یا ابلیس اصلح لی شغلی لاجل ان افعل کلما امرتنی بہ اُوذی ابی وامی وکل مالم تأمرنی بہ لا افعلہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اے ابلیس تو میرا کام ٹھیک کر دے اسلئے کہ ہر وہ کام جس کا تو مجھے حکم دے گا میں کروں گا (حتی کہ) ماں باپ کو ستاؤں اور ہر وہ کام جس کا تو مجھے حکم نہ دے گا نہ کروں گا (مترجم)۔ [۶] حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ اور ۳۴/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۷] ان کنت اللہ العالمین اٰخذ حقی منک۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اگر تو دونوں جہانوں کا خدا ہو تب بھی میں تجھ سے حق لے لوں گا (مترجم)۔ [۸] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں اس قسم کے فقرہ کے متعلق لکھا ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ یوں کہنا اللہ تعالی پر جسارت ہے اور اللہ تعالی پر غالب ہونیکا دعوی ہے پس

دفعات شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۳۳	کسی آدمی نے دوسرے سے کہاکہ گناہ مت کر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت ہے تو اس نے کہاکہ "میں عذاب کو ایک ہاتھ سے ہٹا دوں گا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۷ے	تتارخانیہ
۳۴	اگر کسی شخص سے کہا گیاکہ (اپنے) ماں باپ کو مت ستا تو اس نے (جواب میں) یوں کہاکہ "ان دونوں کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ لیکن وہ گنہگار ہوگا ۴ے	تتارخانیہ
۳۵	کسی آدمی نے ابلیس (یعنی شیطان) سے (خطاب کرکے) یوں کہاکہ "اے ابلیس تو میرا کام کردے میں ہر وہ کام کروں گا جس کا تو مجھے حکم دے گا (حتی کہ) ماں باپ کو ستاؤں گا اور جس کام کا تو حکم نہ دے گا نہ کروں گا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۶ے	تتارخانیہ
۳۶	اگر کسی شخص نے (کسی سے) یوں کہاکہ "اگر تو دونوں جہانوں کا خدا ہو جائے تب بھی میں تجھ سے اپنا حق لے لوں گا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۸ے	خلاصہ
۳۷	کسی آدمی نے جھوٹی بات کہی تو ایک اور آدمی نے (وہ بات) سنی اور کہاکہ "میرا خدا تیرے اس جھوٹ کو سچ قرار دے" یا وہ یوں کہے کہ "خدا تیرے جھوٹ کے ساتھ برکت دے"، تو اس کے متعلق بعض فقہاء کا قول ہے کہ یوں کہنا کفر کے قریب ہے ۱۰ے	تتارخانیہ
۳۸	مصباح الدین میں لکھا ہے کہ کسی آدمی نے جھوٹ کہا تو (اسے) ایک اور آدمی نے یوں کہاکہ "اللہ تعالیٰ تیرے جھوٹ میں برکت دے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱۱ے	تتارخانیہ
۳۹	شیخ نجم الدینؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے کسی آدمی نے کہاکہ فلاں آدمی تیرے ساتھ درست نہیں چلتا ہے تو اس شخص نے (جواب میں یوں) کہاکہ "اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ درست نہیں چلتا ہے"، تو کیا یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو آپ نے جواب دیاکہ "ہاں" ۱۳ے	تتارخانیہ
۴۰	التخییر میں ہے کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدینؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے یوں کہاکہ "خدا تعالیٰ سونے سے محبت رکھتا ہے کہ اس نے مجھے نہیں دیا"، آپ نے فرمایاکہ اگر اس نے اس کلام میں اللہ تعالیٰ کی طرف بخل وکنجوسی کو منسوب کرنا مراد لیا ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱۵ے مگر محض یوں کہناکہ "اللہ تعالیٰ سونے سے محبت رکھتا ہے"، اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۱۶ے	تتارخانیہ

یوں کہنا ارتداد کا ارتکاب ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۵۔ حکم نمبر ۱، ۲۱، ۲۳، ۵۸، ۵۹ / ۴۹۵ نیز حکم نمبر ۱۳/۴۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ے جعل اللہ تعالی کذبك صدقا وقال اللہ تعالی یجعل فی کذبك برکۃ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے جھوٹ کو سچ قرار دے۔ یا یوں کہاکہ اللہ تیرے جھوٹ میں برکت دے (مترجم) ۱۰ے حکم نمبر ۳۸/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۱ے حکم نمبر ۱، ۳۷/۴۹۵ نیز ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۲ے فلان لم یمش معک مستقیما فقال اللہ تعالی لم یمش معہ مستقیما ایضا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی فلاں آدمی تیرے ساتھ درست نہیں چلا تو اس نے جواب میں یوں کہاکہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ درست نہیں چلا (مترجم) ۱۳ے حکم نمبر ۱/۴۹۵ نیز ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ، ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا "ب ۴" نیز حکم نمبر ۲۴/۴۹۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۴ے اللہ تعالی یحب الذھب ولم یعطہ لی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اللہ تعالیٰ سونے سے محبت رکھتا ہے اور اس نے مجھے نہیں دیا (مترجم) ۱۵ے حکم نمبر ۱/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۶ے حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و حکم نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالــہ
۴۹۵-۴۱	لو قال انشاء اللہ تعالی این کار بکنی فقال - من بی انشاء اللہ تعالی بکنم [1] ،، یکفر	کذا فی خزانۃ المفتیین
۴۲	قال المظلوم ھذا بتقدیر اللہ تعالی فقال الظالم ،، انا افعل بغیر تقدیر اللہ تعالی سبحانہ ،، کفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴۳	لو قال ،، ای خدای رحمت خویش ازمن دریغ مدار [4] ،، فھو من الفاظ الکفر	کذا فی السراجیۃ
۴۴	اذا طالت المشاجرۃ بین الزوجین فقال الرجل لامرأتہ خافی اللہ تعالی واتقیہ فقالت المرأۃ مجیبۃ لہ - لا اخافہ ،، قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل ؒ ان کان الزوج عاتبھا علی المعصیۃ الظاھرۃ ویخوفھا من اللہ تعالی فاجابتہ بھذا تصیر مرتدۃ وتبیین من زوجھا وان کان الذی عاتبھا فیہ امرا لایخاف فیہ من اللہ تعالی لم تکفر الا ان تُرید بذلک الاستخفاف فتبین من زوجھا - رجل اراد ان یضرب غیرہ فقال لہ ذلک الرجل الاتخاف اللہ تعالی فقال ،، لا ،، روی عن محمد ؒ انہ سئل عن ھذا فقال لایکفر لان لہ ان یقول التقوی فیما افعل - وان رأی رجلا فی معصیۃ وقال لہ الآخر الاتخاف اللہ تعالی فقال ،، لا ،، یصیر کافرا لانہ لایمکن التأویل وکذا اذا قیل لرجل الاتخشی اللہ تعالی فقال فی حالۃ الغضب ،، لا ،، یصیر کافرا	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] لا تفعل انشاء اللہ تفعل ھذا الامر فقال افعلہ بدون انشاء اللہ تعالی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی (اس سے کہا گیا کہ) تو انشاء اللہ تعالی یہ کام کریگا تو اس نے جواب میں یہ کہا کہ میں بغیر انشاء اللہ تعالی کے کروں گا (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا ،، ب ۴ ،، ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا ،، ب ۴ ،، ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] یا اللہ تعالی لا تبخل علی برحمتک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اے اللہ تعالی اپنی رحمت کے متعلق مجھ پر بخل (کنجوسی) نہ کر (مترجم) [5] حکم نمبر ۴۰/۴۹۵ ملاحظہ ہو نیز واللہ اعلم، وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ یوں کہنے میں اس کا عقیدہ یہ قرار پاتا ہے کہ گویا فی الحال اس پر خدا تعالی کی کوئی رحمت نہیں ہے - حکم نمبر ۱/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا ،، ب ۴ ،، ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] یوں ہی فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۳ میں ہے (مترجم) [8] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا ،، ب ۴ ،، اور حکم نمبر ۱۴/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ کا ،، ج ،، ملاحظہ ہوں (مترجم) - [9] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ امام محمد ؒ سے منقول ہے کہ کوئی آدمی اپنے غلام کو ضرب لگا رہا تھا تو اسے کہا گیا کہ تو اللہ تعالی کا خوف نہیں کرتا تو اس نے کہا کہ ،، نہیں ،، تو

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر	حوالہ
۴۹۵-۴۱	اگر کسی شخص نے (دوسرے سے) کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ کام کرے گا تو اس (دوسرے) نے یوں کہا کہ "میں بغیر انشاء اللہ تعالیٰ کے کروں گا"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۲ھ	خزانۃ المفتین
۴۲	(کسی شخص نے کسی پر ظلم کیا تو) مظلوم شخص نے کہا کہ یہ تقدیر الٰہی ہے تو اس ظالم نے یوں کہا کہ "میں بغیر تقدیر الٰہی کے کرتا ہوں"، تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۳ھ	فصول عمادیہ
۴۳	کسی شخص نے کہا کہ "اے اللہ تعالیٰ تو اپنی رحمت مجھ سے روک کر مت رکھ" (یعنی اس کے متعلق مجھ پر بخل نہ کر) تو یوں کہنا کفر کے الفاظ میں سے ہے ۵ھ	سراجیہ
۴۴	(ا) جب میاں بیوی نے جھگڑے میں طول کھینچا تو اس مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا سے ڈر اپنے آپ کو اس (نافرمانی) سے بچا تو اس عورت نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ "میں اس سے نہیں ڈرتی"، تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضلؒ کا قول ہے کہ اگر خاوند نے اسے واضح گناہ پر عتاب کرکے اسے اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا تھا اور اس نے وہ (مذکورہ) جواب دیا تو وہ عورت ارتداد کا ارتکاب کرنے والی اور اپنے خاوند سے بائنہ ہوگی اور اگر خاوند نے اسے ایسے امر میں عتاب کیا تھا جس کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوف کا مقام نہیں ہے تو (اس کے یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا ۷ھ لیکن اگر اس عورت نے اس جواب میں استخفاف (یعنی اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے خوف کو ہلکا و حقیر جاننا) مراد لیا تو پھر وہ اپنے خاوند سے بائنہ ہوگی ۸ھ (ب) کسی آدمی نے دوسرے شخص کو ضرب لگانے کا ارادہ کیا تو اسے اس دوسرے شخص نے کہا کہ کیا تو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "نہیں"، تو (اسکے حکم کے متعلق) امام محمدؒ سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ (یوں کہنے میں) کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ (بطور تاویل) یوں کہہ سکتا ہے کہ (میرے ہاں) تقویٰ اس میں ہے جو میں کر رہا ہوں ۹ھ (ج) جب کسی شخص نے کسی آدمی کو گناہ کرتے دیکھا تو اسے اس شخص نے کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا تو (گناہ کے مرتکب) اس آدمی نے (جواب میں) یوں کہا کہ "نہیں"، تو وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا اس لئے کہ (اس صورت میں اسکے کلام میں) تاویل کرنا ممکن نہیں ہے ۱۰ھ (د) اور اسی (مذکورہ) حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی آدمی سے کہا گیا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اس نے غصہ کی حالت میں یوں کہا کہ "نہیں"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرنیوالا ہوگا ۱۱ھ	قاضیخان

وہ یوں کہنے میں کفر کا مرتکب نہ ہوگا اسلئے کہ وہ کہہ سکتا ہے کہ تقویٰ اسمیں ہے جو میں کر رہا ہوں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۷ حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ، حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ھ جیسا کہ فتاوی فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۷ میں ہے اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کسی نے حرام کے مرتکب شخص سے کہا کہ اللہ کا خوف کر اور اس سے ڈر تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ میں نہیں ڈرتا تو اگر وہ کام غیر حرام اور غیر مستحب تھا تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن اگر اس نے یوں بطور استخفاف (یعنی امر دین کو ہلکا اور حقیر جانتے) کے کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے پھر وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کی عورت بائنہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی علی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۱ھ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص کا غصہ کی حالت میں یوں کہنا کہ "میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا"، جبکہ اسے یوں کہا گیا تھا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ اس نے (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے کی نفی کی ورنہ نہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۷۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالٰی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۴۹۵-۴۵	ولو قال "تا ما می شویم بدتر خدای با ما می شود بدتر تا ما میشویم نیکوتر خدای با ما میشود نیکوتر[1] "، یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۴۶	وفی العتابیۃ اگر حکم خدای را یا شریعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم را نہ پسندم چنانکہ کسی گویدش خدای چہار زن حلال کردہ است گوید "من این حکم را نمی پسندم[3] "، فھذا کفر	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۷	واذا قالت المرأۃ لابنھا لماذا فعلت کذا فقال الابن واللہ ما فعلت فقالت المرأۃ مغضبۃ "مہ تو مہ واللہ تعالی" اختلفت المشائخ[ٌ] فی کفرھا	کذا فی المحیط
۴۸	من قال" خدای عزوجل باشد و ہیچ چیز نہ باشد[ٌ] فانہ یکفر	کذا فی الظہیریۃ

[1] مادمنا مسیئین فاللہ مسیٔ ومادمنا محسنین فاللہ محسن۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جبتک ہم برائی کرنیوالے ہیں اللہ تعالی بھی ہمارے ساتھ برائی کرنیوالا ہے اور جبتک ہم نیکی کرنے والے ہیں اللہ تعالی بھی ہمارے ساتھ نیکی کرنے والا ہے (مترجم) [2] واللہ اعلم وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالی کو برائی سے موصوف کیا۔ حکم نمبر ۱/۴۹۵، حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ حکم نمبر ۱۴، ۴۹/۴۹۵ اور ۷۷/۵۰۲ نیز حکم نمبر ۲۴/۴۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] اذا قال لا یعجبنی حکم اللہ تعالی او لا تعجبنی شریعۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکفر کما لو قال لہ شخص اللہ تعالی حلل اربع نساء فقال انا لا یعجبنی ھذا الحکم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جب کوئی شخص یوں کہے کہ مجھے اللہ تعالی کا حکم پسند نہیں یا یوں کہے کہ مجھے حضور[ؐ] کی شریعت پسند نہیں تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے مثلا اگر کسی نے اسے کہا کہ اللہ تعالی نے چار عورتوں تک حلال کی ہیں تو وہ جواب میں یوں کہے کہ مجھے یہ حکم پسند نہیں (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ اور ۲۴/۴۹۹ نیز حکم نمبر ۷ب/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] قولہ "مہ" اسکے مفہوم کے متعلق ۲۶/۴۹۵ کا عربی حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور ترمذی شریف میں ایک حدیث شریف میں ہے کہ "مہ مہ یا علی رضی اللہ عنہ" اور "مہ مہ" کے مفہوم کے متعلق بین السطور ترمذی شریف میں ہے کہ مہ مہ ای اکفف"، ماخوذ از جامع ترمذی شریف مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۲۲۹۔ اور کف عن الامر، یعنی کسی کام کو چھوڑ دینا، اس سے باز رہنا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۰۱۲ (مترجم) [6] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] یبقی اللہ تعالی ولا یبقی شیٔ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اللہ تعالی باقی رہے گا اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی (مترجم) [8] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ خدا تعالی تھا اور کوئی چیز نہ تھی اور وہ رہے گا اور کوئی چیز نہ رہے گی، تو اس کلام کا نصف توحید ہے اور نصف کفر ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۴۔ اور شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی[ؒ] میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی تھا اور اسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی یعنی اسکے ساتھ اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور وہ ہوگا اور کوئی چیز نہ ہوگی تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ یوں کہنا جنت اور دوزخ کو فانی کہنا ہے حالانکہ وہ دونوں باقی رہنے والے ہیں اس لئے کہ انکے حق میں اور ان میں رہنے والوں کے حق میں "خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا" (آیت ۸ سورۃ البینہ اور آیت ۲۳ سورۃ الجن یعنی ہمیش رہنے والے اسمیں ہمیشہ) اور اسمیں فرقہ جہمیہ کا اختلاف غیر معتبر ہے ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص ۱۶۰ اور الفقہ الاکبر میں ہے کہ جنت اور دوزخ آج بھی پیدا شدہ ہیں وہ کبھی فنا نہ ہوں گے اور نہ الحور العین پر کبھی موت آئے گی الخ ماخوذ از الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ ص ۳۶، ص ۳۷ اور شرح الفقہ الاکبر لاحمد بن محمد المغنیساوی الحنفی[ؒ] م ۱۰۹۰ھ میں ہے کہ دار الثواب جنت اور دار العقاب دوزخ آج بھی پیدا شدہ ہیں۔ اس لئے کہ جنت اور دوزخ کے متعلق آیات میں کلمات (مثلا) "اُعِدَّتْ"، فعل ماضی سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی وہ تیار شدہ ہیں۔ کیونکہ فعل ماضی سے تعبیر کرنا، زمانۂ خبر سے قبل ثبوتِ معنی پر دلالت کرتا ہے۔ پس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ خبر دی تو اس سے قبل جنت اور دوزخ پیدا شدہ تھے اور آیت "تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ الآیۃ۔ میں نَجْعَلُھَا ای نُعْطِیْھَا ہے (یعنی ہم انہیں عطا کریں گے) جیسا کہ جَعَلْتُ لَہٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ای اَعْطَیْتُ لَہٗ ہے اور لکھا ہے کہ جنت اور دوزخ کبھی فنا نہ ہوں گے اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ان پر فنا آئے گی مگر ابدی نہ ہوگی (لمحہ بھر کے لئے) وقتی ہوگی اور یا اسکا معنی یہ ہے کہ ان پر

دفعات متن نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۴۵	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "جب تک ہم بدتر ہوتے ہیں خدا تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ بدتر ہوتا ہے اور جب تک ہم نیکوتر ہوتے ہیں خدا تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ نیکوتر ہوتا ہے"، تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۲ھ	خلاصہ
۴۶	عتابیہ میں ہے کہ اگر (کوئی شخص) یوں کہے کہ میں خدا تعالیٰ کے حکم کو یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ کوئی اسے کہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار عورتوں تک حلال کیں ہیں (اور) وہ (جواب میں) یوں کہے کہ "میں اس حکم کو پسند نہیں کرتا ہوں"، تو یوں کہنا کفر ہے ۴ھ	تتارخانیہ
۴۷	جب کسی عورت نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تونے ایسا کیوں کیا تو بیٹے نے کہا کہ "واللہ ما فعلت"، (یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے نہیں کیا) تو اس عورت نے غضبناک ہوکر یوں کہا کہ "مہ تومہ واللہ تعالیٰ" (یعنی ۵ھ چھوڑ، رہنے دے تو واللہ تعالیٰ کو) تو (اس عورت کے یوں کہنے پر) اس کے کفر کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے ۶ھ	محیط
۴۸	جس شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ (باقی) رہے گا اور کوئی چیز (باقی) نہ رہے گی تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۸ھ	ظہیریہ

ک: ہوسے فنا لاحق ہی نہ ہوگی اور آیت کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ (آیت ۸۸ سورہ قصص ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات اسکی) اسکا مفہوم یہ ہے کہ ہر ممکن شئی فی حد ذاتہ ہلاک ہونے والی ہے بایں طور کہ اسکا امکانی وجود، واجبی وجود کی نسبت بمنزلہ عدم کے ہے اور عارضی بقا، ذاتی بقا کی نسبت بمنزلہ فنا کے ہے اور لکھا ہے کہ الحور العین پر کبھی موت نہ آئیگی یعنی اسپر کبھی عدم طاری نہ ہوگا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ کی روایت کردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں الحور العین کے یہ اقوال منقول ہیں (مثلاً) "نحن الخالدات فلا نبید" یعنی ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں اور ہم فنا نہ ہوں گی الخ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لاحمد بن محمد المغنیساوی ص۳۶، ص۳۷۔ اور شرح عقائد لعمر النسفی م ۵۳۷ھ میں ہے کہ ہمارے ہاں (یعنی اہلسنت والجماعت احناف کے ہاں) جنت اور دوزخ پیدا شدہ ہیں اور اب موجود ہیں اور اسمیں اکثر معتزلہ کا اختلاف ہے، نیز لکھا ہے کہ حضرت آدم اور حوا علیہم السلام کا جنت میں رہنا اور جنت و دوزخ کے متعلق "اُعِدَّتۡ" کے کلمات کا آنا وغیرہ ہمارے حق میں ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ جنت اور دوزخ باقی رہنے والے ہیں اور کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ الایۃ سے معارضہ نہیں ہوتا اسلئے کہ ہلاک ہونا، فنا ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ ہلاک کا اطلاق، خروج عن الانتفاع بہ (یعنی اس سے نفع حاصل ہوسکنے سے خارج قرار پانے) پر بھی کفایت کرجاتا ہے اور اگر مذکورہ استلزام تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی یہ مراد لینے کا جواز ہے کہ ہر ممکن شئی فی حد ذاتہ ھالک ہی ہے بایں طور کہ وجود الامکانی، وجود الواجبی کی نسبت بمنزلہ العدم کے ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح العقائد النسفی ص۴۲ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں آیت کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ الایۃ کے تحت لکھا ہے کہ کُلُّ شَیۡءٍ ای موجود مطلقا ھَالِکٌ ای معدوم محض والمراد کونہ کالمعدوم و فی حکمہ الا وجھہ ای الا ذاتہ عزوجل الخ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شیئی ھالک یعنی معدوم محض ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ معدوم کی طرح ہے اور معدوم کے حکم میں ہے یعنی معرض ہلاک میں ہے جب چاہے ہلاک کردے۔ مفہوم ماخوذ از تفسیر روح المعانی لعلامہ ابی الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی الحنفی البغدادی م ۱۲۷۰ھ۔ پس معلوم ہوا کہ جنت اور دوزخ بھی معرض ہلاک میں ہیں مگر چونکہ جنت اور دوزخ کے بقار و دوام پر دلائل قائم ہیں لہذا وہ معدوم نہ ہوں گے۔ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی" میں الامام الاعظم ابوحنیفہ" کا قول منقول ہے کہ جنت اور دوزخ حق ہیں۔ پیدا شدہ ہیں انہیں اور ان میں رہنے والوں کو فنا نہیں اور لکھا ہے کہ اس کے خلاف فرقہ جہمیہ کا قول بلاشبہ باطل ہے اس لئے کہ وہ کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص۸۴۔ البتہ اگر اس دنیا میں کوئی شخص ہمیشہ رہنے کا دعوی کرے تو اس کے متعلق فتاوی بزازیہ میں ہے کہ "اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ " اَنَا مُخَلَّدٌ " (یعنی میں ہمیشہ رہنے والا ہوں) تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۳۰ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کُلُّ مَنۡ عَلَیۡھَا فَانٍ۔ آیت ۲۶ سورہ الرحمٰن یعنی جو کوئی اوپر زمین کے، فنا ہونے والا ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
٤٩-٤٩٥	لو قال " خدای بحق من ہمہ نیکوئی کردہ است بدی از من است [1] "، فقد کفر	کذا فی المحیط
٥٠	قیل لرجل باری بازن بس نیامدی فقال " خدای بازنان بس نیامد من چگونہ بس آیم [3] " یکفر	کذا فی الغیاثیۃ
٥١	ولو قال " از خدای می بینم واز تو "، یا " از خدای امیدی دارم وبتو " فھذا قبیح و لو قال " از خدا بینم وسبب ترا میدانم [5] " فھو حسن	کذا فی خزانۃ المفتین
٥٢	اذا طلب یمین خصمہ فقال الخصم احلف باللہ تعالی فقال الطالب " لا ارید الیمین باللہ تعالی وارید الیمین بالطلاق او العتاق "، فقد کفر عند بعض اصحابنا رحمہم اللہ و عامتہم علی انہ لا یکفر وفی تجنیس الناصری وھو الاصح	کذا فی التتارخانیۃ
٥٣	ولو قال " سوگند تو ہماں است وتیز خر ہماں "، فقد کفر	کذا فی التتارخانیۃ

[1] فعل اللہ تعالی فی حقی کل الخیرات والشر منی ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی اللہ تعالی نے میرے حق میں سب نیکیاں کی ہیں اور شر (یعنی برائی) میری طرف سے ہے (مترجم) [2] جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ قدریہ فرقہ کے لئے کفر لازم ہے جو اس امر کی نفی کرتا ہے کہ "شر" اللہ تعالی کے پیدا کرنے سے ہے اور وہ فرقہ یہ دعوی کرتا ہے کہ ہر فاعل اپنے فعل کا خود خالق ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٢٤، ص ٣١٨ اور الفقہ الاکبر میں ہے کہ "جمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون کسبھم علی الحقیقۃ واللہ تعالی خالقھا" یعنی بندوں کے تمام افعال، انکی ہر حرکت اور سکون دراصل یہ بندوں کا کسب ہے اور ان تمام افعال کا خالق اللہ تعالی ہے ماخوذ از الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ رح النعمان بن ثابت رح م ١٥٠ھ اور شرح الفقہ الاکبر مغنیساوی رح میں ہے کہ کسب لغت میں رزق کی طلب اور جمع کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں بندہ کے فعل کے ساتھ، بندہ کے ارادہ اور اس کی قدرت کے تعلق کو کسب کہتے ہیں ۔ چنانچہ بندہ کی حرکت وسکون (یعنی اس کا فعل) بندہ کی قدرت اور اس کے ارادہ کیطرف منسوب ہونے کے اعتبار سے کسب ہے اور بندہ کی حرکت وسکون، اللہ تعالی کی قدرت اور اس کے ارادہ کی طرف منسوب ہونے کے اعتبار سے مخلوق ہے ۔ پس بندہ کی حرکت وسکون (یعنی اس کا فعل) اللہ تعالی کی مخلوق، بندہ کا وصف اور اس کا کسب ہے اور بندہ کی قدرت اور ارادہ، اللہ تعالی کی مخلوق اور بندہ کا وصف ہے وہ بندہ کا کسب نہیں ہے وھکذا فی شرح المقاصد مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر مولفہ الشیخ ابو المنتھی احمد بن محمد رح المغنیساوی الحنفی رح م ١٠٩٠ھ ۔ نیز چونکہ قرآن مجید کی سورۃ النساء کی آیت ٧٨ میں ہے کہ "قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ" یعنی و نیکہ دو (بھلائی وبرائی اور خیر وشر) سب اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور آیت ٧٩ میں ہے کہ: "وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ" ۔ یعنی جو تجھ کو

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۴۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں تمام تر نیکی کی ہے اور برائی (یعنی شر) میری طرف سے ہے تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۲؎	محیط
۵۰	کسی آدمی سے کہا گیا کہ عورت پر تیرا کوئی بس نہیں چلا تو اس نے کہا کہ "عورتوں پر خدا کا بس نہیں چلا میرا بس کیسے چلے" تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۴؎	غیاثیہ
۵۱	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں یہ دیکھتا ہوں کہ (یہ خدا کی طرف) سے ہے اور تجھ سے" یا یوں کہا کہ "میں خدا سے امید رکھتا ہوں اور تجھ سے"، تو یوں کہنا قبیح ہے اور اگر یوں کہا کہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ "(یہ) خدا (کی طرف) سے ہے اور بطور سبب تجھے جانتا ہوں"، تو یوں کہنا اچھا ہے ۔	خزانۃ المفتین
۵۲	(و) جب کسی شخص نے (کسی تنازع میں) اپنے مخالف سے قسم لینا چاہی تو اس مخالف نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں تو قسم لینے والے نے یوں کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں لینا چاہتا بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ (اپنی بیوی کی) طلاق ہونے یا (اپنے غلام کے) آزاد ہونے کی قسم کھائے تو (یوں کہنے کے متعلق) ہمارے بعض اصحاب کے ہاں یہ حکم ہے کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور عام فقہاء اس پر ہیں کہ اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور تجنیس الناصری میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔	تتارخانیہ
۵۳	اگر کسی شخص نے (کسی کی قسم کے متعلق یوں) کہا کہ "تیری قسم وہی ہے اور تیز خر ۶؎ (یعنی گدھے کا گوز) وہی" تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۔	تتارخانیہ

برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ۔ چنانچہ ان آیات کے متعلق شرح الفقہ الاکبر لعلی القاری میں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ آیت "کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ" اور آیت "مِنْ نَّفْسِکَ" میں مطابقت کیونکر ہے تو جواب یہ ہے کہ خوشحالی و قحط اور فتح و شکست سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور تجھے جو سیئۃ پہنچے تو وہ تیرے اپنے قصور کی وجہ سے تجھے بطور سزا اور تیرے لئے بطور کفارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " فَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۔ سورۃ حم شوریٰ ۔ آیت ۳۰ ۔ یعنی اور جو پڑے تم پر کوئی سختی، سو بدلہ اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے ، اور معاف کرتا ہے بہت ، نیز لکھا ہے کہ طاعت چونکہ خیر محض ہے لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور سیئۃ چونکہ صورۃ شر ہے اس لئے پاس ادب کی بنا پر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا ۔ اور سبھی بطور تخلیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں طاعت کی تخلیق فضل اور معصیت کی تخلیق عدل ہے ، لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ ۔ حکم نمبر ۷۷/۵۰۲ ، حکم نمبر ۱۱/۵۰۲ ، کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۴، ۴۵/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ ماقدرت علی امرأۃ فقال اللہ تعالیٰ لم یقدر علیہا فکیف اقدر انا ۔ عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا ۔ یعنی (اس سے کہا گیا کہ) ایک عورت پر تیرا بس نہیں چلا تو اس نے کہا کہ عورتوں پر خدا کا بس نہیں چلا میرا بس کیسے چلے (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۱، ۱۲/۴۹۵ اور حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ اراہ من اللہ تعالیٰ ومنک او آمل من اللہ تعالیٰ ومنک ولو قال اراہ من اللہ تعالیٰ واعلم انک السبب ۔ عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا ۔ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ وہ امر خدا کی طرف سے ہے اور تجھ سے یا یوں کہا کہ میں خدا سے امید رکھتا ہوں اور تجھ سے اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ جانتا ہوں کہ تو بطور سبب ہے (مترجم) ۶؎ "تیز" یائے معروف کے ساتھ بمعنی گوز ۔ ماخوذ از لغات کشوری صفحہ ۱۱۹ ۔ (مترجم)

تعداد شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۴۹۵-۵۴	ولو قال لغیرہ" خدای می داند کہ پیوستہ ترا بدعا یاد میدارم [1] "، فقد اختلف المشائخ رح فی کفرہ	کذا فی التاتارخانیة
۵۵	ولو قال" من خدایم"، علی وجہ المزاح یعنی خود آیم [3] فقد کفر	کذا فی التاتارخانیة
۵۶	رجل قال لامرأتہ تراحق ہمسایہ نمی باید فقالت لا فقال تراحق شوئی باید فقالت لا فقال تراحق خدای باید [5] فقالت" لا" کفرت	کذا فی المحیط
۵۷	رجل قال فی مرضہ وضیق عیشہ" باری بدانمی کہ خدای تعالی مرا چرا آفریدہ است چون از لذتہای دنیا مرا ہیچ نیست [6] "، فقد قیل لا یکفر ولکن ہذا الکلام خطأ عظیم	کذا فی المحیط
۵۸	رجل قال ان اللہ تعالی یعذبك بما ویك وقال ذلك الآخر" خدای را نشاندہ کہ تا خدای ہمہ آن کند کہ تو میگوئی [8] "، یکفر	کذا فی المحیط
۵۹	وفی التخییر" خدای چہ تواند کرد چیزی دیگر نتواند بجز دوزخ [9] "، فقد کفر	کذا فی التاتارخانیة

[1] اللہ تعالی یعلم انی اذکرک بالدعاء دائما۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خدا تعالی جانتا ہے کہ میں تجھے دعا کیساتھ ہمیشہ یاد رکھتا ہوں (مترجم)

[2] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں (ا) بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں تجھے دعا کے ساتھ ہمیشہ یاد کرتا ہوں تو (اسکے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے یعنی جبکہ وہ دوام حقیقی مراد لے اسلئے کہ اسکے لئے دوام حقیقی کا وقوع متصور نہیں پس وہ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنے والا ہے لیکن اگر اسنے یوں کہنے میں کثرت میں مبالغہ مراد لیا تو اس سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا مگر اگر اسنے اسے کبھی کبھار دعامیں یاد کر کے یوں کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے میں اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنے والا ہے) (ب) اور بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اسنے وہ کام نہیں کیا تھا تو اس نے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اسنے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ" وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا" الآیة اور اگر کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ وہ بات یوں ہے حالانکہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو اسنے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا (ج) نیز لکھا ہے کہ اسی طرح اگر کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے حالانکہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا (اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا) اور اسکا مذکورہ قول سچ ہونا اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ یہ مراد لے کہ وہ بعض وجوہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح ص ۱۵۷۔ حکم نمبر ۱۳/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] (خدایم وخود آیم) ہاتان اللفظتان متفقتان فی النطق مختلفتان فی المعنی فالاولی بمعنی انا اللہ تعالی والثانیة بمعنی جئت من نفسی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی" خدایم اور خود آیم" یہ دو ایسے الفاظ ہیں کہ ان کا تلفظ ایک جیسا ہے اور انکے معانی الگ الگ ہیں پس پہلے کا معنی یہ ہے کہ" میں خدا ہوں" اور دوسرے کا معنی یہ ہے کہ" میں خود آیا ہوں" (مترجم)

[4] نیز حکم نمبر ۵۰،۱۱/۴۹۶ ، ۴۴،۳۸،۳۶/۵۰۲ مع حواشی اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا" ب" ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] ہل ترید ین حق الجوار فقالت لا فقال الرجل ہل ترید ین حق الزوج فقالت لا

دفعات تشریحی نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۵۴	کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "خدا جانتا ہے کہ میں تجھے دعا کے ساتھ ہمیشہ یاد رکھتا ہوں"، تو (یوں کہنے کے متعلق) اس کے کفر ہونے میں مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے۔ ^۲^	تتارخانیہ
۵۵	اگر کسی نے بطور مزاح یوں کہا کہ من خدائم (یعنی میں خدا ہوں) اور اس نے یہ معنی مراد لیا کہ خود آئیم (یعنی میں خود آتا ہوں)، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ^۴^	تتارخانیہ
۵۶	کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے پڑوسی کا حق نہیں چاہیے تو اس نے کہا کہ نہیں، تو مرد نے کہا کہ تجھے خاوند کا حق نہیں چاہیے تو اس نے کہا کہ نہیں، تو اس مرد نے کہا کہ تجھے خدا تعالیٰ کا حق نہیں چاہیئے تو اس عورت نے یوں کہا کہ "نہیں" تو (یوں کہنے میں) اس عورت نے کفر کا ارتکاب کیا۔	محیط
۵۷	کسی آدمی نے اپنی بیماری اور اپنی تنگدستی میں یوں کہا کہ "کاش میں کبھی یہ جان لیتا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے جبکہ دنیا کی لذتوں میں سے میرے لئے کچھ بھی نہیں ہے"، تو اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (یوں کہنے سے) کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن یوں کہنا بڑی غلطی ہے ^۷^	محیط
۵۸	کسی آدمی نے (دوسرے سے) کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری برائیوں کی وجہ سے عذاب دے گا تو اس (دوسرے شخص) نے یوں کہا کہ "تو نے اللہ تعالیٰ کو اس پر مقرر کر رکھا ہے کہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جو تو کہتا ہے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ^۹^	محیط
۵۹	التخییر میں ہے کہ (اگر کسی نے یوں کہا کہ) خدا تعالیٰ کیا کر سکتا ہے وہ دوزخ (میں ڈالنے) کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ^۱۱^	تتارخانیہ

نقال هل تريدين حق الله تعالى (فقالت لا) عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی کیا تو پڑوسی کے حق کا ارادہ کرتی ہے اس نے کہا کہ نہیں تو اس مرد نے کہا کہ کیا تو خاوند کے حق کا ارادہ کرتی ہے تو اس نے کہا کہ نہیں تو اس مرد نے کہا کہ کیا تو خدا تعالیٰ کے حق کا ارادہ کرتی ہے تو اس نے یوں کہا کہ "نہیں"، (مترجم) ^۶^ ليتني اعلم لماذا خلقني الله تعالى حيث لم يكن لي شيئ من لذات الدنيا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی کاش کہ میں جان لوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے جبکہ دنیا کی لذتوں میں سے میرے لئے کچھ بھی نہیں (مترجم) ^۷^ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ صورت ضجر (یعنی بیقراری) پر محمول ہے اور بموجب حدیث شریف اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے کہ لا تکتبوا على عبدي في ضجره شيئا (یعنی میرے بندے کے خلاف وہ کچھ بھی نہ لکھو جو اس سے بیقراری (یعنی بغیر قصد تڑپ) میں سرزد ہو جائے لیکن ایسا کلام خطاء عظیم ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۵ اور چونکہ فتاوی عالمگیری میں اس صورت کے متعلق المحیط کے حوالہ سے بعض کے ہاں عدم کفر کا حکم ہے اس معلوم ہوا بعض کے ہاں ایسے خلاف حکم ہے چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیوں پیدا کیا جبکہ اس نے مجھے دنیا کی کوئی شئی نہیں دی اور نہ انکی لذتوں سے کچھ دیا تو اسکے حکم کے متعلق ابو حامد کا قول ہے کہ یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ الآیۃ (آیت ۵۶۔ سورۃ الذٰریٰت۔ یعنی اور میں نے جو بنائے ہیں جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو) کی رو سے جنوں اور آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور اس نے نہ جانا اور اس لئے کہ اسنے اللہ تعالیٰ پر اس بارے میں اعتراض کیا اور کہنے لگے فقیر بنایا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی سلطان محمد القاری الحنفی ص ۱۷۱۔ حکم نمبر ۶۰-۱۰۶/۴۹۵ اور ۲۵، ۲۶/۵۰۱ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ^۸^ نصبت الله تعالى ان يفعل ما تقول۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تو نے اللہ تعالیٰ کو اس پر مقرر کر رکھا ہے کہ وہ (سب کچھ) وہ کریگا جو تو کہے گا۔ (مترجم) ^۹^ حکم نمبر ۳۶/۴۹۴ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ^۱۰^ ما الذي يقدر على فعله الله تعالى لا يقدر على شيئ سوى جهنم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کیا کر سکتا ہے وہ دوزخ میں (ڈالنے) کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا (مترجم) ^۱۱^

دفعات نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۴۹۵-۶۰	و مثلہ رجل رأی حیوانا قبیحا فقال "بیش کار نماندہ است خدائی کہ چنیں آفریدہ [1]"، کفر	کذا فی التتارخانیة
۶۱	فقیر قال فی شدة فقرہ "فلاں ہم بندہ است با چنداں نعمت و من ہم بندہ در چنیں رنج باری اینچنیں عدل باشد [3]"، کفر	کذا فی التتارخانیة
۶۲	رجل قال لآخر از خدای بترس فقال "خدای کجا است [5]"، یکفر	کذا فی التتارخانیة
۶۳	وکذا لو قال "پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در گور نیست" او قال "علم خدای قدیم نیست" او قال "المعدوم لیس بمعلوم للہ تعالی [8]"، یکفر	کذا فی التتارخانیة
۶۴	یکفر بادخال الکاف [9] فی آخر اللہ تعالی، عند نداء من اسمہ "عبد اللہ" ان کان عالما علی الاصح وتبصغیر الخالق عمدا ان کان عالما	ھکذا فی البحر الرائق
۶۵	لو قال لآخر "خدای بر دل تو بخشایا د بر دل من [11]"، ان عنی بہ الاستغناء عن الرحمة فقد کفر وان عنی بہ ان قلبی ثابت باثبات اللہ تعالی غیر مضطرب لا یکفر	کذا فی المحیط

[1] لم یبق للہ تعالی شغل حتی یخلق مثل ھذا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خدا تعالی کو کوئی اور کام باقی نہیں رہا ہے کہ اس نے ایسی مخلوق پیدا کی (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{۳۶}{۴۹۵}$ کا حاشیہ اور $\frac{۵۷،۱}{۴۹۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالی نے فلاں کو کیوں پیدا کیا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی پر اس کی مخلوق کا انکار کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمود القاری الحنفیؒ ص ۱۶۱۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۴۹۱}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] فلان عبد ایضا مع ھذا القدر من النعم وانا عبد فی ھذا القدر من العناء فھل یکون مثل ھذا عدلا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی فلاں شخص بھی بندہ ہے اور اتنی نعمتوں کے ساتھ ہے اور میں بھی بندہ ہوں اور اتنی تکلیف میں ہوں کیا یوں ہی انصاف ہوتا ہے۔ (مترجم)

[4] حکم نمبر $\frac{۲۵}{۴۹۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] خف اللہ تعالی فقال این اللہ تعالی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (اس سے کہا گیا کہ اللہ تعالی سے ڈر تو اس نے جواب میں یوں) کہا کہ اللہ تعالی کہاں ہے (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{۳۶،۱۶،۱}{۴۹۵}$ اور $\frac{۱}{۴۹۱}$ کے پہلے حاشیہ کا "ب۴" ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی القبر او قال علم اللہ تعالی لیس بقدیم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قبر میں نہیں ہیں یا یوں کہا کہ خدا کا علم قدیم (یعنی ہمیشہ سے) نہیں ہے (مترجم)، [8] حکم نمبر $\frac{۵ ج}{۴۹۶}$ میں وجہ کفر اور $\frac{۲۶}{۴۹۶}$ اور $\frac{۱}{۴۹۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] ادخال الکاف

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۴۹۵-۶۰	اسی (مذکورہ کی) طرح یہ صورت ہے کہ کسی آدمی نے کوئی قبیح شکل حیوان دیکھا تو یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ کو اور کوئی کام باقی نہیں رہا ہے کہ اس نے ایسی مخلوق پیدا کی تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا [۲]	تتارخانیہ
۶۱	کسی مفلس شخص نے اپنی شدید غربت میں یوں کہا کہ "فلاں شخص بھی بندہ ہے اور اتنی نعمتوں کے ساتھ ہے اور میں بھی بندہ ہوں اور اتنی تکلیف میں ہوں تو کیا یوں ہی انصاف ہوتا ہے"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا	تتارخانیہ
۶۲	کسی آدمی نے دوسرے شخص سے کہا کہ "خدا سے ڈر" تو اس شخص نے (جواب میں) یوں کہا کہ "خدا کہاں ہے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۶]	تتارخانیہ
۶۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ "پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں نہیں ہیں" یا یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ کا علم قدیم (یعنی ہمیشہ سے) نہیں ہے" یا یوں کہا کہ "معدوم (یعنی غیر موجود چیز) اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہے"، تو (ان سب صورتوں میں یوں کہنے سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۸]	تتارخانیہ
۶۴	جس شخص کا نام عبد اللہ ہو اسے بلاتے وقت کسی نے لفظ "اللہ" کے آخر میں (تصغیر کا) "کاف" لاحق کیا (یعنی عبد اللہ ک بمعنی اے چھوٹے اللہ تعالیٰ کے بندے) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر بلانے والا صاحبِ علم شخص ہو تو زیادہ صحیح حکم کے بموجب (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور عبد الخالق نام کی صورت میں اگر کسی نے) لفظ "الخالق" کو تصغیر کے ساتھ (خویلق یعنی چھوٹا خالق) جان بوجھ کر کہا تو اگر وہ صاحبِ علم ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۱۰]	بحر رائق
۶۵	اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "خدا تیرے دل پر رحم کرے نہ کہ میرے دل پر" تو (یوں کہنے میں) اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے پرواہ ہونے کا قصد کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر اس نے یہ قصد کیا کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کے ثابت رکھنے سے ثابت ہے مضطرب نہیں ہے تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۱۲]	محیط

ای التی ھی للتصغیر۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی حرف "کاف" داخل کرنا جو کہ تصغیر کے لئے بمعنی چھوٹا پن اور تحقیر کے لئے موضوع ہے (مترجم)

[۱۰] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے تصغیر تحقیر کے لئے موضوع ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ وہ اس کا معنی جانتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر یوں کہا ہو اور اگر وہ جاہل ہو اس کا معنی نہ جانتا ہو یا اس نے اس معنی کا قصد نہ کیا ہو تو یوں کہنے سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور یہ قرار دیا جائے گا کہ اس نے "ک" لغو اور سہو کے طور پر داخل کر دیا۔ نیز لکھا ہے کہ اس (یعنی کلمہ عبد اللہ اور عبد العزیز میں حرف "کاف" داخل ہونے) میں متبادر یہی ہے کہ تصغیر کا کاف مضاف الیہ یعنی کلمہ "اللہ تعالیٰ" اور "العزیز" کی طرف راجع ہے لیکن اگر اس نے یوں کہکر مضاف کی تصغیر کا ارادہ کیا تو وہ (یوں کہنے میں) کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں اس کا معنی (عبد اللہ ک کی بجائے) عبید اللہ تعالیٰ ہو جائے گا (یعنی اللہ تعالیٰ کے چھوٹے بندے) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح ص ۱۵۸۔ حکم نمبر $\frac{1}{495}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۱] الله یرحم قلبك ولا یرحم قلبی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے دل پر رحم کرے نہ کہ میرے دل پر (مترجم) [۱۲] حکم نمبر $\frac{1}{495}$ اور حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ وغیر ذلک	حوالہ
۴۹۵-۶۶	صبی یبکی ویطلب اباہ وابوہ یصلی فقال للصبی رجل "مہ مگری کہ پدر تو اللہ تعالی میکند [1]"، فہذا لیس بکفر لان معناہ "خدمت اللہ میکند"، [2]	کذا فی المحیط
۶۷	رجل رأی اعمی او مریضا فقال لہ "خدای ترا دید و مرا دید وتراچناں آفرید مرا چہ گناہ [4]"، الصحیح انہ لا یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۶۸	ولو قال "بخدای وبخاک پای تو [6]" یکفر ولو قال بخدای وبجانِ سرِ تو [7]، فیہ اختلاف المشائخ رح	کذا فی الذخیرۃ

[1] اسکت لا تبک ابوک یفعل اللہ تعالی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی چپ رہ، مت رو، تیرا باپ اللہ تعالی کا کام کر رہا ہے۔ (مترجم) [2] "مہ" کے مفہوم کے متعلق حکم ۴۷/۴۹۵ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اللہ تعالی رآک ورآنی وخلقک ہکذا فما ذنبی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خدا تعالی نے تجھے دیکھا اور مجھے دیکھا پھر تجھے ایسا ہی پیدا کیا پس میرا کیا گناہ (مترجم) [5] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ صحیح حکم یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور لکھا ہے کہ اس صورت کے متعلق بعض کے ہاں کفر کا حکم ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی کے متعلق جانب داری اور بے انصافی کا ظن کیا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۵۔ حکم نمبر ۲۲،۱/۴۹۵ اور ۷،۱/۴۹۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] باللہ وتتراب رجلک۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خدا تعالی اور تیرے پاؤں کی خاک کی قسم (مترجم)
[7] باللہ وعمرک ورأسک۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خدا تعالی اور تیری جان اور تیرے سر کی قسم (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کا بیان	حوالہ
۹۵/۴-۶۶	کوئی بچہ روتا ہے اور باپ کو چاہتا ہے اور اس کا باپ نماز پڑھ رہا ہے پس کسی آدمی نے اس بچہ سے یوں کہا کہ "مہ مگر ےلا" (یعنی رہنے دے، چپ ہو، مت رو) اس لئے کہ تیرا باپ اللہ تعالیٰ کا کام کر رہا ہے"، تو یوں کہنا کفر کا ارتکاب نہیں ہے اس لئے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ "وہ اللہ تعالیٰ کی خدمت کر رہا ہے ۳ھ"،	محیط
۶۷	کسی آدمی نے کوئی اندھا یا بیمار شخص دیکھا تو اسے کہا کہ "خدا تعالیٰ نے تجھے دیکھا اور مجھے دیکھا پھر تجھے ایسا پیدا کیا (اس میں) میرا کیا گناہ"، تو اس کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۵ھ	خلاصہ
۶۸	(ا) کسی شخص نے یوں کہا کہ "خدا کی قسم اور تیرے پاؤں کی خاک کی قسم"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (ب) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "خدا کی قسم اور تیری جان اور سر کی قسم"، تو (یوں کہنے پر) اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے ۸ھ	ذخیرہ

۸ھ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ اور تیرے روح وسر کی قسم" تو بعض مشائخ کے ہاں وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے غیر اللہ تعالیٰ کا عطف اللہ تعالیٰ پر کرکے (یوں قسم کھانے میں) اپنے ہاں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے ساتھ غیر اللہ کی تعظیم کو شریک کیا مگر (قسم کھانے کی) اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم فی الجملہ موجود ہے (لہٰذا بعض کے ہاں یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب نہیں ہے) اور اگر اس نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ اور تیرے قدموں کی خاک کی قسم"، تو سب کے ہاں وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے (یوں قسم کھانے میں) خالق کو اور مخلوق کے قدموں کی خاک کو مقابل لاکر اللہ تعالیٰ کی توہین کا ارتکاب کیا ہے - مفہوم ماخوذ از شرح الفقۃ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص ۱۵۷ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "خدا کی قسم اور تیرے پاؤں کی خاک کی قسم"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "خدا کی قسم اور تیری جان کی قسم"، تو اس کے حکم میں اختلاف ہے اس لئے کہ صورتِ مسئلہ کی پہلی صورت میں وجہ کفر (ا) یہ ہے کہ اس نے کمال تعظیم کے استحقاق یعنی قسم کھانے میں اللہ تعالیٰ اور (ایک غیر محترم شئی یعنی) اس شخص کی خاکِ پا کو برابر کر دیا (ب) یا یہ کہ اس نے کمال تعظیم کے استحقاق میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کو برابر کر دیا - پس دوسری وجہ کفر کی رو سے صورت مسئلہ کی پہلی صورت اور دوسری صورت کے حکم میں فرق نہیں پڑتا اور پہلی وجہ کفر کی رو سے پہلی اور دوسری صورت کے حکم میں فرق پڑتا ہے (یعنی پہلی وجہ کفر کی رو سے پہلی صورت میں ارتکاب کفر کا حکم ہوتا ہے اور دوسری صورت میں نہیں پس دوسری صورت کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۷ - حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کے پہلے حاشیہ کا "ب" اور غیر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کے متعلق حکم نمبر $\frac{65}{502}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۶-	**موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم** تعداد شق ۵[۱]	
۱	ومنہا ما یتعلق بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ من لم یقر ببعض الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اولم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر	کذا فی المحیط
۲	وسئل ابن مقاتل رح عمن انکر نبوۃ الخضر علیہ السلام وذی الکفل علیہ السلام فقال کل من لم تجتمع الامۃ علی نبوتہ لا یضرہ ان جحد نبوتہ	کذا فی المحیط
۳	ولو قال " لو کان فلان نبیا لم اؤمن بہ " فقد کفر	کذا فی المحیط
۴	عن جعفر رح فیمن یقول " آمنت بجمیع انبیائہ ولا اعلم ان آدم علیہ السلام نبی ام لا " یکفر	کذا فی العتابیۃ
۵	سئل عمن ینسب الی الانبیاء علیہم السلام الفواحش کعزمہم علی الزنا ونحوہ الذی یقولہ الحشویۃ فی یوسف علیہ السلام قال یکفر لانہ شتم لہم واستخفاف بہم قال ابوذر رح من قال " ان کل معصیۃ کفر وقال مع ذلک ان الانبیاء علیہم السلام عصوا " فکافر لانہ شاتم ولو قال " لم یعصوا حال النبوۃ ولا قبلہا " کفر لانہ رد المنصوص	کذا فی الیتیمۃ

۱؎ حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ، ۱/۴۹۱ مع پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام اللہ تعالی کیطرف سے اسکے اوامر و نواہی کی خبر دیتا ہے یعنی نبی کی معرفت کے بعد اس پر ایمان لانا اور جو کچھ وہ اللہ تعالی کی طرف سے خبر دے اسکی تصدیق کرنا ضروری ہے (حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور لکھا ہے کہ پہلے سب انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے (کہ وہ اللہ تعالی کے نبی برحق گزرے ہیں) البتہ اب ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں اس (عقیدہ) پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم، خاتم الانبیاء (یعنی آخری نبی صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں (حکم نمبر ۶/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت یا آپ کی حدیثوں میں سے کسی حدیث کو ہلکا (حقیر) جانا تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اس قاعدہ کے تحت بہت سی جزئیات آتی ہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۷، ص ۳۲۸۔ حکم نمبر ۱۱، ۱۴، ۱۸، ۳۱، ۳۳ تا ۴۵/۴۹۶، ۶، ۲۰، ۲۷/۴۹۹ مع حواشی، حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ۴" نیز حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی آدمی نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں تو اسکی عورت نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا تو اس آدمی نے کہا کہ اگر اللہ تعالی کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم (میرے متعلق) یہ گواہی دیں کہ میرے پاس مال نہیں تو کیا اسکی تصدیق نہ کریگی؟ تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "ہاں" (یعنی میں تصدیق نہ کروں گی) تو (یوں کہنے میں) (اس عورت نے کفر کیا اسلئے کہ اس نے (اس صورت میں) یہ کہا ہے کہ میں اللہ تعالی کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہ کروں گی۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۷۔ حکم نمبر ۱، ۷، ۱۰/۴۹۶ نیز حکم نمبر ۴/۴۹۵ اور ۸/۴۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱/۴۹۶ ملاحظہ ہو اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ مسند احمد لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نبیوں کی تعداد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ان میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں۔ سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اولی یہ ہے کہ تعداد پر اقتصار نہ کیا جائے اسلئے کہ عقائد میں اعتماد خبر واحد سے مستفاد نہیں ہوتا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہم سب نبیوں پر ایمان

دفعہ وار نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶ -	**انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر** اور اس میں ۵ شقیں ہیں	
۱	منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے ۱ جس شخص نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے بعض کا (یعنی کسی نبی علیہ السلام کی نبوت کا) اقرار نہ کیا (یعنی انکار کیا) یا اس نے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں سے کسی سنت کو پسند نہ کیا تو اس نے کفر کیا ۲	محیط
۲	ابن مقاتل رح سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت ذی الکفل علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس کی نبوت پر امت کا اجماع نہ ہو اس کی نبوت سے اگر کوئی انکار کردے تو اس سے اس (انکار کنندہ) کو کوئی ضرر نہ ہوگا ۳	محیط
۳	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا ۴	محیط
۴	جعفر رح سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو یوں کہتا ہے کہ "میں اللہ تعالیٰ کے سب نبیوں پر ایمان لایا اور میں یہ نہیں جانتا کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں یا نہ تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۵	عتابیہ
۵	(ا) آپ سے (یعنی جعفر رح) اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو انبیاء علیہم السلام کی طرف سے فواحش ۶ منسوب کرے مثلاً یہ کہ انہوں نے زنا کا عزم ۷ کیا اور اس کی مانند وہ قول جو فرقہ حشویہ، حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ (یوں کہنے پر) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ یوں کہنا انبیاء علیہم کے حق میں گالی ہے اور ان کی توہین کرنا ہے ۸ (ب) ابوذر رح کا قول ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ "ہر معصیت کفر ہے اور اس کے باوجود اس نے یوں کہا کہ "انبیاء علیہم السلام نے معصیت کی"، تو وہ کفر کرنے والا ہے اسلئے کہ (یوں کہنے میں) وہ انہیں گالی دینے والا ہے (ج) اور (کہا ہے) کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے نہ نبوت کے دوران معصیت کی اور نہ اس سے پہلے معصیت کی تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اس لئے اس نے نصوصِ قرآنی کو رد کیا ہے ۹	یتیمہ

لاتے ہیں جیسا کہ قولہ تعالیٰ میں ہے کہ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ الآیۃ میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۹۵ ۵ حکم نمبر ۳/۴۹۶ مع حواشی اور ۵/۴۹۶ میں وجہ کفر ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ فواحش جمع فاحشۃ بمعنی زنا، سخت قبیح گناہ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۰۵ (مترجم) ۷ عزم یعنی پختہ ارادہ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۰۰ (مترجم) ۸ حکم نمبر ۱۱، ۱۶، ۱۷ تا ۱۸/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ حکم نمبر ۱۲/۴۹۷ ملاحظہ ہو۔ اور مذکورہ قرآنی نصوص مثلاً قولہ تعالیٰ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى، آیت ۱۲۱، ۱۲۲ سورۃ طٰہٰ یعنی اور حکم ٹالا آدم علیہ السلام نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا (یعنی شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے آپ سے لغزش ہوئی اور آپ سے اپنے پروردگار کا قصور ہوگیا) پھر نوازا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا (یعنی پھر انہیں انکے پروردگار نے مقبول بنالیا انکی توبہ قبول کرلی اور راہ ہدایت دکھادی) چنانچہ الفقہ الاکبر میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کلہم منزھون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح وقد کانت لھم زلات وخطایا، یعنی سب انبیاء علیہم السلام صغائر اور کبائر گناہوں سے اور کفر سے اور قبیح امور (یعنی برے کاموں) سے پاک ہوتے ہیں البتہ بعض انبیاء علیہم السلام سے کچھ لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوئیں ماخوذ از الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت رح م ۱۵۰ھ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ یعنی انبیاء علیہم السلام، قبل نبوت بھی اور بعد نبوت بھی مذکورہ امور سے پاک رکھے جاتے ہیں البتہ ان سے کچھ لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوئیں۔ لغزش کی مثال جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا شجرۂ ممنوعہ سے کھانا اور خطاء کی مثال جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعونی آدمی کو قتل کرنا اسلئے کہ آپ کا ارادہ اسے قتل کرنیکا نہ تھا اسے ضرب لگانیکا تھا اور لکھا ہے کہ لغزش اور خطاء میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ہے یعنی ہر خطاء لغزش ہوتی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ہر لغزش خطاء ہو بلکہ لغزش کبھی خطاء کیوجہ سے ہوتی ہے، کبھی نسیان (یعنی بھول) کیوجہ سے، کبھی سہو (یعنی غفلت ہوجانے) کیوجہ سے اور کبھی اولیٰ و افضل کے

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
٤٩٦-٦	سمعت بعضهم يقول اذا لم يعرف الرجل ان محمدا صلى الله عليه وسلم آخر الانبياء عليهم وعلى نبينا عليه السلام فليس بمسلم	كذا في اليتيمة
٧	قال ابو حفص الكبير رح كل من اراد بقلبه بغض نبي عليه السلام كفر وكذلك من قال لو كان فلان نبيا لم ارض به » ولو قال « اگر فلاں پیغمبر بودے من بوی نگرویدمی » فان اراد به لو كان فلان رسول الله لم اؤمن به كفر كما لو قال « لو امرني الله تعالى بامر لم افعل »	كذا في الفصول العمادية
٨	وفي الجامع الاصغر اذا وقع بين رجل وبين صهره خلاف فقال « ان بشر رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ائتمر بامره » لا يكفر	كذا في الفصول العمادية
٩	ولو قال « ان كان ما قاله الانبياء عليهم السلام صدقا وعدلا نجونا » كفر	كذا في الفصول العمادية
١٠	وكذلك لو قال « انا رسول الله تعالى » او قال بالفارسية « من پیغمبرم » يريد به « من پیغام می برم » يكفر ولو انه حين قال هذه المقالة طلب غيره منه المعجزة قيل يكفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لا يكفر	كذا في الفصول العمادية

[1] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جو شخص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لایا اور اس پر ایمان نہ لایا کہ آپ خاتم الرسل ہیں۔ آپ کا دین قیامت تک منسوخ نہ ہوگا تو وہ شخص ایمان والا نہ قرار پائے گا۔ عیسٰی علیہ السلام اتریں گے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی دعوت دیں گے اور وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کیطرف ہی بلائیں گے (نیز وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی نہیں) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٢٧۔ اسلئے کہ قرآن و حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا منصوص ہے۔ چنانچہ اصول کی فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر میں ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے ماخوذ از الاشباہ والنظائر علامہ ابن نجیم مصری ص ١٧٩ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر علی بن سلطان محمد القاری الحنفی ١٠١٤ھ ص ١٢٥ (مترجم) [2] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی نبی علیہ السلام کا ذکر بطور ہلکا و حقیر جاننے یا بطور عداوت کے کیا تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٢٧ حکم نمبر ٣٠١، ٣١، ٣٣/٤٩٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسپر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) فلاں شخص سے ایسا شخص مراد لیا جو زمانہ کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھا تو (مذکورہ حکم) مسلم ہے اور اگر ایسا مراد نہ لیا تو (ختم نبوت کی بنا پر) اس نے تعلیق بالمحال کیا ہے (تو پھر کفر کا حکم کیوں کرتے ہے) تو (مذکورہ اعتراض کے جواب میں) ہمارا کہنا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت کا بند ہونا امر سمعی ہے پس عقلاً ممکن ہونے کی بنا پر مذکورہ تعلیق محال بالذات سے نہیں اور چونکہ (مذکورہ صورت میں) اس ممکن عقلی کے وجود کے مفروضہ پر مذکورہ فقرہ کہنے سے اس (مطلوبہ) تصدیق کی نفی لازم آتی ہے جو تصدیق اس مفروضہ کے وجود کی صورت میں (اس پیغمبر) کے متعلق لازم تھی پس مذکورہ فقرہ کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٢٧ حکم نمبر ٣١، ٣٠٦، ٣٠٢، ٣٩/٤٩٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے امر کی ایسی مخالفت جو اس امر کے قبول کرنے کی نفی کے معنی میں ہو اکفر ہے

دفعہ وار شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۶	(آپ نے یعنی جعفر نے فرمایا کہ) میں نے بعض مشائخ کا یہ قول سنا ہے کہ جب کوئی شخص یہ نہ جانے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں (آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی ہے) تو وہ مسلمان نہیں ہے ۔ ۱	یتیمہ
۷	(د) ابوحفص الکبیرؒ کا قول ہے کہ ہر وہ شخص جس نے اپنے دل میں کسی نبی علیہ السلام سے بغض رکھا تو اس نے کفر کیا (ب) اسی طرح جس شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص نبی ہوتا تو میں اس کے نبی ہونے پر راضی نہ ہوتا" (یعنی میں اس پر ایمان نہ لاتا اور اس کی تصدیق نہ کرتا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کیا) ۲ (ج) اور اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص پیغمبر ہوتا تو میں اس کے قریب نہ پھٹکتا"، تو اگر اس نے یوں کہنے میں یہ مراد لی کہ "اگر فلاں شخص خدا تعالی کا رسول ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا"، تو اس نے کفر کیا ۳ (د) جیساکہ اگر کسی نے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالی مجھے کسی امر کا حکم فرماتا تو میں اسے نہ کرتا (یعنی میں اس امر کا انکار کرتا تو اس نے کفر کیا) ۴	فصول عمادیہ
۸	الجامع الاصغر میں ہے کہ جب کسی مرد اور اس کے سسرال کے مابین جھگڑا ہوا تو اس نے یوں کہا کہ "اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی (اس کے متعلق) مجھے بشارت (یعنی خوشخبری) دیں تب بھی آپ کے امر بشارت کے بموجب عمل نہ کروں گا تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۵	فصول عمادیہ
۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے اگر وہ سچائی اور انصاف ہے تو ہم نے نجات پائی"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا ۶	فصول عمادیہ
۱۰	(و) اسی (مذکورہ) حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں پیغمبر ہوں"، اور یہ کلمہ کہنے میں اسکی مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۸ (ب) اور اگر (ایسا ہو کہ) جب اس شخص (یعنی پیغمبری کا دعوی کرنیوالے) نے مذکورہ کلمہ کہا تو اسکے غیر نے اس سے معجزہ طلب کیا تو (اسکے حکم کیمتعلق) بعض کا قول ہے، تو اس سے معجزہ طلب کرنے والا شخص کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۹ اور متاخرین مشائخ کا قول ہے کہ اگر اس سے معجزہ طلب کرنیوالے شخص کی غرض اسے عاجز کرنا اور رسوا کرنا ہو تو (پھر) معجزہ طلب کرنے والا کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۱۰	فصول عمادیہ

قرار پاتی ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ صفحہ ۱۶۱۔ حکم نمبر ۴/۴۹۵ اور ۴۱، ۴۲/۴۹۶ ملاحظہ ہوں۔ البتہ ترک العمل یا اسکے عزم سے کفر لازم نہیں ہوتا جبتک کہ بطور استخفاف نہ ہو چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص نبی مبعوث ہوتا تو میں اسکے امر پر عمل نہ کرتا"، تو اس سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا کیونکہ ترک عمل کے عزم سے کفر لازم نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۲۷، ۳۴۵ اور الفقہ الاکبر میں ہے کہ (غیر موجب الکفر) گناہ خواہ کبیرہ ہو اسکی وجہ سے ہم کسی مسلمان کو کفر کا مرتکب نہیں کہتے جبتک کہ وہ اسے حلال نہ جانے کیونکہ یہ جائز ہے کہ مومن، فاسق غیر کافر ہو۔ ماخوذ از الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ صفحہ ۲۴، ۲۵ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اسے حلال سمجھنا کفر ہے جبکہ اسکے گناہ ہونے کا ثبوت دلالت قطعی سے ہو اسیطرح گناہ کو ہلکا سمجھنا اور شریعت سے مزاح کرنا بھی کفر ہے کیونکہ ایسا کرنا انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کے نشانات سے ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۵۶، ۱۲۱۔ حکم نمبر ۳۰، ۸/۴۹۶ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱/۴۹۴ کے پہلے کتاب ۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ کیونکہ اسمیں واللہ اعلم، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے امر سے انکار کیصورت نہیں بلکہ آپ کی بشارت سے عدم استفادہ کیصورت ہے پس کفر کا ارتکاب نہ ہوگا نیز حکم ۷، ۵/۴۹۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اسنے انبیاء علیہم السلام کی صداقت میں شک کیا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۲۸۔ حکم نمبر ۱/۴۹۴ اور ۲۵، ۲۶/۴۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ انا رسول یرید بہ (وصل الخبر) عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میں رسول ہوں اور یہ کلمہ کہنے میں اسکی مراد یہ ہو کہ میں خبر پہنچاتا ہوں (مترجم) ۸ اسمیں واللہ اعلم، وجہ کفر غالباً یہ ہے کہ عربی میں رسول اللہ تعالی اور فارسی میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایسے الفاظ ہیں کہ علی الاطلاق ان کا مصداق نبی علیہ السلام کیلئے متعین ہے اور غیر نبی کیلئے اسکا اطلاق کرنے میں استخفاف و استہزاء ہے۔ حکم نمبر ۵، ۶/۴۹۲ نیز ۵۵/۴۹۵ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۴ کے پہلے حاشیہ کتاب ۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ (و) حکم نمبر ۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور مناقب الامام الاعظم لابن احمد المکیؒ میں ہے کہ الامام الاعظم ابوحنیفہؒ م ۱۵۰ھ کے زمانہ میں کسی شخص نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ مجھے موقع

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین	موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ

١٠/٤٩٦ ۔ فرما چکے ہیں کہ "لا نبی بعدی" (یعنی میرے کا بعد اور کوئی نبی نہیں) ماخوذ از مناقب الامام الاعظم لابن احمد المکی ج ۱ ص۱۶۱ (ب) معجزات، کرامات، استدراج اور طی المسافات کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں ۔ (۱) الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ میں ہے کہ الآیات (یعنی معجزات) انبیاء علیہم السلام کیلئے ثابت ہیں اور کرامات اولیاء اللہ تعالی کیلئے حق ہیں اور اللہ تعالی کے نافرمانوں، مثلاً ابلیس، فرعون اور دجال سے جو کچھ (خرق عادت) ظاہر ہوتا ہے وہ ان کی حاجات پورا کرنے کے لئے بطور استدراج ہوتا ہے جس سے وہ سرکشی میں بڑھتے اور پھر زیادہ عذاب کے مستحق قرار پاتے ہیں ۔ اور شرح الفقہ الاکبر للمغنیساوی میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے آیات سے مراد معجزات ہیں یعنی وہ خلاف عادت امور جو انبیاء علیہم سے صادر ہوتے ہیں ۔ مثلاً مُردوں کا زندہ ہونا اور انگلیوں سے پانی بہہ نکلنا وغیرہ تو ان معجزات کو آیات کہا جاتا ہے اس لئے کہ آیت، نشان اور علامت کو کہتے ہیں اور وہ معجزات ان کی نبوت اور سچائی کی علامت ہوتے ہیں ۔ اور اولیاء اللہ تعالی کے لئے جو خرق عادت ظاہر ہوتے ہیں انہیں کرامات کہا جاتا ہے ان سے انکا اکرام اور اعزاز ہوتا ہے ۔ اور لکھا ہے کہ ولی قریب کو کہتے ہیں اور جب بندہ اللہ تعالی کی اطاعت اور اخلاص کی کثرت کے سبب اللہ تعالی کے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالی کی رحمت اور اس کا فضل واحسان اس کے قریب ہوتا ہے ۔ ماخوذ از الفقہ الاکبر اور شرح الفقہ الاکبر مولفہ الشیخ العلامہ ابو المنتہی احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی م ۱۰۹۰ھ ص۲۸ ۔ اور شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی میں ہے کہ ولی اللہ تعالی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی ذات وصفات کے متعلق جو اس کے لئے ممکن ہو اس کی معرفت رکھنے والا اور طاعت پر مواظبت کرنے والا، لذات، شہوات، غفلت میں ڈالنے والے اور لہو والے امور میں انہماک سے اعراض کرنے والا ہو ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص۶۲ اور شرح الفقہ الاکبر للمغنیساوی میں ہے کہ اللہ تعالی کے دشمنوں اور نافرمانوں کے لئے جو امور بطور خرقِ عادت ظہور پذیر ہوتے ہیں وہ اس سے بتدریج دھوکہ میں مبتلا ہوتے ہیں، سرکشی میں بڑھتے اور پھر عذاب مہین کے مستحق قرار پاتے ہیں ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (آیت ۱۷۸ سورہ آل عمران) یعنی یہ نہ سمجھیں منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہیں ان کو کچھ بھلائی ہے ان کے حق میں ہم تو فرصت دیتے ہیں ان کو تاکہ بڑھتے جاویں گناہ میں اور ان کو ذلت کی مار ہے (دیکھئے فی آیۃ ۵۴، ۵۵ سورۃ المومنون) ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر مولفہ الشیخ ابو المنتہی احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی م ۱۰۹۰ھ ۔

(۲) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ الزعفرانی رح سے سوال کیا گیا کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ ابن ادھم کو ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو کوفہ میں دیکھا گیا اور انہیں اسی دن مکہ مکرمہ بھی دیکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابن مقاتل "یوں کہنے والے کے متعلق کہتے تھے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۔ کیونکہ ایسا ہونا معجزات سے ہے کرامات سے نہیں اور امام الزعفرانی نے (مزید) کہا کہ میں یوں کہنے والے کو جاہل قرار دوں گا اور اس پر کفر کا اطلاق نہ کروں گا اور محمد بن یوسف رح کا قول ہے کہ یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۔ اور لکھا ہے کہ اسی طرح اس صورت کا حکم بھی یہی ہے جو کہ خوارزم کے بعض لوگ حکایت کرتے ہیں کہ فلاں شخص صبح کی سنتیں خوارزم میں پڑھتا تھا اور اسی صبح کے فرض مکہ مکرمہ میں پڑھتا تھا ۔ اور لکھا ہے ہمارے اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ بڑے معجزے مثلاً مردوں کا زندہ ہونا، لاٹھی کا سانپ بننا، چاند کے ٹکڑے ہونا، تھوڑا سا کھانا بڑے مجمع کو کافی ہونا اور انگلیوں کے درمیان سے پانی بہہ نکلنا وغیرہ، جیسے بڑے معجزات، اللہ تعالی کے ولی کے لئے بطور کرامت ممکن نہیں اور طی المسافات (یعنی دور کے فاصلوں کو خلافِ عادت فوراً طے کر لینا) بھی معجزات سے ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے "کہ اللہ تعالی نے میرے لئے زمین سمیٹی میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا اور بیشک میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین سمٹائی گئی ۔ (جیسا کہ مشکوۃ شریف مترجم ج ۴ ص۲۲۹ میں ہے) پس اگر اور لوگوں کے لئے ایسا ہونا جائز ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تخصیص کا کوئی فائدہ نہیں رہتا ۔ یا اس لئے کہ طی المسافات، اسرار بالجسم (یعنی جسم اطہر سمیت شب معراج کے سفر) کی طرح ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے لیکن کتاب الدعوی میں قاضی ابو زید رح کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یوں کہنا کفر نہیں ہے ۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۴۸ ۔ (۳) البحر الرائق میں ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو لوگوں نے ابراہیم بن ادھم کو بصرہ میں دیکھا اور اسی تاریخ لوگوں نے انہیں مکہ مکرمہ میں بھی دیکھا تو یوں کہنے والے کے کفر میں اختلاف ہے اور مشرقی اور مغربی کے درمیان نسب ثابت ہو سکنے کے مسئلہ سے عدم کفر کی تائید ہوتی ہے ۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۲۴ ۔

دفعات/شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

(۴) درمختار میں ہے کہ جس شخص نے ولی اللہ تعالیٰ کے لئے طی مسافت کو جائز ہونا کہا تو یوں کہنا جہالت ہے اور بعض نے یوں کہنے والے کے متعلق کہا ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور رد المحتار میں ہے کہ الزعفرانی رحؒ کے ہاں ولی اللہ تعالیٰ کے لئے طی مسافت کو جائز کہنا جہالت ہے اور ابن مقاتلؒ اور محمد بن یوسف رحؒ کے ہاں کفر ہے اور لکھا ہے کہ "بزازیہ میں ہے کہ ہمارے علماءؒ نے ذکر کیا ہے کہ بڑے معجزات مثلاً مُردوں کا زندہ ہونا وغیرہ ولی کے لئے بطور کرامت نہیں ہو سکتے، اور طی مسافت بھی معجزاتِ کبار سے ہے اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میرے لئے زمین سمیٹی گئی" اور اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ لوگوں کے لئے بھی یوں ہونا جائز ہو تو پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تخصیص کا فائدہ نہیں رہتا لیکن قاضی ابوزید رحؒ کے کلام میں ایسا مواد ہے جو یہ دلالت کرتا ہے کہ یوں کہنا کفر نہیں ہے۔ پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں انکے کلام پر اہل علم کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ جو شخص مشرق میں ہو اس نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو مغرب میں (دور کی مسافت پر) ہے پھر اس عورت کا بچہ ہو جائے تو وہ اسی شخص سے ملحق ہوگا فتأمل۔ اور فتاوی تتارخانیہ میں ہے کہ یہ مسئلہ مذکورہ صورت کے جواز کی تائید کرتا ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ امام الحرمینؒ اور شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ کے ص۷ کے حاشیہ ۷ میں ہے کہ امام الحرمین سے مراد عبد الملکؒ ہیں جو کہ امام غزالیؒ کے استاد ہیں آپ کا قول ہے کہ ہمارے ہاں بطور کرامت سبھی خوارق عادت کا جواز ہے البتہ بعض معجزات کے متعلق نص قاطع وارد ہے کہ اس جیسا نہیں ہو سکتا مثلاً قرآن مجید (پھر بقیہ مذکورہ اقوال ذکر کئے ہیں) اور پھر یہ کہا ہے کہ انصاف پر مبنی حکم وہ ہے جو امام نجم الدین عمر النسفی الحنفیؒ م ۵۳۸ھ سے منقول ہے جس میں آپ نے کہا ہے کہ اہل السنت والجماعت کے ہاں اہل ولایت (یعنی متبع شریعت اللہ تعالیٰ کے ولی) کیلئے کوئی ایسا امر ہو جانا جو عادۃً نہ ہوتا ہو بطور کرامت جائز ہے یہ شرح الوھبانیہ میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص۴۲۵، ص۴۲۶۔ ۱۰/۴۹۶

(۵) اور ظہور معجزات و خوارق عادات کے متعلق قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ "وَمَاكَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّأْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (آیت ۷۸ سورۃ المؤمن یعنی کسی رسول علیہ السلام کو یہ مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی (یعنی معجزہ) مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے) پس اتیانِ معجزہ کا دارومدار، اللہ تعالیٰ کے اذن یعنی اجازت اور حکم پر ہے اور خرق عادت و کرامت کے لئے یہ حکم بطریق اولیٰ ہے اس لئے کہ ولی اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کی امت سے اور ان کی متابعت سے ہی ہوتا ہے جیسا کہ شرح العقائدؒ میں ہے کہ ولی اللہ تعالیٰ سے خرق عادت کا ظہور حق ہے اور ولی اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے نبی کی امت سے ایک فرد ہوتا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دل سے تصدیق کرتا، زبان سے اس کا اقرار کرتا اور اوامر و نواہی میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اور لکھا ہے کہ "حتی لو ادعی ھذا الولی الاستقلال بنفسہ وعدم المتابعۃ لم یکن ولیا الخ یعنی اگر یہ (یعنی کوئی نام نہاد ولی) اللہ تعالیٰ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی بجائے خود مستقل ولی اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کا دعویٰ کرے تو وہ ولی نہیں۔ مفہوم ماخوذ از شرح العقائد النسفیؒ ص۱۰۱، ص۱۰۳۔ اور شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ میں ہے کہ ولی اللہ تعالیٰ کی کرامت بھی نبی علیہ السلام کی سچائی کی علامت ہے اس لئے کہ تابع کی کرامت متبوع کی ہی کرامت ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ابو علی الجوزجانیؒ کا قول ہے کہ تو استقامت کا طالب بن نہ کہ کرامت کا طالب، اس لئے کہ تیرا نفس، کرامت کی طلب میں متحرک ہوتا ہے اور تیرا رب تجھ سے استقامت چاہتا ہے اور اسکے متعلق الشیخ السہروردیؒ نے عوارف میں لکھا ہے کہ اس باب میں اصل کبیر ہے اور اسے بہت سے عبادت گذار مجتہدین نے سلف صالحین سے سنا ہے اور لکھا ہے کہ حاصل ہے یہ کہ امور شرعیہ کے علم کا کشف، امور تکوینیہ کے کشف سے بہتر ہے پہلے کے عدم یا نقصان میں دین کا نقصان ہے اور دوسرے کے نہ ہونے یا اس کے نقصان میں یوں نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء اللہ تعالیٰ سے افضل ہیں۔ اور لکھا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا (کیونکہ) انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، خوف خاتمہ سے مامون ہوتے ہیں۔ وحی سے مکرم کئے جاتے ہیں۔ ملائکہ کرام کا مشاہدہ کرتے ہیں تبلیغ احکام پر مامور ہوتے ہیں اور بایں ہمہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے کمالات سے بھی متصف ہوتے ہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۶۲، ص۶۳۔ حکم نمبر ۳۶/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

وقعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۶-۱۱	ولو قال لشعر النبی صلے اللہ علیہ وسلم "شعیر"، یکفر عند بعضہم و عند الآخرین لا الا اذا قال بطریق الاہانۃ	کذا فی الفصول العمادیۃ
۱۲	ومن قال "لا ادری ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان انسیا او جنیا"، یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۱۳	ولو قال "اگر فلان پیغمبر است حق خویش از وے بستانم[3]"، لا یکون کفرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	ولو قال "محمد صلے اللہ علیہ وسلم درویشک بود" او قال "جامہ پیغمبر ریمناک بود[4]"، او قال "قد کان طویل الظفر"، فقد قیل یکفر مطلقا و قد قیل یکفر اذا قال علی وجہ الاہانۃ	کذا فی المحیط
۱۵	ولو قال للنبی صلے اللہ علیہ وسلم "ذلک الرجل قال کذا وکذا" فقد قیل انہ یکفر	کذا فی المحیط

[1] تصغیر کے متعلق حکم نمبر ۶۴/۴۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [2] چنانچہ تفسیر روح المعانی میں آیت لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ "الآیۃ (آیت ۱۶۴ سورہ آل عمران۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ایمان والوں پر، جو بھیجا ان میں رسول ان ہی میں کا، اس) کے تحت لکھا ہے کہ شیخ ولی الدین العراقی رح نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ جاننا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور عربی ہیں صحتِ ایمان کے لئے شرط ہے پھر فرمایا کہ "لو قال شخص اؤمن برسالۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم الی جمیع الخلق لکن لا ادری ہل ہو من البشر او من الملائکۃ او من الجن او لا ادری ہل ہو من العرب او من العجم فلا شک فی کفرہ لتکذیبہ القرآن وجحدہ ما تلقتہ قرون الاسلام خلفا عن سلف وصار معلوما بالضرورۃ عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذلک خلافا فلو کان غبیا لا یعرف ذلک وجب تعلیمہ ایاہ فان جحدہ بعد ذلک حکمنا بکفرہ" الخ۔ یعنی اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لئے ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بشر (یعنی آدمی اور خاکی مخلوق) سے ہیں یا فرشتوں (یعنی نوری مخلوق) سے ہیں یا جنوں (یعنی ناری مخلوق) سے ہیں یا یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم عرب ہیں یا عجم (یعنی غیر عرب) سے ہیں تو یوں کہنے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں اس لئے کہ اس نے یوں کہکر قرآن مجید کی تکذیب کی اور اس امر کا انکار کیا جو صدیوں سے بعد والے پہلوں سے لیتے رہے اور جو ہر خاص و عام کو معلوم بالضرورہ ہے اور میں اسمیں کسی کا اختلاف نہیں جانتا اور اگر کوئی ایسا غبی ہو جو اس امر کو نہ جانے تو اسے بتانا ضروری ہے اور اگر بتانے کے بعد بھی اس نے اس سے انکار کیا تو ہم اسکے متعلق یہ حکم دیں گے کہ اس نے کفر کیا۔ مفہوم ماخوذ از تفسیر روح المعانی لعلامۃ ابی الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی البغدادی الحنفی م ۱۲۷۰ھ۔ اور مذکورہ آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے کہ معنی مِنْ اَنْفُسِہِمْ "اللہ واحد منہم وبشر مثلہم" الخ یعنی قولہ تعالیٰ "من انفسہم"، کا معنی یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک ہیں اور بشر (یعنی انسان) ہونے میں ان کی مانند ہیں۔ ماخوذ از تفسیر قرطبی یعنی الجامع لاحکام القرآن لامام عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی م ۶۷۱ھ اور الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ میں ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم حبیبہ وعبدہ ورسولہ الخ یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ

دفعہ/شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۱۱	اگر کسی شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو (تصغیر کے ساتھ ۱؎) "شعیر" (یعنی چھوٹا سا بال) کہا تو بعض کے ہاں (مطلقا) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور (بعض) دوسروں کے ہاں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن اگر اس نے بطور اہانت یوں کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے)	فصول عمادیہ
۱۲	جس شخص نے یوں کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آدمی تھے یا جن تھے" تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۲؎	فصول عمادیہ
۱۳	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں شخص پیغمبر علیہ السلام ہے تب بھی میں اس سے اپنا حق لے لوں گا تو یوں کہنا کفر نہ ہوگا ۴؎	قاضیخان
۱۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم چھوٹے سے درویش تھے (یعنی تصغیر کے ساتھ کہا) یا اس نے یوں کہا کہ "پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے گندے تھے" یا یوں کہا کہ "آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے ناخن بڑھے ہوئے تھے" تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ مطلقا کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور بعض کا یہ ہے کہ جب اس نے بطور اہانت یوں کہا تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۶؎	محیط
۱۵	اگر کسی شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یوں کہا کہ "اس آدمی نے یوں اور یوں کہا ہے" تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۷؎	محیط

کے حبیب ، اسکے بندے اور اس کے رسول ہیں صلے اللہ علیہ وسلم اور شرح الفقہ الاکبر مؤلفہ العلامۃ الشیخ ابو المنتھی احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی م ۹۰۱ھ میں کہ الامام الاعظم نے "عبدہ" کے قول میں دو فائدوں کی طرف اشارہ کیا ہے ایک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کی طرف اور دوسرے یہ کہ امت نصاری کے قول سے محفوظ رکھنا ہے اور لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا تطرونی کما اطری عیسیٰ ابن مریم وقولوا عبد اللہ ورسولہ الحدیث یعنی میری مدح میں حد سے تجاوز نہ کیجیو جیسا کہ نصاری نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ کیا حتی کہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور فرمایا کہ تم میرے حق میں یوں کہو کہ اللہ تعالٰے کے بندے اور اسکے رسول ہیں صلے اللہ علیہ وسلم الخ ماخوذ از الفقہ الاکبر و شرح الفقہ الاکبر ص۲۱ نیز قرآن مجید کی کئی صریح نصوص میں مثلا یہ کہ "قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا" الآیۃ س۹۳ سورہ بنی اسرائیل یعنی تو کہہ سبحان اللہ تعالی میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا یا مثلا یہ کہ "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ" آیت س۱۱۰ سورہ کہف۔ یعنی تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم، حکم آتا ہے مجھکو یا مثلا یہ کہ "اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ" آیت س۲ سورہ یونس۔ یعنی وحی بھیجی ہم نے طرف ایک مرد کے ان میں سے ، وغیرہ اس مفہوم کی کئی نصوص قرانی ہیں اور نص قرانی سے انکار کے متعلق حکم ۲/۱ ، ۴/۴۹۷ اور ج۵ ، ۴/۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ اخذ حقی من فلان ولو کان نبیا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اگر فلاں شخص پیغمبر علیہ السلام ہو تب بھی میں اس سے اپنا حق لے لوں گا (مترجم) ۴؎ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حق کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاتا اور آپ سے حق لیا جاتا تھا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۵۷۵۔ حکم نمبر ج۷ ، ۴/۴۹۲ کا حاشیہ ، ۳۲ ، ۴/۴۹۶ نیز ۱ ، ۴/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کان درویشا او قال کانت ملابس الرسول قذرۃ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (اس نے یوں کہا کہ حضرت) محمد صلے اللہ علیہ وسلم چھوٹے سے درویش تھے۔ یا اس نے یوں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے گندے تھے (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱ ، ۴/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱ ، ۴/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۶-۱۶	لو شتم رجلا اسمه محمد او احمد ، او کنیته ابو القاسم وقال له " یا ابن الزانیة " وہر کہ خدائی رابایں اسم او بایں کنیت بندہ است [1] فقد ذکر فی بعض المواضع انه اذا کان ذاکرا للنبی صلے اللہ علیه وسلم یکفر	کذا فی المحیط
۱۷	ولو قال کل معصیة کبیرة الا معاصی الانبیاء علیهم السلام فانها صغائر لم یکفر	کذا فی الیتیمة
۱۸	ومن قال ان کل عمد کبیرة وفاعله فاسق وقال مع ذلك ان معاصی الانبیاء کانت عمدا فقد کفر لانه شتم وان قال لم تکن معاصی الانبیاء علیهم السلام عمدا فلیس بکفر	کذا فی الیتیمة
۱۹	الرافضی اذا کان یسب الشیخین رض ویلعنهما والعیاذ باللہ تعالے فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ وجهه علی ابی بکر رضی اللہ عنه لا یکون کافرا الا انه مبتدع	کذا فی الخلاصة
۲۰	والمعتزلی مبتدع الا اذا قال باستحالة الرؤیة فحینئذ هو کافر	کذا فی الخلاصة

[1] وکل شخص هو عبد اللہ بهذا الاسم وبهذ الکنیة ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی ہر وہ اللہ کا بندہ جو اس نام اور کنیت والا ہو (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{٥، ٧}{٤٩٦}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{ج٥، ١٨}{٤٩٦}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{ج٥، ١٧}{٤٩٦}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] چنانچہ الفقه الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفة النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں ۔ ہم سب سے محبت رکھتے ہیں ۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ذکر، خیر سے کرتے ہیں ۔ اور شرح الفقه الاکبر مولفه العلامة الشیخ ابو المنتہی احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی م ۱۰۹۰ھ میں ہے کہ اہل السنت والجماعت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے تزکیہ کا اعتقاد رکھتے ہیں ۔ اور انکی تعریف کرتے ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے اور اللہ تعالی کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور (ان کے مابین مثلا) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو کچھ ہوا وہ مبنی بر اجتہاد تھا ۔ یہ احیاء میں ہے ماخوذ از الفقه الاکبر و شرح الفقه الاکبر ص ۲۴ وهکذا فی شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۴۸ تا ص ۵۳ اور رد المحتار میں بحوالہ البزازیه عن الخلاصة لکھا ہے کہ رافضی جب شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دے اور انہیں لعنت کرے تو وہ کفر کرنے والا ہے اور اگر ان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دے تو وہ بدعت کا مرتکب ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۵ وکذا فی فتاوی

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۱۶	اگر کسی شخص نے کسی ایسے آدمی کو گالی دی جس کا نام محمدؐ یا احمدؐ ہے یا اس کی کنیت ابوالقاسمؐ ہے اور (مثلاً) اس نے اسے "اے زانیہ کے بیٹے" کہا اور ہر اس بندۂ خدا کو جو اس نام اور اس کنیت والا ہے تو اس کے حکم کے متعلق بعض مواضع میں مذکور ہے کہ جب (یوں کہتے وقت) وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کئے ہوئے تھا تو وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۲]	محیط
۱۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ ہر معصیت کبیرہ قرار پاتی ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے معاصی کے متعلق یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ وہ صغیرہ ہیں تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا [۳]	یتیمہ
۱۸	جس شخص نے یوں کہا کہ ہر وہ معصیت جو جان بوجھ کر ہو وہ کبیرہ ہے اور اس کا کرنے والا فاسق ہے اور اس کے باوجود اس نے یوں کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے معاصی جان بوجھ کر تھے تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اس لئے کہ یوں کہنا انہیں گالی دینا ہے اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے معاصی جان بوجھ کر نہ تھے تو پھر (یوں کہنا) کفر نہیں ہے [۴]	یتیمہ
۱۹	رافضی (یعنی اہل شیعہ میں سے کوئی) شخص جب شیخینؓ (یعنی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کو گالی دیتا اور انہیں لعنت کرتا ہو العیاذ باللہ تعالے تو وہ کفر کرنے والا ہے اور اگر وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہو تو (اس سے) وہ کفر کرنے والا نہ ہو گا لیکن وہ بدعت کا مرتکب ہے [۵]	خلاصہ
۲۰	معتزلہ فرقہ کا شخص بدعت کا مرتکب قرار پاتا ہے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت (یعنی دیدار) کو (مطلقاً) محال کہے تو پھر وہ کفر کرنے والا ہے [۶]	خلاصہ

بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۱۹ وھکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص ۱۲۶ ۔ البتہ شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ میں لکھا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ اس نے انہیں گالی دینے یا قتل کرنے کو حلال جانا ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۵۶ نیز حکم نمبر ۲۱ تا ۲۲ / ۴۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ معتزلی مبتدع ہے اور اگر وہ اللہ تعالی کی رؤیت (یعنی دیدار) کو دخول جنت کے بعد (بھی) محال کہے تو وہ کفر کرنے والا ہے ۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۱۹ حکم نمبر ۴ / ۵۰۱ اور ۲۱ ب / ۴۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
٤٩٦-٢١	ولو قذف عائشة رضی اللہ عنہا بالزنا کفر باللہ تعالی و لو قذف سائر نسوة النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یکفر و یستحق اللعنة	کذا فی خزانة المفتین
٢٢	ولو قال عمرؓ و عثمانؓ و علی رضی اللہ عنہم لم یکونوا اصحابا لایکفر و یستحق اللعنة	کذا فی خزانة الفقہ
٢٣	من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فہو کافر وعلی قول بعضہم ہو مبتدع و لیس بکافر والصحیح انہ کافر وکذلک من انکر خلافة عمر رضی اللہ عنہ فی اصح الاقوال	کذا فی الظہیریة
٢٤	ویجب اکفارہم باکفار عثمانؓ وعلیؓ و طلحةؓ وزبیرؓ و عائشة رضی اللہ عنہم	کذا فی الوجیز للکردری
٢٥	ویجب اکفار الزیدیة کلہم فی قولہم بانتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا و سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم	کذا فی الوجیز للکردری
٢٦	ویجب اکفار الروافض فی قولہم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح و بانتقال روح الالٰہ الی الائمة و بقولہم فی خروج امام باطن و بتعطیلہم الامر والنہی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولہم ان جبرئیل علیہم السلام غلط فی الوحی الی محمد صلے اللہ علیہ وسلم دون علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و ہولاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامہم احکام المرتدین	کذا فی الظہیریة

؎۱ جیساکہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یوں کہنے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ یہ قرآن مجید (کی نص) کے خلاف ہے اور صریح کفر ہے ماخوذ از ردالمحتار ۳ ص۳۰۵، ص۳۰۶ - حکم نمبر ٥ج/٤٩٦ میں وجہ کفر اور ٢و/٤٩٧ نیز ١٩/٤٩٦ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ١٩/٤٩٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۳ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے سے انکار کیا تو وہ کفر کا مرتکب ہے اس لئے کہ یہ قرآن مجید کی نص کا انکار ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ " ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ (آیت ۴۰۔ سورۃ توبہ ۔یعنی دوجان سے جب دونوں تھے، جب کہنے لگا اپنے رفیق کو، تو غم نہ کھا اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے) اور مفسرین کا اجماع ہے کہ اس میں "صاحب"، سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رحم ۱۰۱۴ھ ص۱۳۰! ، مدارک التنزیل المعروف بتفسیر المدارک لحافظ الدین محمود ابوالبرکات النسفی الحنفی رحم ۶۸۶ھ ور دالمحتار ۳ ص۳۰۶ حکم نمبر ٢و/٤٩٧ اور ١٩، ٢١/٤٩٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۴ جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۱۸ میں ہے اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی شخص نے شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کی خلافت (کے برحق ہونے) کا انکار کیا تو وہ کفر کا مرتکب ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالبا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں خلافتیں بلانزاع اجماع سے ثابت ہیں یا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت، صاحب التحقیق

دفعات و شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۲۱	اگر کسی شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا [1] اور اگر کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر زنا کی تہمت لگائی تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ وہ لعنت کا مستحق قرار پائے گا [2]	خزانۃ المفتین
۲۲	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) صحابہؓ میں سے نہ تھے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ وہ لعنت کا مستحق قرار پائے گا [3]	خزانۃ الفقہ
۲۳	جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (یعنی خلیفہ برحق ہونے) سے انکار کیا تو وہ کفر کرنے والا ہے اور بعض کے قول کے بموجب وہ بدعت کا مرتکب ہے کفر کرنے والا نہیں ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ کفر کرنیوالا ہے اور اسی طرح جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت (یعنی آپ کے خلیفہ برحق ہونے) سے انکار کیا تو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہے [4]	ظہیریہ
۲۴	اور ان (روافض) کو کفر کرنے والے قرار دینا ضروری ہے جو کہ حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی رضؓ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کو کفر کرنے والے قرار دیتے ہیں [5]	وجیز کردری
۲۵	زیدیہ فرقہ کے سب لوگوں کو انکے اس قول کیوجہ سے کفر کرنیوالے قرار دینا ضروری ہے جس قول میں وہ عجم (یعنی غیر عرب) میں سے ایک نبی ظاہر ہونے کا انتظار کرتے ہیں جو کہ ہمارے نبی اور سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کر دے گا [6]	وجیز کردری
۲۶	روافض کو انکے اس قول کیوجہ سے کفر کرنیوالے قرار دینا ضروری ہے جس قول میں وہ یہ کہتے ہیں کہ وفات یافتہ لوگ (اس) دنیا میں لوٹ آتے ہیں [7] اور اس قول پر کہ ارواح میں تناسخ ہوتا ہے (یعنی ارواح اس دنیا کے دوسرے جسموں میں ادل بدل کر آتے ہیں) اور ان کے اس قول پر کہ اللہ تعالیٰ کی روح اماموں میں منتقل ہوتی ہے اور انکے اس قول پر کہ اماموں میں سے ایک امام جو پوشیدہ ہوگئے ہیں اور وہ آخر میں) ظاہر ہونگے اور جبتک وہ پوشیدہ امام ظاہر نہ ہونگے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی تبلیغ) معطل رہے گی اور انکے اس قول پر کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی پہنچادی ۔ ایسے سب لوگ ملتِ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام وہی ہیں جو مرتدوں کے احکام ہیں [8]	ظہیریہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے بلا تردد تقرری سے ہے اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کے قیام کی صورتِ حال اس سے مختلف ہے ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۳۰ ۔ حکم نمبر ۱۹/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۹، ۲۱، ۲۲/۴۹۶ نیز حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ [5] اور حکم نمبر ۲۹/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۶/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۲۳/۵۰۱ اور ۲۶/۴۹۶ کا دوسرا حاشیہ نیز ۵۱/۴۹۶ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے ۔ ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۱۸ اور روافض اور ان کے فرقوں کے متعلق حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانیؒ کی تالیف غنیۃ الطالبین میں ہے کہ رافضہ کے گروہ تین قسم پر ہیں ۔

(۱) الغالیۃ (۲) الزیدیۃ (۳) الرافضۃ

الغالیۃ :- الغالیۃ کے بارہ فرقے ہیں ۔ البیانیۃ ، الطیاریۃ ، المنصوریۃ ، الغمیریۃ ، الخطابیۃ ، المعمریۃ ، البزیعیۃ ، المفضلیۃ ، المتناسخۃ ، الشریعیۃ ، السبائیۃ اور المفوضۃ ۔ (بقیہ حاشیہ ص ۱۷۹ پر ملاحظہ ہو)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۶–۲۷	فی اکرہ الاصل اذا اکرہ الرجل علی ان یشتم محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فہذا علی ثلاثۃ اوجہ احدہا ان یقول لم یخطر ببالی شیٔ وانما شتمت محمدا کما طلبوا منی وانا غیر راض بذلك ففی ہذا الوجہ لا یکفر وکان کما لو اکرہ علی ان یتکلم بالکفر فتکلم بہ وقلبہ مطمئن بالایمان الوجہ الثانی ان یقول خطر ببالی رجل من النصاری اسمہ محمد فاردت بالشتم ذلك النصرانی ففی ہذا الوجہ لا یکفر ایضا الوجہ الثالث ان یقول خطر ببالی رجل من النصاری اسمہ محمد فلم اشتم ذلك النصرانی وانما شتمت محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وفی ہذا الوجہ یکفر فی القضاء وفیما بینہ وبین ربہ	کذا فی المحیط
۲۸	ومن قال "جن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" یکفر ومن قال "اغمی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" لا یکفر	کذا فی المحیط
۲۹	ولو قال الرجل لو لم یأکل آدم علیہ السلام الحنطۃ لما صرنا اشقیاء یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۳۰	من انکر المتواتر فقد کفر ومن انکر المشہور یکفر عند البعض	

۱؎ حکم نمبر ۶/۴۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ کیونکہ یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وَمَا اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ" (آیت ۲ سورۃ القلم یعنی نہیں تو ساتھ نعمت رب اپنے کے دیوانہ)۔ حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۲/۴۹۶ نیز ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۰، ۷/۴۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ (۱) خبر متواتر کے متعلق اصول حدیث کی مشہور کتاب شرح نخبۃ الفکر میں حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ فنِ حدیث کے اکثر علماء کے ہاں خبر، حدیث کے مترادف ہے اور کسی خبر کو ہم تک پہنچنے کے لحاظ سے اس کے کئی طرق ہوں گے یا نہ یعنی وہ کئی سندوں سے مروی ہوگی یا نہ اور لکھا ہے کہ جو خبر کسی معین تعداد کی قید کے بغیر اتنی کثیر سندوں سے وارد ہو کہ عادۃً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو تو اسے خبرِ متواتر کہتے ہیں، نیز لکھا ہے کہ خبر متواتر یقینی اور ضروری علم کا فائدہ دیتی ہے اور العلم الضروری وہ ہے کہ سامع اسے قبول کرنے پر ایسا مجبور ہو جاتا ہے کہ اسے رد نہیں کر سکتا یعنی اسے بغیر اختیار اور بغیر کسی نظر و فکر کے قبول کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اسی سے العلم الضروری اور العلم النظری میں فرق واضح ہے کہ العلم الضروری کسی استدلال کے بغیر، علم کا فائدہ دیتا اور ہر سامع کو حاصل ہو جاتا ہے مگر العلم النظری استدلال کی بنا پر علم کا فائدہ دیتا اور صرف صاحبِ نظر و استدلال ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ خبرِ متواتر کی مثال کے متعلق بحوالہ ابن الصلاح رح لکھا ہے کہ حدیث "من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار" یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم ٹھہرا لے۔ ماخوذ از شرح نخبۃ الفکر لحافظ ابن حجر عسقلانی رح ص ۵ تا ص ۱۱۔ (ب) مقدمہ جامع ترمذی میں السید الشریف علی الجرجانی رح نے لکھا ہے کہ خبرِ متواتر وہ ہے کہ اسکی روایات اتنی زیادہ ہوں کہ عادۃً انکا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ اور پھر یہ کیفیت باقی رہے۔ مثلاً قرآن مجید، پانچ نمازیں اور احادیث میں سے مثلاً "من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار"، ماخوذ از مقدمہ جامع ترمذی للسید الشریف علی الجرجانی رح ص ۱۔ (ج) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ قطعی دلیل

دفعہ وار دفعہ نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۲۷	اکراہ الاصل میں ہے کہ جب کسی آدمی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کیلئے جبر کیا گیا تو اسمیں تین صورتیں ہیں ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ میرے دل میں کچھ نہ سوجھا البتہ میں نے محمد (نام شخص) کو گالی دی جیساکہ جبر کرنے والوں نے مجھ سے طلب کیا حالانکہ میں ایسا کرنے پر راضی نہ تھا تو اس صورت میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اس صورت میں وہ ایسا ہی قرار پائے گا جیساکہ اسپر یہ جبر کیا گیا کہ وہ کلمۂ کفر کہے تو اس نے وہ کلمۂ کفر کہا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا (اور اس صورت وہ کفر کا مرتکب نہیں قرار پاتا) ان (تین صورتوں) میں سے دوسری صورت یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس وقت میرے دل میں (مثلاً) نصاریٰ کا ایک آدمی سوجھا تھا جسکا نام محمد تھا پس میں نے گالی دینے میں اس نصرانی کا ارادہ کیا تو اس صورت میں بھی وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور ان (تین صورتوں) میں سے تیسری صورت یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس وقت میرے دل میں (مثلاً) نصاریٰ کا ایک آدمی سوجھا تھا جس کا نام محمد تھا تو میں نے اس نصرانی کو گالی نہ دی بلکہ میں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو اس صورت میں وہ قضاء اور بینہ وبین اللہ تعالیٰ (یعنی دیانۃً بھی) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [1]	محیط
۲۸	(ا) جس شخص نے یوں کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم (العیاذ باللہ تعالیٰ) مجنون (یعنی دیوانہ) ہوگئے تھے تو وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے [2]۔ (ب) اور جس شخص نے یوں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [3]	محیط
۲۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ کاش حضرت آدم علیہ السلام گیہوں نہ کھاتے تو ہم بدبخت نہ قرار پاتے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [4]	خلاصہ
۳۰	(ا) جس شخص نے (حدیث) متواتر [5] کا انکار کیا تو اس نے کفر کیا (ب) جس نے (حدیث) مشہور [6] کا انکار کیا تو بعض کے ہاں کے	

سے ثابت شدہ (شرعی) حکم سے انکار کرنے والا کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صـ ۳۲۱ - (د) رد المختار میں ہے کہ علامہ حسام چلپیؒ جو کہ سلطان سلیم بن بایزید خانؒ (کے عہد) کے علماء عظام ؒ سے ہیں ان کے رسالہ کے حوالہ سے نور العین میں مذکور ہے کہ (ا) جب کوئی آیت یا خبر متواتر قطعی الدلالت نہ ہو (۲) یا وہ خبر، خبر متواتر نہ ہو (۳) یا وہ قطعی الدلالت ہو مگر اس میں شبہ متحقق ہو (۴) یا اسپر اجماع، سب کا اجماع ہو مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نہ ہو (۶) یا اسپر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو مگر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نہ ہو (۷) یا اسپر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو مگر وہ قطعی نہ ہو (یعنی اس کا ثبوت بطریق تواتر نہ ہو (۸) یا (اسپر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع قطعی ہو مگر) وہ اجماع سکوتی ہو تو ان سب (۸) صورتوں میں اس کا انکار کفر نہ ہوگا اور لکھا ہے کہ کتب اصول میں نظر کرنے سے یہی قاعدہ ظہور پذیر ہوتا ہے اور اسے محفوظ رکھنے سے بہت سی فروعات میں کفر قرار پانے کے لزوم وعدم لزوم کی صحت کی پہچان ہوتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ ۳۹۳ - (س) اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کفر لازم ہونے کا تعلق امور دین سے ہے اس لئے کہ اگر کسی شخص نے حاتم طائی کی سخاوت یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت سے انکار کیا تو (مجمع علیہ ہونے کے باوجود اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ صـ ۱۲۱ - حکم نمبر ۲/۴۹۷، ۱۶/۴۹۸ اور ۱/۵۰۰ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حدیث مشہور کے مفہوم کیمتعلق حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو ساور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ لکھا ہے کہ جو شخص کسی (صحیح) حدیث کو رد کردے تو اسکے متعلق ہمارے بعض مشائخ کا قول ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور متاخرین (مشائخ) کا قول ہے کہ اگر کسی شخص نے متواتر کو رد کیا (یعنی ایسی حدیث جو خبر متواتر ہے اسکو رد کیا) تو اسنے کفر کا ارتکاب کیا اور میں کہتا ہوں کہ یہی حکم صحیح ہے لیکن اگر کسی شخص نے اخبار احاد میں سے کسی خبر واحد کو (یعنی ایسی حدیث کو جو خبر واحد ہے اسکو) بطور استخفاف، استحقار اور انکار کے رد کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس طرح خبر واحد کو رد کرنے سے بھی وہ کفر کا مرتکب ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد الھروی المکیؒ ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی صـ ۲۰۲ - حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ مع حواشی، ۱/۴۹۱ اسکے پہلے حاشیہ کا نمبر ۴ اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع في احكام المرتدين — موجبات الكفر ما يتعلق بالانبياء عليهم السلام	حوالہ
۴۹۶-	وقال عيسى بن ابان[1] يضلل ولا يكفر وهو الصحيح ومن انكر خبر الواحد لا يكفر غير انه يأثم بترك القبول	كذا في الظهيرية
۳۱	اذا تمنى الرجل لنبي من الانبياء عليهم السلام ان لا يكون نبيا قالوا ان اراد به انه لو لم يبعث نبيا لا يكون خارجا عن الحكمة لا يكفر وان اراد به الاستخفاف والعداوة كان كافرا	كذا في فتاوى قاضيخان
۳۲	ولو قال " اگر سراے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مرد کے خواند فرد نگذارم[3] "، لا يكفر ولو قال " بازخوانم" لا يكفر	كذا في الظهيرية
۳۳	ولو قال رجل مع غيره كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب كذا بان قال مثلا كان يحب القرع فقال ذلك الغير، انا لا احبه، فهذا كفر وهكذا روى عن ابي يوسف[1] ايضا وبعض المتأخرين قالوا اذا قال ذلك على وجه الاهانة كان كفرا وبدونه لا يكون كفرا	كذا في المحيط

[1] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ خبرِ واحد سے ثابت شدہ حکم سے) انکار کی بنا پر وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۱۔ اور خبر واحد اور خبر مشہور کے متعلق (ا) اصولِ حدیث کی مشہور کتاب شرح نخبۃ الفکر میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ جس خبر کو ایک شخص روایت کرے اسے لغت میں خبر واحد کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس خبر کو خبرِ واحد سے تعبیر کرتے ہیں جس میں خبرِ متواتر کی شروط جمع نہ ہوں (اور خبرِ متواتر کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ جو خبر ایسی ہو کہ وہ دو سے زیادہ یعنی تین یا زائد سندوں کی قید کے ساتھ وارد ہو لیکن وہ متواتر کی حد کو نہ پہنچتی ہو تو محدثین کے ہاں اسے خبرِ مشہور کہتے ہیں۔ ماخوذ از شرح نخبۃ الفکر لحافظ ابن حجر عسقلانی ص ۹ تا ص ۱۵۔ (ب) مقدمہ جامع ترمذی میں السید الشریف علی الجرجانی نے لکھا ہے کہ جو خبر، متواتر نہ قرار پائے وہ خبرِ واحد میں شامل ہے نیز لکھا ہے کہ صحیح خبر وہ قرار پاتی ہے کہ جسے معتبر اور صاحبِ ضبط راوی، معتبر اور صاحب ضبط راوی سے متصل سند کے ساتھ روایت کرے اور وہ خبر شذوذ اور علت سے سلامت ہو۔ ماخوذ از مقدمہ جامع ترمذی للسید الشریف علی الجرجانی ص ۱، حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ اور ۳۳/۴۹۶ مع حواشی، ۱/۴۹۶، ۷/۵۰۲ حکم ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جو معصیت دلیلِ ظنی سے ثابت ہو مثلاً خبرِ واحد سے ثابت ہو تو اسے حلال جاننے والا کفر کا مرتکب ہوگا البتہ وہ فاسق ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ عقائد میں اعتماد، خبرِ واحد سے مستفاد نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۳۱، ص ۴۵۔ نیز شرح العقائد میں ہے کہ "خبر الواحد على تقدير اشتماله على جميع الشرائط المذكورة في اصول الفقه لا يفيد الا الظن ولا عبرة بالظن في باب الاعتقاديات الخ یعنی ایسی حدیث جسکا شمار خبرِ واحد میں ہوتا ہو وہ خواہ صحت کے ان تمام اوصاف سے متصف ہو جو اصول فقہ (اور حدیث) میں مذکور ہیں پھر بھی اس سے ظن ہی کا فائدہ ہو سکتا ہے اور عقائد کے باب میں ظنیات کا اعتبار نہیں۔ ماخوذ از شرح العقائد النسفیۃ مطبوعہ قران محل ص ۹۷ اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ "جن مسائل کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے ان میں صحیح احادیث سے استدلال کافی ہے کیونکہ اعمال کیلئے ظنی دلائل کافی ہیں لیکن عقائد کے بارے میں وہی کفایت کریں گی جو قطعی ہونے کا فائدہ دیں۔ ماخوذ از فتح الباری ج ۸ ص ۴۳۱ وھکذا فی شرح مواقف ص ۲۲۷ ومسامرہ ج ۲ ص ۸۷۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۷ میں ہے اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے یہ مراد لیا کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم (بھی) کرتا ہے جس میں کوئی حکمت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ

دفعات وشق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶ -	وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور عیسیٰ بن ابان رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اسے گمراہ قرار دیا جائے گا اور (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے (ج) اور جس نے خبرِ واحد [۱] (یعنی ایسی حدیث جو خبرِ واحد ہے اس) کا انکار کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ وہ اسے قبول نہ کرنے پر گنہگار ہوگا [۲]	ظہیریہ
۳۱	(ا) اگر کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ تمنا کی کہ "کاش وہ نبی نہ ہوتا"، تو (اس کے حکم کے متعلق) فقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر (یوں کہنے میں) اس کی مراد یہ ہو کہ اگر وہ نبی علیہ السلام مبعوث نہ کئے جاتے تو یہ امر حکمت سے خارج نہ قرار پاتا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ (ب) اور اگر (یوں کہنے میں) اس کی مراد، اللہ تعالیٰ کے اس نبی علیہ السلام کے متعلق استخفاف (یعنی اسے ہلکا و حقیر سمجھنا) یا اس سے عداوت رکھنا ہو تو وہ کفر کرنے والا ہے [۳]	قاضیخان
۳۲	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے "مردک" (یعنی چھوٹا اور حقیر آدمی) کہیں تو میں درگذر نہ کروں"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ "میں بھی (جواب میں) کہوں"، تو (بھی) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۵]	ظہیریہ
۳۳	(ا) اگر کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پسند فرماتے تھے مثلاً اس نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھیا کدو پسند فرمایا کرتے تھے تو (اس کے مقابلے) اس دوسرے نے یوں کہا کہ "میں اسے پسند نہیں کرتا"، تو (اس صورت میں) یوں کہنا کفر ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ سے یونہی روایت کیا گیا ہے (ب) اور بعض متاخرین کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) مذکورہ قول بطور اہانت کہا تو یوں کہنا کفر ہے ورنہ یوں کہنا کفر نہ ہوگا [۶]	محیط

کے متعلق یوں کہنا جہالت ہے (حکم نمبر ۲/۴۹۵ ملاحظہ ہو) اور ص ۱۲۲ میں ہے کہ جس شخص نے یہ تمنا کی کہ کاش کوئی نبی علیہ السلام مبعوث نہ ہوتا"، تو استخفاف اور عداوت کے قصد سے یوں کہنا کفر ہے اور لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ استخفاف و عداوت کے بغیر یوں کہنا بھی کفر ہونا چاہیئے اس لئے کہ وجود الانبیاء علیہم السلام، اللہ تعالیٰ کی حکمت کا مقتضی ہے تو یوں تمنا کرنا کہ "کاش کوئی نبی علیہ السلام نہ ہوتا، مطلقاً کفر ہونا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکمت کا مقتضی، احکام الٰہی کو بندوں تک پہنچانا ہے اور یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ احکام، بندوں تک، انبیاء علیہم السلام کی وساطت کے بغیر پہنچا دے پس مذکورہ تمنا کفر نہیں ہے اور یوں کہنا لغو ہے خارج میں اس کا کوئی اثر نہیں (لیکن اگر بطور استخفاف و عداوت یوں کہا تو پھر کفر ہے) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۲۱، ص ۱۲۲ ۔ حکم نمبر ۱، ۳، ۷/۴۹۶ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] ان قال لی الرسول صلے اللہ علیہ وسلم یا رجیل لا ساحمہ ولو قال ارد ھا علیہ ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اگر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم "رجیل"، (یعنی چھوٹا اور حقیر آدمی) کہیں تو میں ان سے درگذر نہ کروں اور اگر یوں کہا کہ میں بھی اس کلمہ کو ان پر لوٹاؤں (مترجم)

[۵] حکم نمبر ۱۳/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ امام ثانی (یعنی امام ابویوسف رحمہ اللہ) نے خلیفہ کی مجلس میں کہا کہ "کان علیہ السلام یحب الدباء"، یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند فرماتے تھے تو حاضرین مجلس میں سے ایک آدمی نے یوں کہا کہ "انا لا احبہ"، یعنی میں تو کدو کو پسند نہیں کرتا تو امام ثانی رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ "ھاتوا بالنطع والسیف"، یعنی چمڑے کا فرش جس پر مجرم کو قتل کیا جاتا ہے وہ لاؤ اور تلوار لاؤ"، تو اس آدمی نے (فوراً) توبہ کی تو امام صاحب رحمہ اللہ نے اسے چھوڑ دیا اور یہ اس پر محمول ہے کہ اس آدمی نے (مقابلہ میں) بطور استخفاف (یعنی بطور تحقیر و توہین) یوں کہا تھا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۸ ۔ حکم نمبر ۱، ۷، ۳۰، ۴۲/۴۹۶ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

نمبر شمار فتاوی	الباب التاسع، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۴-۳۴	رجل قال مع غیرہ ان آدم علیہ السلام نسج الکرباس "پس ما ہمہ جولاہہ بچگان باشیم[1]" فہذا کفر	کذا فی المحیط
۳۵	رجل قال لغیرہ کلما کان یأکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلحس اصابعہ الثلاث فقال ذلک الرجل "این بی ادبی است[3]" فہذا کفر	کذا فی المحیط
۳۶	اذا قال "چہ نغز رسمی است دہقان را کہ طعام خورند ودست نہ شویند[5]" قال ان کان تہاونا بالسنۃ یکفر	کذا فی المحیط
۳۷	ولو قال "این چہ رسم است سبلت پست کردن ودستار بزیر گلو آوردن[7]" فان قال ذلک علی سبیل الطعن فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد کفر	کذا فی المحیط
۳۸	اگر در روز عاشورا یکی را گویند کہ سرمہ کن کہ سرمہ کردن درین روز سنت است او گوید کار زنان ومخنثان بود[9] "کافر گردد	کذا فی التتارخانیۃ
۳۹	وفی التخییر رجل تکلم بکلام فقال لہ آخر" دروغ میگوید اگر ہمہ پیغمبر است[11]" یلزمہ الکفر ولکن لو قال "سخن وے نہ کردم اگر ہمہ پیغمبر است[12]"	کذا فی التتارخانیۃ
۴۰	رجل قال لآخر "گران خوی است اگر ہمہ پیغمبر است[14]" او قال "اگر مرسل است" یا ہمہ فرشتہ مقربان است گران جان است[15]" کفر فی الحال	کذا فی التتارخانیۃ

[1] فحینئذ نحن اولاد النساج ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی پس اس طرح ہم سب جولاہے کی اولاد قرار پاتے ہیں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ہذا اعدم ادب۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی یوں کرنا غیر مہذب طریقہ ہے (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [5] ما احسن عادۃ الفلاحین یأکلون الطعام ولا یغسلون ایدیہم ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی دہقانوں کی کیا عمدہ رسم ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں دھوتے (مترجم) [6] حکم نمبر ۱/۴۹۶، ۲/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] ماہذہ العادۃ تقصیر الشارب وارخاء الطیلسان تحت الرقبۃ ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی یہ کیا عادت ہے کہ مونچھیں کٹوا دینا اور طیلسان کو گردن کے نیچے تک لٹکانا۔ اور الطیلسان یعنی دستار یعنی پگڑی ورومال ماخوذ از کریم اللغات ص۶۵ (مترجم) [8] حکم نمبر ۳۳۱/۴۹۶، ۲۱۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] اذا قیل لشخص فی یوم عاشورا اکتحل لان التکحل فی ہذا الیوم سنۃ فقال ہذا فعل النساء والمخنثین یصیر کافرا۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی اگر کسی شخص سے عاشورا کے دن کہا گیا کہ آنکھوں میں سرمہ لگائے اس لئے کہ اس دن سرمہ لگانا سنت ہے

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۳۴	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا ہے پس ہم جولا ہے کی اولاد قرار پائے ہیں،" تو (اسکا) یوں کہنا کفر ہے [۲]	محیط
۳۵	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ جب کبھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کھانا کھایا کرتے تھے تو آپ اپنی تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے تو اس دوسرے شخص نے یوں کہا کہ "یہ غیر مودب (یعنی غیر مہذب) طریقہ ہے" تو یوں کہنا کفر ہے [۴]	محیط
۳۶	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "دہقانوں کی کیا عمدہ رسم ہے کہ وہ کھاتے ہیں تو ہاتھ نہیں دھوتے،" تو اس کے حکم کے متعلق کہا ہے کہ اگر اس کا یوں کہنا سنت طریقہ کی اہانت کے طور پر ہو تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۶]	محیط
۳۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "یہ کیا عادت ہے کہ مونچھیں چھوٹی کرانا اور دستار گردن کے نیچے تک لانا" تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے) اگر اس نے مذکورہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں طعن کرنے کے طور پر کہا ہے تو اس نے کفر کیا [۸]	محیط
۳۸	اگر عاشورہ کے دن کسی شخص سے کہیں کہ سرمہ لگالے کہ اس لئے کہ اس دن (آنکھوں میں) سرمہ لگانا سنت ہے اور وہ شخص (اس کے جواب میں یوں) کہے کہ "(یہ) عورتوں اور ہیجڑوں کا کام ہے" تو (سنت کے متعلق) یوں کہنے میں وہ کفر کرنے والا ہے [۱۰]	تتارخانیہ
۳۹	تجنیس میں ہے کہ کسی آدمی نے کوئی بات کہی تو دوسرے شخص نے اسے کہا کہ "وہ جھوٹ کہتا ہے خواہ وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے،" تو یوں کہنے سے اسے کفر لازم ہوگا اسی طرح اگر اس نے یوں کہا کہ "میں اس کی بات کی تصدیق نہ کروں گا خواہ وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے" [۱۳]	تتارخانیہ
۴۰	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ "وہ بداخلاق ہے خواہ پیغمبر علیہ السلام ہی ہے،" یا اس نے یوں کہا کہ "وہ بداخلاق ہے خواہ وہ رسول علیہ السلام ہے یا وہ بالکل مقرب فرشتہ ہے" تو یوں کہنے میں اس نے فی الحال کفر کا ارتکاب کیا [۱۶]	تتارخانیہ

تو (اس کے جواب میں) اس شخص نے یوں کہا کہ یہ عورتوں اور ہیجڑوں کا کام ہے تو (سنت کے متعلق) یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرنے والا ہے (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۱] یکذب ولوکان نبیا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (اس نے کہا کہ) وہ جھوٹ کہتا ہے خواہ وہ پیغمبر ہے (مترجم) [۱۲] لا اصدق کلامہ ولوکان نبیا ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (اس نے کہا کہ) میں اس کے کلام کی تصدیق نہ کروں گا خواہ وہ پیغمبر ہے (مترجم) [۱۳] حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۴] ثقیل الطبع ولوکان نبیا ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی وہ ثقیل طبیعت (یعنی بد خلق) ہے خواہ وہ پیغمبر علیہ السلام ہے۔ ثقیل وہ شخص جسکی مجلس اور صحبت کو ناپسند کریں۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۱۸۸ (مترجم) [۱۵] ہو ثقیل ولوکان مرسلا او ملکا مقربا ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی وہ بدخلق ہے خواہ وہ رسول علیہ السلام ہے یا وہ مقرب فرشتہ علیہ السلام ہے (مترجم) [۱۶] حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی اور حکم نمبر ۴۶/۴۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ و فتاویٰ نمبر	الباب التاسع، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۶-۴۱	رجل اراد ان یضرب عبدہ فقال له رجل لا تضرب به فقال " اگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم گوید مزن نہلم " او قال " اگر از آسمان بانگ آید مزن ہم بزنم [۱] " یلزمه الکفر	کذا فی التتارخانیة
۴۲	قال رضی اللہ عنہ سألت صدر الاسلام جمال الدین عمن قرأ حدیثا من احادیث النبی صلے اللہ علیه وسلم فقال رجلٌ " ہمہ روز خلشہا خواند " قال ان اضاف ذلك الی القاری لا الی النبی صلے اللہ علیه وسلم ینظر ان کان حدیثا یتعلق بالدین واحکام الشرع یکفر وان کان حدیثا لا یتعلق به لا یکفر وتحمل مقالته علی ان اراد ته قراءة غیرہ اولی	کذا فی التتارخانیة
۴۳	رجل قال " بحرمت جوانک عربی [۴] یعنی النبی صلے اللہ علیه وسلم " یکفر	کذا فی التتارخانیة
۴۴	رجل قال " پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وقتی بود کہ پیغمبر بود ووقتی بود کہ نبود [۵] " وقال " انا لا ادری ان النبی صلے اللہ علیه وسلم فی القبر مؤمن ام کافر " یکفر	کذا فی التتارخانیة
۴۵	و فی غرر المعانی سُئل عمن قال لزوجته خلاف مگو فقالت المرأة " پیغمبران خلاف گفتند " قال کلمہ کفر است توبہ کند ونکاح تازہ کند [۶]	کذا فی التتارخانیة

[۱] ان کان محمد صلے اللہ علیه وسلم یقول لی لا تضرب به لا اترکه او قال ان کان یأتی صوت من السماء بان لا تضرب به اضربه ایضا عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا یعنی اسنے کہا کہ، اگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی مجھے کہیں کہ اسے ضرب لگا تو تب بھی میں اسے نہ چھوڑوں گا (یعنی آپکے حکم سے انکار کر دوں گا) یا یوں کہا کہ اگر آسمان سے آواز آئے کہ اسے نہ مار تب بھی میں اسے ماروں گا (یعنی اگر خدا تعالیٰ بھی حکم دے تو میں اس حکم سے انکار کر دونگا) (مترجم) [۲] حکم نمبر ۴، ۳۶/۴۹۵، ۱/۶۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جس شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی تو یوں کہا کہ ہم نے اسے بہت بار سنا ہے " اور اسنے یہ فقرہ بطور استخفاف (یعنی ہلکا جاننے اور حقیر جاننے) کے کہا تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۸۔ (مترجم) [۴] بحرمة الصبی العربی۔ عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا یعنی عربی بچہ کی عزت کی قسم (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۴۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۲-۴۱	کسی آدمی نے اپنے غلام کو ضرب لگانا چاہی تو اسے ایک اور آدمی نے کہا کہ اسے مت مار تو اس نے کہا کہ اگر" حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی کہیں کہ تو مت مار تو میں (اسے) نہ چھوڑوں گا" (یعنی آپ کے حکم کا انکار کردوں گا) یا یوں کہا کہ اگر" آسمان کی طرف سے آواز آئے کہ (اسے) مت مار تب بھی میں اسے ماروں گا،، (یعنی اگر اللہ تعالٰے بھی حکم دے تو میں اس حکم سے انکار کردوں گا) تو یوں کہنے سے اسے کفر لازم ہوگا ۲ھ	تتارخانیہ
۴۲	آپ، اللہ تعالی ان سے راضی ہو، نے فرمایا کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدین سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کوئی حدیث پڑھی تو کسی آدمی نے یوں کہا کہ یہ ہر روز خلش (یعنی جھگڑوں اور دل آزاری والی چیزیں) پڑھتا ہے تو آپ نے (اسکے حکم کے متعلق) فرمایا کہ اگر یوں کہنے والے نے (یوں کہنا) اس پڑھنے والے کی طرف منسوب کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ حدیث ایسی تھی جو دین اور شرعی احکام سے متعلق تھی تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر وہ حدیث ایسی تھی کہ وہ دین اور شرعی احکام سے متعلق نہ تھی تو وہ (یوں کہنے سے) کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اس کے قول کو اسپر محمول کیا جائے گا۔ اس کی مراد یہ ہے کہ اس کے علاوہ کا پڑھنا اولی ہے ۳ھ	تتارخانیہ
۴۳	کسی آدمی نے یوں کہا کہ" عرب کے چھوٹے سے جوان کی عزت کی قسم" (یعنی تصغیر کے ساتھ کہا) اور اس سے اسکی مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۵ھ	تتارخانیہ
۴۴	کسی آدمی نے یوں کہا کہ" اللہ تعالی کے نبی علیہ السلام کے لئے ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہ نبی ہوتا ہے اور ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہ نبی نہیں ہوتا" یا کہا کہ" میں نہیں جانتا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قبر میں مؤمن ہیں یا کافر (العیاذ باالله تعالی) تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۶ھ	تتارخانیہ
۴۵	غرر المعانی میں ہے کہ اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ خلاف (واقعہ) مت کہہ تو اس عورت نے یوں کہا کہ" انبیاء علیہم السلام نے (بھی) خلاف (واقعہ) کہا ہے،، تو (اسکے حکم کے متعلق) آپ نے کہا کہ (اس عورت کا یوں کہنا) کلمہ کفر ہے وہ توبہ کرے اور نکاح کی تجدید کرے ۹ھ	تتارخانیہ

۶ھ للنبی علیه السلام وقت یصیر فیه نبیا ووقت لا یصیر- عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اللہ تعالی کے نبی علیہ السلام کیلئے ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہ اسمیں نبی ہوتا ہے اور ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہ (اسمیں) نبی نہیں ہوتا (مترجم) ۷ھ شرح الفقه الاکبر میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم اور خوف خاتمہ سے مامون ہوتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ابتدا میں اور انتہا میں بھی معصوم ہوتے ہیں۔ ان کی شانِ عالیہ انکے ایمان کے متعلق بیان کی محتاج نہیں کیونکہ وہ ظاہر ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ص ۶۲، ص ۸۵ حکم ۱۰ب/۴۹۲ کے حاشیہ کے "ب ۵" میں شرح الفقه الاکبر کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ھ لا تقولی خلاف الواقع فقالت المرأة "الانبياء عليهم السلام قالت الخلاف،، قال هی كلمة كفر فيلزمها ان تتوب وتجدد النكاح - عربی حاشیہ فتاوی ھذا۔ یعنی (کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ) خلاف واقعہ مت کہہ تو اس عورت نے یوں کہا کہ انبیا علیہم السلام نے بھی خلاف (واقعہ) کہا ہے تو اسکے حکم کے متعلق، آپنے کہا کہ یوں کہنا کفر ہے اس عورت پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے اور نکاح کی تجدید کرے (مترجم) ۹ھ حکم نمبر ۱/۴۹۶ مع حواشی، ۱۴/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ کا ج ملاحظہ ہو

دفعات/شق نمبر	الباب التاسع، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ
۴۹۶-۴۶	اذا قال لغیرہ "روئے تو ایک کروئیہ ملک الموت" فہذا خطاء عظیم وھل یکفر ھذا القائل فیہ اختلاف المشائخ بعضھم قالوا یکفر واکثرھم علی انہ لا یکفر	کذا فی المحیط
	وفی الخانیۃ وقال بعضھم ان قال ذلک لعداوۃ ملک الموت یصیر کافرا وان قال لکراھۃ الموت لا یصیر کافرا ولو قال "روی فلاں دشمن میدارم چوں روی ملک الموت"، اکثر المشائخ علی انہ یکفر	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۷	وفی التخییر لو قال لا اسمع شھادۃ فلان وان کان جبرئیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام یکفر	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۸	رجل عاب ملکا من الملائکۃ کفر	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۹	رجل قال "اعطنی الف درھم حتی ابعث ملک الموت لیرفع روح فلان لیقتلہ" ھل یکفر ھذا القائل قال رضی اللہ عنہ قال ابوذر الاستخفاف بالملک کفر	کذا فی التاتارخانیۃ
۵۰	رجل قال لآخر "من فرشتہ توام" فی موضع کذا اعینک علی امرک فقد قیل انہ لا یکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملک بخلاف ما اذا قال انا نبی	کذا فی التاتارخانیۃ
۵۱	رجل تزوج امرأۃ ولم یحضر الشھود قال "خدایرا ورسول راگواہ کردم" او قال "خدای را وفرشتگان راگواہ کردم" [۶] کفر ولو قال "فرشتہ دست راست راگواہ کردم و فرشتہ دست چپ راگواہ کردم" [۸] لا یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ

[۱] حکم نمبر ۴۰، ۴۷ تا ۵۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۴۰، ۴۶ تا ۵۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۴۶/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۴۶/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۵۵/۴۹۵، ۴۶، ۶، ۱۰، ۵۱/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] اشھدت اللہ تعالی والرسول صلی اللہ علیہ وسلم اوجعلت اللہ تعالی والملائکۃ شھودا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اس نے یوں کہا کہ میں نے اللہ تعالی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کیا یا یوں کہا کہ میں نے اللہ تعالی کو اور فرشتوں علیہم السلام کو گواہ کیا (مترجم) [۷] اس کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں (۱) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی آدمی نے گواہوں کے بغیر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس آدمی نے یا اس عورت نے یوں کہا کہ ہم نے خدا تعالی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) فقہاء نے کہا ہے کہ یوں کہنا کفر ہوگا اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ "لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب

دفعات نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام ۔ انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۶-۴۶	(و) جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "میرا تجھے دیکھنا ایسا ہے جیسا کہ ملک الموت فرشتہ" (یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھنا) تو یوں کہنا بہت بڑی غلطی ہے اور کیا یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس کے متعلق مشائخ کا اختلاف ہے بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اکثر مشائخ رحمہم اللہ اسپر ہیں کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔	محیط
	(ب) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) خانیہ میں ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے ملک الموت فرشتہ سے عداوت کی بناء پر یوں کہا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کرنیوالا ہے اور اگر اس نے موت کو ناپسند کرنے کی بنا پر یوں کہا تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا (ج) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "میں فلاں شخص کے چہرے سے ایسی دشمنی رکھتا ہوں جیسی کہ ملک الموت فرشتہ کے چہرے سے"، تو (اسکے حکم کے متعلق) اکثر مشائخ رحمہم اللہ اسپر ہیں کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱ھ	تتارخانیہ
۴۷	التخییر میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں فلاں شخص کی گواہی نہ سنوں گا خواہ وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہوں" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۲ھ	تتارخانیہ
۴۸	کسی شخص نے فرشتوں میں سے کسی فرشتہ کو عیب لگایا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۳ھ	تتارخانیہ
۴۹	کسی شخص نے (دوسرے سے) یوں کہا کہ "مجھے ایک ہزار درہم دے کہ میں ملک الموت فرشتہ کو بھیجوں تاکہ وہ فلاں شخص کی روح قبض کرے" یعنی تاکہ وہ اسے قتل کردے تو کیا یوں کہنے والا شخص کفر کا ارتکاب کرتا ہے؟ تو آپ نے، اللہ تعالی ان سے راضی ہو، فرمایا کہ ابوذر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ فرشتہ کی توہین کرنا کفر ہے ۴ھ	تتارخانیہ
۵۰	(ا) کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ "میں تیرا فرشتہ ہوں میں فلاں مقام پر تیرے کام میں مدد کروں گا" تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا (ب) اسیطرح اگر کسی نے مطلقاً یوں کہا کہ "میں فرشتہ ہوں" (تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی نے یوں کہا کہ "میں نبی ہوں" (یعنی پھر وہ یوں کہنے میں کفر کا مرتکب ہوگا) ۵ھ	تتارخانیہ
۵۱	(ا) کسی آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا گواہ حاضر نہ ہوئے اور اس نے یوں کہا "میں نے خدا تعالی کو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنایا" یا اسنے یوں کہا کہ میں نے خدا تعالی کو اور فرشتوں کو گواہ بنایا تو (یوں کہنے میں) اسنے کفر کا ارتکاب کیا ۶ھ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسنے یوں کہا کہ میں نے دائیں بازو کے فرشتہ کو گواہ بنایا اور بائیں بازو کے فرشتہ کو گواہ بنایا تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۹ھ	فصول عمادیہ

حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت الخ (یعنی یوں کہنا اس لئے کفر ہوگا کہ یوں کہنے والے نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب (یعنی غیب دان) ہیں حالانکہ آپ اس وقت عالم الغیب نہ تھے جبکہ آپ زندوں میں تھے پس وفات کے بعد کیونکر عالم الغیب ہیں (حاشیہ ہذا کا "س" ملاحظہ ہو) اور لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں چوری شدہ چیزوں کے متعلق علم رکھتا ہوں (یعنی چور جو چیز خفیۃ چرائے مجھے اس کا علم ہوتا ہے) تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ امام محمد بن الفضل کا قول ہے کہ یوں کہنے والا بھی اور جو اس میں اس کی تصدیق کرے وہ بھی (یعنی ہر ایک) کفر کرنے والا ہے آپ سے کہا گیا کہ اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں جن کے بتلانے سے بتاتا ہوں وہ جن مجھے اس چوری کے متعلق بتا دیتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یوں کہنے والا اور جو شخص اس میں اس کی تصدیق کرے (یعنی ہر ایک) اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرنے والا ہے اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کاہن (یعنی غیبی باتوں کے علم کے مدعی) کے ہاں آیا اور (غیبی امور کے متعلق) جو کچھ اس نے کہا اس میں اسکی تصدیق کی تو

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع، فی احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بالانبیاء علیہم السلام	حوالہ

۵۱/۴۹۶ - تو اس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین سے کفر کیا الحدیث۔ اور لکھا ہے کہ (اس لئے کہ) اللہ تعالے کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ کوئی انسان اور نہ کوئی جن۔ اور اللہ تعالیٰ نے جنوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ - آیت ۱۴ سورہ سبا - یعنی پس جب گر پڑا، جانا جنوں نے یہ کہ ہوتے جانتے غیب کو نہ رہتے بیچ عذاب ذلیل کرنے والے کے۔ مطلب یہ کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے جسم مبارک کے لئے ٹیک لگانے کی لکڑی، دیمک زدہ ہو کر ٹوٹ گئی آپ کا جسم مبارک اس حالت پر قائم نہ رہ سکا اور جب آپ گر پڑے تب جنات پر یہ حقیقت ظاہر ہو گئی کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے) مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۶

(ب) جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرشتے عالم الغیب ہیں پس (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ عالم الغیب نہ ہونے میں جنات بھی انسانوں کی طرح ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ کسی شخص نے پرندے کی آواز سن کر یوں کہا کہ "روٹی مہنگی ہوا چاہتی ہے تو اس کے کفر ہونے میں مشائخ رح کا اختلاف ہے اور وجہ کفر ظاہر ہے اس لئے کہ یوں کہنا دعویٰ علم غیب قرار پاتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ میں اس کا بیٹا جنت میں دیکھ رہا ہوں تو (بنا بر دعویٰ علم غیب یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے یوں کہا کہ وہ اہل جنت سے ہے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا (حکم نمبر ۵۰/۴۹۶، ۱۱ الف/۵۰۱ کا حاشیہ اور ۵۹ تا ۶۱، ۷۱/۵۰۲ مع حواشی نیز حاشیہ ہذا کا "س" ملاحظہ ہوں)۔ نیز لکھا ہے کہ ہمارے علماء رح کا قول ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ مشائخ رح کی ارواح حاضر ہیں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (حکم نمبر ۱۰/۴۹۶ کے دوسرے حاشیہ کا "ب"، ۲۶/۴۹۶ اور ۲۳/۵۰۱ ملاحظہ ہوں)۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ میں نے خدا تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تجھ پر گواہ کیا اور یوں کہنے میں اس نے اسے خوف دلانے کا ارادہ کیا تو اس کے حکم کے متعلق مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے اور اسی طرح یہ صورت ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو خدائی بھید جانتا ہے؟ تو خاوند نے کہا کہ "ہاں" تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ خاوند کے (مذکورہ) "ہاں" کہنے سے اس کی مراد اس عورت کو خوف دلانا ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں جو ہوتا ہے وہ اسے جانتا ہے نہ یہ کہ اسے حقیقۃ علم غیب پر اطلاع ہے۔ (حکم نمبر ۲۸، ۲۹/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۴ تا ص ۳۲۶۔

(ج) البحر الرائق میں بحوالہ البزازیہ لکھا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ مشائخ رح کی روحیں حاضر ہیں۔ جانتی ہیں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴ - نیز البحر الرائق ج ۵ ص ۱۶ میں بحوالہ شرح مسلم للقرطبی رح (اللہ تعالیٰ کی قدرت سے) کسی امر عادی کے تجربہ کی بنا پر مستقبل کے کسی واقعہ کے متعلق ظن غیب کے جائز ہونے، مگر دعویٰ ظن غیب کے حرام ہونے اور دعویٰ علم غیب کے کفر قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۳۲ د/۴۶۳ کے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

(د) شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بندوں کو اس کے متعلق کوئی سبیل نہیں مگر یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ بطور معجزہ یا کرامت اپنی طرف سے بتائیں اور الہام کریں اور جہاں علامات کی بنا پر استدلال ممکن ہو وہاں اس کی رہنمائی کریں اور لکھا ہے کہ ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالے احیانا و ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ تعو - کذا فی المسائرۃ۔ یعنی جان لو کہ انبیاء علیہم نے امور غیبیہ (یعنی چھپی چیزوں) کو نہ جانا مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں وقتا فوقتا بتایا (یعنی جو کچھ انہیں چھپی چیزوں کی خبر دی) اور احناف رح نے اس کے کفر قرار دینے کی تصریح کی ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے

دفعات شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۵۱/۴۹۶ ہیں اس لئے کہ ایسا عقیدہ ، اللہ تعالی کے اس قول کے معارض ہے کہ " تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ تعالی" (آیت ۶۵ سورہ النمل) یہ المسایرہ میں ہے ۔ ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۲۰ ۔

(س) رد المحتار میں ہے کہ کاہن مستقبل کی خبریں بتانے اور چھپی باتیں جاننے کا مدعی ہوتا ہے اور عراف نجومی کو کہتے ہیں اور اسے بھی کہتے ہیں جو چوری شدہ اور گمشدہ وغیرہ کی پہچان کا شغل رکھتا ہے ۔ غرضیکہ امرِ غیب کی پہچان کا دعوی مختلف اسباب سے ہوتا ہے مثلاً عراف ، نجومی ، رملی اور وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ مجھے جن بتاتا ہے یہ سب شرعا مذموم ہیں اور ان کی تصدیق کنندہ پر کفر کا حکم ہے چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دعوی علمِ غیب ، اور کاہن کے ہاں آنا اور اس (کے بتائے ہوئے امرِ غیب) کی تصدیق کرنا کفر ہے اور فتاوی تتارخانیہ میں ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ میں (چھپی) چوری کا علم رکھتا ہوں یا جن کے بتانے سے چھپی بات کی خبر دیتا ہوں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے مگر وہ (چھپے) امور جو اللہ تعالی کے بتانے سے خواص کے لئے واقع ہوتے ہیں مثلاً انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی کو بذریعہ الہام ، تو اس کے متعلق مذکورہ حکم نہیں ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ حاصل الکلام یہ ہے کہ دعوئِ علم غیب نصِ قرآنی کے معارض ہے اور اس سے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے سوائے اس کے صریحاً یا دلالۃً منجانب اللہ تعالی کسی سبب کی طرف منسوب کرے مثلاً وحی یا الہام ۔ اسی طرح (اس چھپے امر کی خبر) جو اللہ تعالی کی قدرت سے کسی عادی نشان کی طرف منسوب ہو حساب لگانے سے ہو یا استدلال سے ہو مثلاً ستاروں کی گردش سے (کسی امر عادی کی خبر ہو) تو اس کا جواز یوں ہی ہے ۔ جیسے کوئی طبیب نبض کے سبب سے مرض اور صحت پر استدلال کرتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی امر کو اللہ تعالی کی قدرت سے اعتقاد نہ کرے یا وہ شخص دعوی علمِ غیب کرے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی پوری تحقیق ہمارے رسالہ " سل الحسام الہندی " میں ہے ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۰ ، صفحہ ۲۱۲ ۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

۸ جعلت ملک الید الیمنی شاهدا وجعلت ملک الید الیسری شاهدا ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی میں دائیں بازو کے فرشتہ کو گواہ بنایا اور میں نے بائیں بازو کے فرشتہ کو گواہ بنایا (مترجم)

۹ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ میں نے دائیں اور بائیں بازو کے فرشتوں کو گواہ کیا تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) اس لئے کہ وہ (پاس ہوتے ہیں اور اس نکاح کو) جان رہے ہوتے ہیں ۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۲۵ ۔ پس اس صورت میں یوں کہنے والا کفر کا مرتکب نہ ہوگا تاہم پھر بھی وہ نکاح صحیح نہ ہوگا چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ مسلمانوں کا نکاح تب ہی منعقد ہوگا کہ دو ایسے گواہ ہوں جو کہ آزاد ، عاقل بالغ اور مسلمان ہوں اور وہ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲ ۔ حکم نمبر ۵۱/۴۹۶ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالقرآن	حوالہ
۴۹۷	**موجبات الکفر ما یتعلق بالقرآن** تعداد شق ۱۱	
۱	(ومنها) ما یتعلق بالقرآن من قال بخلق القرآن فهو کافر[۱]	کذا فی الفصول العمادیة
۲	اذا انکر الرجل آیة من القرآن او تسخر بآیة من القرآن وفی الخزانة او عاب کفر اذا انکر الرجل کون المعوذتین من القرآن لا یکفر وقال بعض المتاخرین یکفر لانعقاد الاجماع بعد الصدر الاول علی انهما من القرآن والصحیح هو الاول لان الاجماع المتأخر لا یرفع الاختلاف المتقدم	کذا فی التاتارخانیة کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر ۱/۴۹۲ کا پہلا حاشیہ، حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ (اور کلام الٰہی، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس کے قدیم میں ہونے میں کسی کو کلام نہیں یہ قدیم اور غیر مخلوق ہے اور اسے مخلوق کہنا کفر ہے۔ البتہ ہماری قرأت، سماعت اور کتابت چونکہ بندے کے افعال ہیں پس حادث اور مخلوق ہیں یعنی کلام نفسی قدیم اور غیر مخلوق اور کلام لفظی حادث اور مخلوق ہے۔ چنانچہ البحرالرائق ج ۵ ص ۱۲۲ میں ہے کہ جس شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ قرآن مجید حقیقۃ مخلوق ہے تو وہ کفر کا مرتکب ہے۔ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ جب سے قرآن مجید پیدا شدہ ہے،، تو یوں کہنے کے حکم کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ وہ کفر کا مرتکب ہے اس لئے کہ اس کا یوں کہنا قرآن مجید کو مخلوق کہنا ہے اور قرآن مجید کو مخلوق کہنا کفر ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اس لئے کہ (اس کا یوں کہنا کہ جب سے قرآن مجید پیدا شدہ ہے) اس میں از روئے عرف عادۃ، نزول قرآن مجید مراد ہوتا ہے (پس یوں کہنے پر اس کی تکفیر نہ کی جائے گی) اور یہ بھی احتمال ہے کہ قرآن مجید سے اس کی مراد، ہماری زبانوں سے پڑھا ہوا قرآن مجید مراد ہو بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس کی مراد یہی ہوا ور ہماری زبانوں سے پڑھا ہوا قرآن مجید بلا نزاع مخلوق ہے۔ پس (مذکورہ قول پر) اس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۸ وھکذا فی الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ وشرح الفقہ الاکبر مؤلفہ العلامۃ الشیخ ابو المنتھی احمد بن محمد المغنیساوی الحنفی م ۱۰۹۰ھ ص ۸ تا ۱۰ وھکذا فی شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی مطبوعہ مطبع احمدی ۱۲۷۷ھ واقع شاہدرہ متصل دہلی ص ۲۰، ۲۱۔ حکم نمبر ۲/۴۹۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۵ ج/۴۹۶ میں وجہ تکفیر ۵۱۷/۴۹۸ اور ۶۳/۵۰۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۲ ب/۴۹۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ مزاح کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور حکم نمبر ۶، ۷/۴۹۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور عیب نکالنے کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۷ ب/۴۹۶ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۴۸/۴۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵؎ حکم ہذا کا تعلق ترتیب الدلائل سے ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری عربی ج ۳، بحث ۲۲ ادب القاضی، باب ۳ فی ترتیب الدلائل للعمل بہا سے اور فقہ و فتاوی کی دیگر کتب سے ماخوذ ترتیب الدلائل کا خلاصہ اور کچھ قدرے تفصیل ملاحظہ ہو۔ اور حکم ہذا کا تعلق حاشیہ ہذا کے نمبر ۵" کے "ب" اور ج " سے ہے۔ اور چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لہٰذا صورت مندرجہ ۲ ب/۴۹۷ میں عدم تکفیر کو ترجیح ہے حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پانچویں حاشیہ کا "ا۔ ب"

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۷-	**قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر** اور اس میں ۱۱ شقیں ہیں	
۱	منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق قرآن مجید سے ہے [1]	
	جو شخص قرآن مجید (یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام نفسی) کے مخلوق ہونے کا قائل ہو تو وہ کفر کرنے والا ہے [2]	فصول عمادیہ
۲	(ا) جب کسی شخص نے قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کیا [3] یا اس نے کسی آیت سے تمسخر (یعنی مزاح) کیا اور الخزانہ میں ہے کہ یا اس نے (کسی آیت میں) عیب نکالا تو اس نے کفر کیا [4]	تتارخانیہ
	(ب) جب کسی شخص نے المعوذتین (یعنی سورہ الفلق اور سورہ الناس) کے متعلق، قرآن مجید کا جز ہونے سے انکار کیا تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اور بعض متاخرین فقہاء کا قول ہے کہ (الصدر الاول یعنی مسلمانوں کے ابتدائی دور کے بعد ایسا کرنے پر) وہ کفر کا مرتکب ہے۔ اس لئے کہ الصدر الاول کے بعد اس پر اجماع منعقد ہے کہ مذکورہ دونوں صورتیں قرآن مجید کا جز ہیں اور صحیح حکم پہلا ہے کہ اس لئے کہ بعد والوں کا اجماع، پہلوں کے اختلاف کو رفع نہیں کر سکتا [5]	ظہیریہ

ملاحظہ ہوں۔

ترتیب الدلائل کا خلاصہ

۱ - کسی مسئلہ کا شرعی فیصلہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ہوگا۔

۲ - پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق،

۳ - پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کے مطابق،

۴ - پھر صحابہؓ کے ان اقوال کے مطابق جو اقوال مجتہد کے ہاں ترجیح یافتہ ہوں

۵ - پھر تابعینؒ کے اجماع کے مطابق،

۶ - پھر بعض تابعین کے اقوال کے مطابق جبکہ انکے علاوہ سے کچھ منقول نہ ہو

۷ - پھر تابعین کے ان اقوال کے مطابق جو ترجیح یافتہ ہوں۔ جبکہ تابعین کے اقوال مختلف ہوں۔

۸ - پھر مجتہد کی اجتہادی رائے یعنی قیاس کے مطابق جبکہ اس میں اجتہاد کی شرطیں پائی جائیں۔

۹ - پھر احناف کے ہاں اس مقررہ ترتیب کے مطابق مثلاً جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء فقہاء کسی مسئلہ کے حکم میں متفق ہوں۔

۱۰ - جب کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے رفقاء میں اختلاف ہو۔

۱۱ - جب امام ابو حنیفہؒ سے کسی مسئلہ کے حکم میں روایات مختلف ہوں۔

۱۲ - جب کسی مسئلہ کے حکم میں ظاہر روایت نہ ملے اور غیر ظاہر روایت ملے۔

۱۳ - جب امام ابو حنیفہؒ سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور آپ کے رفقاء سے ملے۔

۱۴ - جب امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور اس کے متعلق کسی حکم پر متاخرین متفق ہیں۔

۱۵ - جب امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے۔ اور ایسے حکم میں متاخرین کا اختلاف ہو۔

۱۶ - جب امام ابو حنیفہؒ ان کے رفقاء اور متاخرین سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور وہ قاضی اہل اجتہاد سے ہو۔

۱۷ جب امام ابو حنیفہؒ انکے رفقاء اور متاخرین سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور وہ قاضی اہل اجتہاد سے نہ ہو۔ البتہ وہ ہمارے اصحاب کی اقاویل کو سمجھتا ہو۔

۱۸ جب امام ابو حنیفہؒ انکے رفقاء اور متاخرین سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے۔ اور وہ قاضی غیر مجتہد ہو۔ اور وہ ہمارے اصحاب کی اقاویل کو نہ سمجھتا ہو۔

۱۹ - تلفیق سے کام لینا۔

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر، مایتعلق بالقرآن	حوالہ

۲/۴۹۷

ترتیب الدلائل کی تفصیل

۱ ## اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید۔

فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط لکھا ہے۔ کہ کسی شرعی فیصلہ کے لئے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کتاب اللہ (یعنی قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ اور ایسا کرنے میں وہ ناسخ ومنسوخ اور محکم ومتشابہ (وغیرہ) کو پہچانے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۱

۲ ## رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت۔

فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط لکھا ہے۔ کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن مجید میں نہ پائے۔ تو وہ حدیث یعنی سُنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ (کیونکہ یہ بھی قرآن مجید کا حکم ہے) اور ایسا کرنے میں وہ ناسخ ومنسوخ، متواتر، مشہور خبر واحد اور حدیث کے راویوں کے مراتب کو پہچانے۔ اس لئے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقہ یعنی دین کی سمجھ میں اور عدالت یعنی معتبر ہونے میں زیادہ مشہور ہیں۔ مثلاً خلفائے راشدین اور عبادالله ثلاثہ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور دیگر بعض صحابہ رضؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ عرصہ تک رہنے اور حدیث کو ضبط کرنے میں زیادہ مشہور ہیں۔ پس منسوخ روایت کی نسبت کو ناسخ کو، عام صحابی کی روایت کی نسبت فقہ وعدالت میں زیادہ مشہور صحابی کی روایت کو، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوڑا عرصہ رہنے والے صحابہؓ کی نسبت، آپ کے ساتھ زیادہ عرصہ رہنے والے صحابیؓ کی روایت کو اولیت حاصل ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۱، ص ۳۱۲ اور صحیح ثابت شدہ بلامعارض حدیث پر عمل لازم ہونے کے متعلق ائمہ مجتہدین کا قول حاشیہ ہذا کے "۹ ب" میں ملاحظہ ہو۔

۳ ## صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع۔

ا۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط لکھا ہے۔ کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن وسُنّت میں نہ پائے تو وہ اس حکم کے مطابق فیصلہ کرے گا جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہو۔ اس لئے کہ (قرآن وسنّت کی رُو سے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع پر عمل واجب ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲۔

ب۔ اصول فقہ کی مشہور کتاب الحسامی مؤلفہ علامہ حسام الدین محمد بن محمد م ۶۴۴ھ میں ہے کہ قوی ترین اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا وہ اجماع ہے جو بطور نص یعنی اپنے مفہوم وغرض میں بالکل واضح ہو۔ مثلاً صحابہ رضؓ کا یوں کہنا کہ ہم نے اس پر اتفاق کیا۔ اور اس کے بعد صحابہ کا وہ اجماع ہے جو بعض صحابہ رضؓ سے منصوص ہو۔ اور اس میں باقی کا سکوت ہو۔ اس لئے کہ کسی حکم کے قرار پانے کی دلالت کرنے میں سکوت کا درجہ نص سے کم ہے۔ مفہوم ماخوذ از حسامی ص ۹۵، ص ۹۶۔

ج۔ فتاوی عالمگیریہ میں بحوالہ المحیط لکھا ہے۔ کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو اور اس حکم میں کسی ایسے تابعی کا اختلاف ہو جس نے صحابہ رضؓ کے عہد کو پایا اس کے مقابلہ میں فتوی دیا اور صحابہؓ نے ان کے اجتہاد کو جائز قرار دیا۔ مثلاً قاضی شریحؒ اور شعبیؒ وغیرہ تو ایسے تابعیؒ کی مخالفت کی بنا پر صحابہؓ کا وہ اجماع منعقد نہ قرار پائے گا۔ اور اگر وہ تابعیؒ ایسا ہو کہ اس نے صحابہؓ کا (مذکورہ) عہد نہ پایا ہو تو صحابہؓ کے اجماع پر اس کا اختلاف غیر معتبر ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی قاضی نے کسی مسئلہ میں صحابہؓ کے اجماع کے خلاف مذکورہ تابعیؒ کے قول پر فیصلہ دیا تو وہ فیصلہ باطل قرار پائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲

رفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام	قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۲/۲۹۶ ۴

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہ اقوال جو مجتہد کے ہاں ترجیح یافتہ ہوں جبکہ اس حکم میں صحابہ کے اقوال مختلف ہوں۔

و ـ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط لکھا ہے۔ کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن و سنت میں نہ پائے۔ اس کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی نہ ہو۔ بلکہ اس میں صحابہؓ کا باہم اختلاف ہو۔ تو اگر وہ قاضی اہل اجتہاد سے ہو (اجتہاد کا اہل قرار پانے کے متعلق حاشیہ ہذا کا نشان ب" ملاحظہ ہو) تو وہ اجتہاد کرکے اس مسئلہ کے حکم کے متعلق صحابہؓ کے بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دے گا۔ (وجوہ ترجیح میں صحابہؓ کے مراتب کے متعلق حاشیہ ہذا کا ۲ ملاحظہ ہو۔) لیکن اس صورت میں وہ اپنے اجتہاد کی بنا پر کوئی ایسا حکم اختراع نہیں کرسکتا۔ جو صحابہؓ کے مختلف اقوال میں سے کسی کے بھی مطابق نہ ہو۔ اس لئے کہ اس پر اتفاق ہے کہ اگر (کسی مسئلہ کے حکم میں) صحابہؓ کے اقوال مختلف ہوں تو ان سب سے الگ قول کا اختراع باطل ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲۔

ب ـ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیٔ مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی قال وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم" رواہ رزین۔ مشکوٰۃ شریف مترجم ج ۴ ص ۳۶۵۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد اپنے صحابہؓ کے اختلاف کے متعلق دریافت کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی کی۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ کے صحابہؓ میرے ہاں ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض ستارے بعض سے قوی ہیں۔ اور ہر ایک میں روشنی ہے۔ پس جس شخص نے ان کے مختلف اقوال میں سے کسی کو اپنا لیا تو وہ میرے ہاں ہدایت پر ہے۔ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں تم نے جس کی بھی پیروی کی تو تم نے (ہدایت کی) راہ پالی۔

ج ـ ردالمحتار میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن مجید پر عمل کرو۔ اگر کسی مسئلہ کا حکم اس میں نہ پاؤ تو میری سنت پر عمل کرو۔ اس میں بھی نہ پاؤ تو میرے اصحاب کے اقوال پر عمل کرو۔ کیونکہ میرے صحابہؓ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ آسمان میں روشن ستارے ہیں جس سے رہنمائی حاصل کروگے ہدایت کی راہ پالوگے۔ میرے صحابہؓ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ میری امت کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت ہے۔ الخ اور لکھا ہے کہ اختلاف کا آثار رحمت ہونے سے مراد مطلق اختلاف نہیں بلکہ اجتہاد کرنے والوں کا فروع میں اختلاف مراد ہے۔ اور آثار رحمت اس لئے کہ ائمہ ہدایت کے اختلاف میں لوگوں کے لئے وسعت ہے۔ اور سیوطی رح نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ماسرنی لو ان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم لم یختلفوا لانهم لو لم یختلفوا لم یکن رخصة الخ یعنی آپؒ نے فرمایا کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال میں اختلاف نہ ہوتا تو مجھے کوئی مسرت نہ ہوتی اس لئے کہ اگر ان کے مختلف اقوال نہ ہوتے تو (بعد والوں کو) رخصت اور گنجائش نہ رہتی۔ اور لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشیدؒ نے حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ م ۱۷۹ھ کے سامنے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ اے ابو عبداللہ کیوں نہ ہم ان کتب کو یعنی امام مالکؒ کی تالیفات کو لکھ کر عالم اسلام میں پھیلادیں اور پوری امت کو اس پر (عمل کے لئے) آمادہ کریں۔ تو امام مالکؒ نے فرمایا۔ کہ یا امیرالمؤمنین ان اختلاف العلماء رحمة من الله تعالیٰ علی هذه الامة کل یتبع ما صح عنده وکلهم علی هدی وکل یرید الله تعالیٰ الخ یعنی اے امیرالمومنین دین جاننے والوں کے مختلف اقوال اس امت کے لئے منجانب اللہ

۲/۴۹۷ رحمت ہیں۔ ہر شخص اس حکم کی پیروی کرتا ہے جو اس کی تحقیق میں صحیح ہے۔ اور جب ہر ایک اللہ تعالٰی کی خوشنودی کے لئے ایسا کرتا ہے تو ہر ایک ہدایت پر ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ۶۳ ۔ اور ایسا ہی مکالمہ امام مالکؒ اور خلیفہ منصور کا بھی منقول ہے۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۹۷ کے آخری حاشیہ کا ۵ ملاحظہ ہو۔

۵ **تابعین کا اجماع۔**

ا ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ محیط السرخسی لکھا ہے کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن و سنّت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ پائے۔ اور اس کے حکم کے متعلق تابعین کا اجماع ہو۔ تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ صـ۳۱۲

ب ۔ اور بحوالہ التتار خانیہ لکھا ہے۔ کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں متقدمین کے دو قول ہوں پھر بعد والے ان میں سے کسی ایک قول پر اجماع کرلیں۔ تو کیا وہ اجماع، پہلوں کے اس اختلاف کو رفع کردے گا؟ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب بعد والوں کا اجماع، پہلوں کے اختلاف کو رفع نہ کرے گا۔ اور امام محمدؒ کے ہاں رفع کردے گا۔ اور شیخ الاسلام شمس الائمہ السرخسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ بعد والوں کا اجماع، پہلوں کے اختلاف کو رفع کردیتا ہے۔ ہمارے اصحاب کا اس میں اختلاف نہیں۔ البتہ بعض علماء کا اختلاف ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۳ صـ۳۱۲، صـ۳۱۳۔ حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ ملاحظہ ہو۔

ج ۔ اصول فقہ کی مشہور کتاب حسامی مؤلفہ علامہ حسام الدین محمد بن محمد م ۶۴۴ھ میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کے بعد اُس اجماع کا رتبہ ہے جو اجماع صحابہؓ کے بعد والوں کا ہوا اور ایسے حکم میں ہو جس میں پہلوں سے اختلاف منقول نہ ہوا اور پھر اُس اجماع کا رتبہ ہے جو صحابہؓ کے بعد والوں کا اجماع ایسے حکم میں ہو جس میں پہلوں سے اختلاف منقول ہوا اور بعد والوں نے پہلوں کے کسی قول پر اجماع کیا ہو۔ تاہم ایسے اجماع کے اجماع قرار پانے میں اختلاف ہے "لان موت المخالف لا یبطل قولہ"، یعنی اس لئے کہ اختلاف کنندہ کی وفات اس کے قول کو باطل نہیں کرتی اور ہمارے ہاں ہر زمانہ کے علماء دین کا اجماع حجت ہے۔ خواہ اس مسئلہ کے حکم کے متعلق پہلوں کا اختلاف منقول ہو یا نہ البتہ پہلی قسم میں وہ حجت بمنزلہ مشہور حدیث کے ہے اور دوسری قسم میں بمنزلہ خبر واحد کے ہے۔ نیز لکھا ہے کہ علماء دین کے اجماع سے مراد اہل عدالت و اجتہاد ہیں اور (جمہور کے ہاں سماعی دلائل ہیں) علماء کی قلت و کثرت کا اعتبار نہیں۔ اور نہ اہل ھوٰی یعنی محض خواہشاتِ نفس پر چلنے والوں کے اختلاف کا اعتبار ہے۔ نیز ایسے عوام جو اس امر میں صاحب رائے نہ ہوں، ان کی مخالفت بھی غیر معتبر ہے۔ مگر اس سے وہ امر مستثنیٰ ہے جس پر رائے زنی میں صاحبِ رائے ہونا ضروری نہ ہو۔ مثلاً رکعاتِ نماز، اور لکھا ہے کہ اجماع قیاس پر مقدم ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از حسامی صـ۹۶، صـ۹۵۔ حکم نمبر ۳/۴۹۲ مع حواشی اور ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ کا ۸ و ملاحظہ ہو۔

د ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ التتار خانیہ لکھا ہے۔ کہ اگر کسی زمانہ والے کسی قول پر متفق ہوگئے اور اس کے مطابق فیصلہ کیا پھر اس قاضی (یعنی بعد کے زمانہ کے قاضی) نے اُن سب کے متفقہ فیصلہ سے اختلاف کیا۔ اور اس لئے ان کے اس قول کے خلاف فیصلہ دیا کہ اس قاضی کی اجتہادی رائے میں صحیح حکم اُن کے خلاف ہے تو اس صورت کے متعلق حکم یہ ہے۔ کہ اگر اس قول پر اتفاق ہونے سے پہلے اس میں علماء دین کا اختلاف تھا تو بعض مشائخ کے ہاں اس قاضی کو اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں۔ اور بعض مشائخ کے ہاں اسے اختلاف کی گنجائش ہے اور اگر اس قول پر اتفاق ہونے سے پہلے اس میں کسی عالم دین کا اختلاف نہ تھا تو اس پر اتفاق ہے کہ اس قاضی کو اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ صـ۳۱۳ اور کسی حکم میں صحابہؓ کے باہم اختلاف کے بعد کسی قاضی کو اپنے اجتہاد سے، صحابہؓ کے سب اقوال کے خلاف نئے قول کے اختراع کی گنجائش نہ ہونے کے متعلق حاشیہ ہذا کا ۳ و " ملاحظہ ہو۔

۶ **بعض تابعین کے اقوال جب کہ ان کے علاوہ سے اسمیں کچھ منقول نہ ہو**

فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی لکھا ہے کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن و سنّت، اقوال صحابہؓ اور تابعین کے اجماع میں

دفعات/شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۲/۴۹۷ بھی نہ پائے البتہ اس کا حکم بعض تابعین سے ملے اور ان کے علاوہ سے انہیں کچھ منقول نہ ہو۔ تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتیں مروی ہیں۔ ایک یہ کہ اس صورت میں، میں ان کی پیروی نہ کروں گا (یعنی بوجہ تابعی اور مجتہد ہونے کے مجھ پر ان کی پیروی لازم نہیں) اور یہی ظاہر مذہب ہے۔ اور دوسری روایت النوادر کی ہے۔ کہ اگر وہ تابعی ایسا ہو کہ اس نے عہد صحابہؓ میں فتوی دیا ہو اور صحابہؓ نے اس کے اجتہاد کو جائز قرار دیا ہو۔ مثلاً قاضی شریحؒ، مسروق بن الاجدعؒ اور الحسنؒ وغیرہ تو میں ان کی پیروی کروں گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲۔ ظاہر روایت اور النوادر کے متعلق حاشیہ ہذا کے ۸ کا "د ۱، ۲" ملاحظہ ہوں۔

۷ تابعینؒ کے وہ اقوال جو ترجیح یافتہ ہوں۔ جبکہ اس حکم میں تابعینؒ کے اقوال مختلف ہوں۔

فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی لکھا ہے۔ کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن و سنّت، اقوال صحابہؓ اور تابعینؒ کے اجماع میں نہ پائے اور اس کے حکم میں تابعین کا باہم اختلاف ہو۔ تو وہ تابعینؒ کے اقوال میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اس کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲۔

۸ مجتہد کا اجتہاد یعنی قیاس۔

ا ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ اگر قاضی کسی مسئلہ کا حکم قرآن و سنت اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال میں بھی نہ پائے تو اگر وہ اہلِ اجتہاد سے ہو۔ تو اس مسئلہ سے ملتے جلتے مسائل کے احکام پر قیاس کر کے اور خوب غور و فکر سے صحیح حکم تلاش کر کے اپنی تحقیقی رائے کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲ (حاشیہ ہذا کا ۹ ملاحظہ ہو)

ب ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الفصول العمادیہ لکھا ہے کہ اجتہاد حصولِ مقصد کے لئے پوری پوری کوشش کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کسی قاضی کے مجتہد قرار پانے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ (کم از کم) قرآن و سنّت کی اتنی مقدار کا عالم ہو جس کا تعلق احکام سے ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب اس کا صحیح اجتہاد اس کے غلط اجتہاد سے زیادہ ہو تو اسے اجتہاد کرنا جائز ہے۔ اور پہلی تعریف زیادہ صحیح ہے۔ اور بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ مجتہد کی سب سے زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ قرآن مجید اور اس کے معانی کے علم، سنّت اس کے طرق، متن اور معانی کے علم پر حاوی ہو۔ قیاس صحیح کرنے والا ہو اور لوگوں کے عرف کو جانتا ہو اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ اجتہاد میں عمر میں بڑا ہونے یا تعداد میں زیادہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے۔ اور امام محمدؒ کے ہاں کثرت رائے کا اعتبار ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۳، ص ۳۱۴۔ حکم نمبر ۲/۴۹۷ ب کے حاشیہ کا "۵ ج" ملاحظہ ہو

ج ۔ رد المحتار میں طبقات الفقہاء کا بیان کرتے ہوئے۔ بحوالہ رسائل ابن کمال باشا لکھا ہے کہ احناف کے ہاں مجتہدین اور فقہاء کے سات طبقات ہیں۔

۱ ۔ مجتہد فی الشرع۔ یعنی وہ مجتہد فقہاءؒ جو بنیادی اصول اور قواعد پر چل کر اجتہاد کریں۔ مثلاً امام ابو حنیفہؒ م ۱۵۰ھ، امام مالکؒ م ۱۷۹ھ، امام شافعیؒ م ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبلؒ م ۲۴۱ھ وغیرہ (انہیں صاحب المذہب کہا جاتا ہے)

۲ ۔ مجتہد فی المذہب۔ یعنی وہ مجتہد فقہاءؒ جو اصول قواعد میں مجتہد فی الشرع (مثلاً) امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کریں۔ حنفی اصولوں کے مقتضی کے بموجب شرعی دلائل سے احکام کے استخراج پر قادر ہوں خواہ بعض فروعی احکام میں ان کی تحقیق امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق کے خلاف ہو۔ مثلاً امام ابو حنیفہؒ کے رفقاء فقہاءؒ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ وغیرہ۔

۳ ۔ مجتہد فی المسائل التی لا نص فیہا عن صاحب المذہب۔ یعنی وہ مجتہد فقہاءؒ جو صاحب المذہب امام ابو حنیفہؒ سے اصول

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین　　موجبات الکفر، مایتعلق بالقرآن	حوالہ
۲/۴۹۲	وفروع میں اختلاف پر غیر قادر ہوں ۔ البتہ جن مسائل کے متعلق صاحب المذہب کی تحقیق میں کوئی حکم منصوص نہ ہو۔ ان کے احکام حنفی اصولوں اور قاعدوں کے مطابق استنباط کریں ۔ مثلاً خصاف، ابوجعفر الطحاوی، ابوالحسن الکرخی، شمس الائمہ الحلوانی، شمس الائمہ السرخسی، فخر الاسلام البزدوی اور فخر الدین قاضیخان وغیرہ	

۴ ۔ **اصحاب التخریج**:۔ یعنی وہ مقلدین فقہاء جو اجتہاد پر قادر نہ ہوں ۔لیکن اصولوں کو اور دلائل کے ماخذ کو جانتے ہوں ۔ اور اصولوں پر نظر اور فروعی مسائل پر قیاس کر کے، صاحب المذہب اور ان کے رفقاء فقہاء کے کسی مجمل قول کی تفصیل یا مبہم کے حکم پر قادر ہوں جیسا کہ ہدایہ میں آتا ہے کہ کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی۔

۵ ۔ **اصحاب الترجیح** :۔ یعنی وہ مقلدین جو صاحب المذہب سے مروی روایات میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دے سکیں کہ "یہ حکم اولیٰ ہے" "یہ زیادہ صحیح ہے" اور "اس میں لوگوں کے لئے زیادہ آسانی ہے" مثلاً ابوالحسن القدوری اور صاحب الہدایہ۔

۶ ۔ **اصحاب المقلدین القادرین علی التمیز**:۔ یعنی وہ مقلدین جو احکام میں سے اقوی ۔ قوی، ضعیف، ظاہر المذہب اور نادر روایت میں تمیز کر سکیں ۔ مردود اقوال اور ضعیف روایات نقل نہ کریں۔ مثلاً متأخرین میں سے معتبر متون والے اصحاب جیسا کہ صاحب الکنز، صاحب المختار، صاحب الوقایہ اور اصحاب المجمع وغیرہ۔

۷ ۔ **المقلدین غیر القادرین علی المذکور**:۔ یعنی وہ مقلدین جو مسائل کے احکام میں مذکورہ قدرت نہ رکھیں "ای لا یفرقون بین الغث و السمین" یعنی لاغر اور فربہ میں فرق نہ کر سکیں۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۱ تا ص ۷۲۔

د ۔ **طبقات المسائل والکتب**:۔ رد المحتار میں ہے کہ احناف کے ہاں تحقیق شدہ احکام و مسائل اور ان کی کتب کے تین طبقات ہیں۔

۱ ۔ **مسائل الاصول**:۔ اور انہیں ظاہر روایت بھی کہا جاتا ہے ۔ اور ان سے مراد وہ مسائل ہیں جو اصحاب المذہب سے مروی ہوں۔ اور وہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں اور ان سے ملحق امام زفر، امام حسن بن زیاد وغیرہ ہیں۔ جنہوں نے امام ابو حنیفہ سے مسائل کے احکام اخذ کئے۔ لیکن زیادہ تر ظاہر روایت اسے کہا جاتا ہے کہ وہ ان تین یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہو۔ ظاہر روایت کے مسائل پر مشتمل کتب چھ ہیں۔ جنہیں امام محمد نے مرتب کیا۔ اور وہ یہ ہیں۔ المبسوط، الزیادات، الجامع الصغیر، السیر الصغیر، الجامع الکبیر۔ ان کتابوں کو ظاہر روایت اس لئے کہا جاتا ہے کہ امام محمد سے ان کی روایت ثقہ راویوں سے ثابت ہے۔ اور وہ ثبوت بطور تواتر یا مشہور ہے۔ اور لکھا ہے کہ کتاب الکافی میں امام محمد کی ظاہر روایت کی چھ کتابوں کا کلام جمع ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مسائل الاصول پر مشتمل کتاب الکافی للحاکم الشہید ہے جو نقل المذہب میں معتمد ہے۔ اس کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً شرح شمس الائمہ السرخسی اسے مبسوط السرخسی بھی کہتے ہیں۔ مسائل الاصول پر ایک کتاب المنتقیٰ ہے لیکن اس میں بعض النوادر بھی آگئے ہیں (النوادر کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۹۲ ب کے حاشیہ کے شق ک د ۲ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ مبسوط کو الاصل بھی کہتے ہیں یہ امام محمد کی پہلی تالیف ہے اس کے کئی نسخے ہیں جنہیں امام محمد سے روایت کیا گیا ہے ان میں سے زیادہ مشہور مبسوط ابی سلیمان الجرجانی رح ہے۔ جنہوں نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔ کئی متأخرین نے اس کی شرحیں لکھیں۔ مثلاً شیخ الاسلام بکر المعروف بخواہر زادہ کی شرح جسے المبسوط الکبیر بھی کہتے ہیں۔ اور شمس الائمہ الحلوانی کی شرح ۔ یہ شرحیں امام محمد کی المبسوط سے مختلط ہیں ۔ مبسوط کے بعد امام محمد نے الزیادات لکھی۔ اور الجامع الصغیر کی شرح فخر الاسلام قاضیخان نے لکھی ہے۔ یہ شرح کتاب سے مختلط ہے ۔ چنانچہ جب یوں کہا جاتا ہے۔ کہ قاضیخان نے الجامع الصغیر

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۲/۴۹۷	میں یوں کہا تو مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ قاضیخانؒ نے الجامع الصغیر کی شرح میں یوں کہا اور لکھا ہے کہ السیر الکبیر فقہ میں امام محمدؒ کی آخری تالیف ہے جسے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا نیز لکھا ہے کہ امام محمدؒ کی وہ تصانیف جن میں الکبیر آتا ہے انہیں چھوڑ کر باقی کتب امام ابو یوسفؒ پر قراۃ علیہ ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ السیر الکبیر کی ایک شرح شمس الائمہ السرخسیؒ نے لکھی ہے (کتاب امام اعظم مؤلفہ شبلی نعمانیؒ ص۳۸۶ تا ص۳۹۳ میں بحوالہ کشف الظنون لکھا ہے کہ الجامع الصغیر کی شرحوں کی تعداد تیس چالیس کے قریب ہے۔ اور الجامع الکبیر میں دلائل بھی ہیں۔ نامور فقہاء نے اس کی شرحیں لکھیں جن کی تعداد بیالیس کے قریب ہے۔ نیز لکھا ہے السیر الکبیر اتنی ضخیم تھی کہ خچر پر لدوا کر خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے لئے لائی گئی اور خلیفہ نے شہزادوں کو استقبال کے لئے بھیجا تاکہ اس کی سند لیں) ۲۔ **مسائل النوادر**:۔ یعنی وہ مسائل جو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے مذکورہ رفقاء فقہاءؒ سے مروی ہیں۔ لیکن وہ مسائل کتب ظاہر روایت میں نہیں ہیں۔ بلکہ یا تو وہ مسائل امام محمدؒ کی دوسری کتب میں ہیں۔ مثلاً الکیسانیات، الھارونیات، الجرجانیات، الرقیات اور انہیں غیر ظاہر روایت اس لئے کہا جاتا ہے کہ امام محمدؒ سے ان کی روایت کا ثبوت اس درجہ کا نہیں جس درجہ کا ثبوت کتب ظاہر روایت کا ہے۔ اور یا وہ مسائل امام محمدؒ کی تصنیفات کے علاوہ کتب میں ہیں جیسا کہ حسن بن زیاد کی تحریرات یا کتب الامالی جو امام ابو یوسفؒ سے مروی ہیں۔ یعنی وہ املا جو آپ کے شاگردوں نے آپ سے لکھی اور اسلاف میں ایسی املا کا رواج تھا۔ اور یا وہ مسائل جو مفرد روایت سے مروی ہیں جیسا کہ مخصوص مسائل میں ابن سماعہؒ کی روایت اور المعلی بن منصورؒ وغیرہ کی روایت۔ ۳۔ **الواقعات**:۔ یعنی ایسے مسائل جن کے حکم کے متعلق کوئی روایت نہ پائی گئی اور مجتہد فقہاء اور متأخرین سے ان مسائل کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے ان مسائل کے احکام استنباط کئے۔ جیسا کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے رفقاء فقہاء الی آخرہ۔ انکی تعداد اچھی خاصی ہے۔ مثلاً امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے رفقاء جیسا کہ عصام بن یوسفؒ، ابن رستمؒ، محمد بن سماعۃؒ، ابو سلیمان الجرجانیؒ اور ابو حفص البخاریؒ وغیرہ اور ان کے بعد والوں میں مثلاً محمد سلمۃؒ، محمد بن مقاتلؒ، نصیر بن یحییؒ، ابوالنصر قاسم بن سلامؒ وغیرہ اور ان میں ایسے بھی ہیں کہ کبھی ان کی تحقیق حاصل کردہ دلائل یا اسباب ظاہر کی بنا پر اصحاب المذہب کی تحقیق سے مختلف ہوتی ہے۔ مذکورہ فقہاء کے ان فتاوی کے مجموعہ پر مشتمل کتب میں سے ہماری معلومات کے مطابق پہلی کتاب النوازل والواقعات للناطفیؒ اور الواقعات للصدر الشہیدؒ وغیرہ ہیں پھر بعض متأخرین نے مسائل کے احکام بلا تمیز مختلط طور پر جمع کئے جیسا کہ فتاوی قاضیخان اور الخلاصۃ الفتاوی وغیرہ اور بعض مسائل کے احکام بالامتیاز جمع کئے جیسا کہ کتاب المحیط لرضی الدین السرخسیؒ کیونکہ آپ نے اس کتاب میں پہلے مسائل الاصول کو درج کیا۔ پھر النوادر کو اور پھر فتاوی کو ذکر کیا۔ اور بہت اچھا کیا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۶۴ تا ص۶۱۔ ۴۔ **فتاوی عالمگیری** میں مندرجہ مسائل کے احکام کے متعلق رئیس العلما الشیخ نظام الدین برہانپوریؒ م ۱۰۹۲ھ نے فتاوی ہذا کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس میں اکثر مسائل کے احکام ظاہر روایت کے درج کئے گئے ہیں النوادر کم ہیں اور وہ اس صورت میں ہیں کہ جب کسی مسئلہ کا حکم ظاہر روایت میں نہ پایا گیا یا مسائل النوادر کا جواب، علامت الفتوی سے موسوم تھا اور لکھا ہے کہ فتاوی عالمگیری کی تدوین میں، معتبر کتب کو ماخذ بنا کر اس ماخذ کا نام ذکر کر دیا گیا اور ماخذ کتب سے نقل عبارت اگر بعینہ تھی "کذا فی الفلان" لکھا گیا اور اگر کسی ضرورت کی بنا پر بعینہ نہ تھی (یعنی بطور مفہوم درج تھی) تو "ھکذا فی الفلان" لکھا گیا اور اگر کسی مسئلے کے دو مختلف جواب تھے اور ہر ایک جواب علامت الفتوی یا ترجیحی نشان کا حامل تھا۔ یا ان دونوں جوابوں میں سے کسی میں دلیل کے قوی ہونے کا نشان نہ تھا تو اس فتاوی میں ایسے مسئلہ کے ان دونوں جوابوں کو درج کر دیا گیا ہے۔ ماخوذ از خطبہ للشیخ نظام الدین برہانپوریؒ رئیس العلما	

۲/۲۹۷ المدونین للفتاوی العالمگیریہ مندرجہ فتاوی عالمگیری عربی ج ۱ ص۳۔

۹ احناف کے ہاں مقررہ ترتیب جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقاء فقہاءؒ کسی مسئلہ کے حکم میں متفق ہوں۔

ا ۔ (۱) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ محیط السرخسی لکھا ہے کہ احناف کے ہاں یہ جان لینا ضروری ہے کہ جب کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسفؒ، اور امام محمدؒ متفق ہوں تو (مجتہد) قاضی (بھی)، اس میں اپنی اجتہادی رائے سے ان کی مخالفت نہ کرے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۳ ص ۳۱۲۔

(۲) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جب کسی مسئلہ کا حکم ہمارے اصحاب سے ظاہر روایت میں بلا خلاف مروی ہو تو قاضی اس کے مطابق فتوے دے۔ خواہ وہ قاضی مجتہد ہو تب بھی اپنے اجتہاد سے ان کی اجتہادی رائے کی مخالفت نہ کرے اس لئے کہ اسکا اجتہاد ان کے اجتہاد کے پایہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۱ ص۲ ۔ ص۳ ۔

(۳) درمختار و رد المحتار میں ہے کہ جس (اجتہادی) حکم پر ہمارے اصحاب ظاہر روایت میں متفق ہوں تو قطعا اسی پر فتوی ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۶۴، ص ۶۹۔

ب ۔ رد المحتار میں ہے کہ جو شخص اجتہاد کا اہل ہو نصوص میں نظر کرسکے۔ محکم و منسوخ کو پہچان سکے اور اس کے ہاں کوئی حدیث (بلا معارض) صحیح قرار پائے تو وہ اس حدیث پہ عمل کرے۔ خواہ اس کے امام کا اجتہادی فیصلہ اس کے خلاف ہو۔ اور ایسا کرنے میں وہ اپنے مجتہد امام کی تقلید سے نہ نکلے گا اس لئے کہ ابن عبد البرؒ اور امام شعرانیؒ وغیرہ نے امام ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہؒ سے نقل کیا ہے کہ " اذا صح الحدیث فھو مذھبی" یعنی جب کوئی حدیث (بلا معارض) صحیح قرار پائے تو وہی میرا مذہب ہے،، تو گویا اس شخص نے مذکورہ صورت میں صاحب المذہب امام کے اذن کے مطابق ایسا کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مجتہد امام اگر اپنی دلیل کا ضعف جان لیتے تو وہ اس سے رجوع کرلیتے اور قوی دلیل کی پیروی کرتے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ " ما صح فیہ الخبر بلا معارض فھو مذھب المجتھد وان لم ینص علیہ لما قدمنا " یعنی جو حدیث بلا معارض صحیح ثابت ہو تو وہ حدیث مجتہد کا مذہب ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۲۳، ص ۳۵۸۔

۱۰ جب امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقاء میں کسی مسئلہ کے حکم میں اختلاف ہو۔

ا ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ محیط السرخسی لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقاء فقہاءؒ میں اختلاف ہو تو اس کے متعلق عبداللہ ابن مبارکؒ کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ کے ہاں تحقیق شدہ قول کو ہی اختیار کیا جائے گا۔ اس لئے کہ آپ تابعین سے ہیں۔ اور آپ نے تابعین کے مقابلہ میں فتوی دیا ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲ ۔

ب ۔ (۱) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کا حکم ہمارے اصحاب (یعنی امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقاء فقہاءؒ) میں مختلف فیہ ہو تو اگر اس حکم میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ صاحبینؒ (یعنی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) سے بھی کوئی ہو تو اس حکم کو اختیار کیا جائے گا اور اگر اس حکم میں امام ابوحنیفہؒ سے صاحبینؒ کا اختلاف ہو تو اگر وہ اختلاف زمانہ کے اختلاف کی بنا پر لوگوں کے حالات بدل جانے کی وجہ سے ہو تو صاحبینؒ کا قول اختیار کیا جائے گا۔ متاخرینؒ اسی پر ہیں۔ اور اگر اس حکم میں امام ابوحنیفہؒ سے صاحبینؒ کا اختلاف زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے نہ ہو تو اس صورت کے حکم کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ اجتہاد کے اہل کے ہاں پسندیدہ حکم پر عمل ہوگا

دفعات متن نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام　　قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۲/۴۹۷	(۲) اور عبداللہ بن المبارکؒ کا قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی لیا جائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان محمود الاوزجندی م ۲۹۵ھ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۱ ص۳۔	

ج (۱) و۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء (فقہاءؒ) کا باہم اختلاف ہو۔ تو اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح حکم یہ ہے جیسا کہ السراجیہ میں ہے کہ علی الاطلاق امام ابو حنیفہؒ کے تحقیقی قول پر فتویٰ ہوگا الخ اور علی الاطلاق سے مراد یہ ہے کہ اس حکم میں خواہ امام ابو حنیفہؒ اکیلے ہوں یا ایسا نہ ہو۔ چنانچہ عبداللہ ابن المبارک کا قول ہے۔ کہ یہ اس لئے کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ اور فتویٰ دینے میں تابعین کا مقابلہ کیا۔ پس امام ابو حنیفہؒ کا قول زیادہ قوی قرار پائے گا۔ جبتک کہ وہ اختلاف زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے نہ ہو۔ نیز بحوالہ السراجیہ لکھا ہے کہ امام صاحب کے بعد امام ابو یوسفؒ پھر امام محمدؒ پھر امام ذفرؒ پھر حسن بن زیادؒ کے قول پر فتویٰ ہوگا۔ یہ ترتیب اصح ہے۔

ب۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں ایک طرف امام ابو حنیفہؒ ہوں اور دوسری طرف صاحبین (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) ہوں تو (اجتہاد کے اہل) مفتی کو (ان میں سے کسی ایک حکم پر فتویٰ کا) اختیار ہے۔ اور مفتی غیر مجتہد ہو تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی اختیار کرے گا۔

ج۔ درمختار و ردالمحتار بحوالہ الحاوی القدسیؒ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء (فقہاءؒ) میں اختلاف کی صورت میں دلیل کی قوت کی بنا پر فتویٰ صحیح ہے۔ الخ

د۔ ردالمحتار میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء (فقہاءؒ) میں اختلاف کی صورت میں السراجیہ اور الحاوی میں مندرجہ احکام (یعنی حاشیہ ہذا کے ۳ کے ج ۱ ا، ج میں موافقت یوں ہے کہ اگر دلیل کی قوت کا ادراک کر سکتا ہے یعنی مجتہد ہے تو اس قول پر فتویٰ دیگا۔ جو اس کے ہاں دلیل کی قوت میں زیادہ قوی ہے (حاشیہ ہذا کے ۳ "کا ب ۱" ملاحظہ ہو) اس لئے اہل اجتہاد نے ۱۷ مخصوص مسائل کے احکام میں امام ذفرؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور اگر مفتی غیر مجتہد ہو تو اس ترتیب کے مطابق فتویٰ دے گا۔ جو (حاشیہ ہذا کے ۱ کے ج ۱ ا میں) گذر چکی ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص۶۵، ص۶۶۔

(۲) ردالمحتار میں بطور تتمہ لکھا ہے کہ علماء نے عبادات کے باب میں مطلقاً امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ مسائل ذوی الارحام کے باب میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ اور قضاء اور شہادت کے باب میں چونکہ امام ابو یوسفؒ کا تجربہ زیادہ ہے لہٰذا اس میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے اور تجربہ کی بنا پر ہی امام ابو حنیفہؒ نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا کہ مال صدقہ کر دینا نفل حج سے افضل ہے کیونکہ جب آپ نے حج کیا اور اس کی مشقتوں کو برداشت کیا تو سابقہ قول سے رجوع کر لیا۔ اس طرح ۱۷ مسائل میں امام ذفرؒ کے قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہونا چاہیئے کہ اسکے متعلق تصحیح کو اصحاب المتون نے ذکر نہ کیا ہو۔ ورنہ واضح ہے کہ متون میں مندرجہ حکم کو اختیار کیا جائیگا۔ اس لئے کہ وہ بمنزلہ متواتر ہیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۶۶۔

(۳) درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ جب کسی مسئلہ کے حکم میں (ہمارے اصحاب کے) دو (مختلف) قول ہوں اور دونوں کی تصحیح ہو۔ یعنی شارح نے دونوں قولوں کو صحیح کہا ہو تو ان میں سے کسی ایک قول پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ایک قول کی تصحیح دوسرے قول کی تصحیح کی نسبت زیادہ مؤکدہ نہ ہو۔ ورنہ مؤکدہ کی پیروی ہوگی اور لکھا ہے کہ کسی مختلف فیہ حکم میں قابل فتویٰ حکم پر جو الفاظ بطور علامات فتویٰ آتے ہیں ان میں سے بعض دوسرے بعض کی نسبت مؤکد ہیں۔ چنانچہ علامات الفتویٰ کے الفاظ مثلاً ۱۔ علیہ الفتویٰ یعنی اس پر فتویٰ ہے

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر؛ ماینعلق بالقرآن	حوالہ

۲/۴۹۷

۲ ، بہ یفتی ۔یعنی اس پرفتوی دیا جائیگا۔ ۳ ، بہ نأخذ ۔یعنی ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں ۔ ۴ ، علیہ الاعتماد ۔ اسی حکم پر اعتماد ہے۔ ۵ ، علیہ عمل الیوم ۔یعنی اس دور کے لوگوں کا اسی پر عمل ہے ۔ ۶ ، علیہ عمل الامۃ ۔یعنی اسی پر امت کا عمل ہے ۔ ۷ ، ھوالصحیح ۔یعنی یہی حکم صحیح ہے ۸ ، ھوالاصح ۔یعنی یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔ ۹ ، ھوالاظہر ۔یعنی یہی حکم زیادہ ظاہر ہے ۔ ۱۰ ، ھو الاشبہ ۔یعنی یہی حکم روایت میں اور درایت یعنی دلیل میں نصوص سے زیادہ مشابہ ہے ۔ ۱۱ ، ھوالاوجہ ۔یعنی یہی حکم از روئے دلالۃ الدلیل زیادہ وجیہ ہے ۔

۱۲ ، ھوالمختار ۔یعنی یہی حکم پسندیدہ ہے ۔ ۱۳ ، بہ جری العرف ۔یعنی عرف اسی پر جاری ہے ۔ ۱۴ ، ھوالمتعارف ۔یہی حکم متعارف ہے ۔ ۱۵ ، بہ اخذ علماء نا ۔یعنی ہمارے علما نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے ۔ وغیرہ ۔ ان الفاظ میں سے (مثلاً) فتوی کا لفظ ، صحیح ، اصح اور اشبہ نیز احوط ، اظہر اور مختار کی نسبت زیادہ مؤکد ہے ۔ اور بہ یفتی کا لفظ "الفتوی علیہ" کی نسبت زیادہ مؤکد ہے ۔ اس لئے کہ پہلے میں حصر ہے اور اس کا مفہوم ہے کہ اسی پر فتوی دیا جاتا ہے ۔ اور لکھا ہے کہ الاحوط یعنی "اس میں نسبتاً زیادہ احتیاط ہے" اس لفظ میں افعل التفضیل سے تعبیر ہے ۔ لہٰذا اس میں لفظ الاحتیاط کی نسبت زیادہ تاکید ہے اور لفظ الاصح میں لفظ الصحیح کی نسبت زیادہ تاکید ہے ۔ جمہور کے ہاں تو یوں ہی مشہور ہے کیونکہ الاصح ، صحیح کے مقابلہ میں اور لفظ صحیح ضعیف کے مقابلہ میں آتا ہے لیکن کبھی لفظ الاصح ، روایت شاذہ کے مقابلہ میں بھی آجاتا ہے ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۶۶ ، ص ۶۷ ۔

(۴) نیز رد المحتار میں ہے کہ جب دو معتبر اماموں کے قول کسی مسئلہ کے حکم میں متعارض ہوں اور ایک امام اپنے قول کو الصحیح سے تعبیر کرے ۔ اور دوسرا الاصح (یعنی افعل التفضیل کے) لفظ سے تعبیر کرے تو الصحیح سے تعبیر شدہ قول کو اختیار کرنا اولی ہے ۔ اس لئے کہ الصحیح قرار دینے میں وہ دونوں متفق ہیں ۔ (اور الاصح قرار دینے میں انکا اختلاف ہے ۔) اور متفق حکم کو اختیار کرنے میں زیادہ موافقت ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸ ۔

(۵) درمختار ورد المحتار میں ہے کہ جب کسی معتبر کتاب میں کسی مسئلہ کا حکم بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق آخر میں یوں لکھا ہو کہ الاصح حکم یہ ہے یا الاولی یا الاوفق حکم یہ ہے وغیرہ ۔ تو وہ اس حکم پر اور اس کے مخالف صحیح حکم پر کسی پر فتوی دے سکتا ہے ۔ اگرچہ اس صورت میں الاصح کو مقدم رکھنا اولی ہے ۔ اور اگر کسی معتبر کتاب میں کسی مسئلہ کا حکم بیان کرتے ہوئے آخر میں یوں لکھا ہو کہ صحیح حکم یہ ہے ، ماخوذ بہ حکم یہ ہے یا بہ یفتی یا علیہ الفتوی وغیرہ کے الفاظ سے یہ معلوم ہو کہ اس حکم کے مخالف حکم کی روایت ضعیف ہے تو پھر اس مخالف حکم پر فتوی نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ مرجوع پر فتوی جہل ہے ۔ اور لکھا ہے کہ مرجوع بمنزلہ منسوخ ہے ۔ لیکن اگر صورت یہ ہو کہ مثلاً ہدایہ میں کسی حکم کے متعلق لکھا ہو "ھوالصحیح" اور مثلاً الکافی میں اس حکم کے مخالف حکم کیمتعلق لکھا ہو کہ "ھوالصحیح" تو پھر مفتی کے ہاں جو حکم اقوی ، الیق اور اصلح ہو اسے اختیار کرے ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۶۸ ، ص ۶۹ ۔

(۶) نیز رد المحتار میں ہے کہ حاصل یہ ہے کہ اگر ہمارے اصحاب کسی مسئلہ کے حکم میں متفق نہ ہوں اور بعد کے مشائخ رح نے ان کے اقوال میں سے کسی کے ایک قول کی تصحیح کی ہوگی یا دونوں قولوں کی تصحیح کی ہوگی ۔ یا کسی ایک قول کی بھی تصحیح نہ کی ہوگی ۔ تیسری صورت میں وہی ترتیب ملحوظ ہوگی ۔ پہلے امام ابوحنیفہ رح کا قول وہ نہ ملے تو امام ابویوسف رح کا قول الخ (جیسا کہ حاشیہ ہذا کے ۱۰ کے ج ۱ ، ۱۰ میں ہے) اور یا دلیل کی قوت کا اعتبار ہوگا ۔ جیسا کہ گذرا (یعنی مفتی غیر مجتہد مذکورہ ترتیب ملحوظ رکھے گا اور مجتہد مفتی قوتِ دلیل کو ملحوظ رکھے گا) اور اگر مشائخ رح نے ان اقوال میں سے صرف کسی ایک قول کی تصحیح کی ہو ۔ اور وہ تصحیح لفظ اصح سے ہو تو مفتی کو اختیار ہے اور اگر وہ تصحیح افعل التفضیل کے لفظ سے نہ ہو تو مفتی کو اختیار نہیں ہے بلکہ صرف تصحیح کردہ پر فتوی دے گا اور اگر مشائخ رح نے ان اقوال میں سے دونوں قولوں کی تصحیح کی ہو تو اگر ایک تصحیح لفظ اصح سے ہو ۔ اور دوسری تصحیح لفظ صحیح سے تو بعض کے ہاں الاصح پر فتوی ہوگا اور بعض کے ہاں صحیح پر فتوی ہوگا اور اگر مشائخ رح نے ان اقوال میں سے دونوں قولوں کی تصحیح کی ہو ۔ اور کوئی تصحیح لفظ اصح سے نہ ہو تو مفتی کو اختیار ہوگا (یعنی جبکہ کوئی اور وجہ ترجیح نہ ہو) ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۹ ۔

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام	قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۲/۴۹۷ (۷) کسی مسئلہ کے حکم میں ہمارے اصحاب کے اختلاف کی صورت میں وجوہ ترجیح کے متعلق مزید درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں ۔ و ۔ رد المحتار میں ہے کہ کسی مسئلہ کے حکم میں مختلف قول ہوں ۔ تو متداول) متون میں مذکور قول شروح کے قول پر مقدم ہوگا ۔ اگر (متداول) متون کی شروح میں مذکور قول فتاویٰ میں مذکور قول پر مقدم ہوگا ۔ اور یہ اس صورت میں ہوگا کہ ان دونوں قولوں کے متعلق صحیح قرار دینے کی تصریح ہو ۔ یا دونوں کے متعلق صحیح قرار دینے کی کوئی تصریح نہ ہو ۔ اور اگر متون کے قول میں تصحیح کی تصریح نہ ہو اور شروح کے قول میں تصحیح کی تصریح ہو تو تصریح کا قول مقدم ہوگا ۔ اس لئے کہ متون میں مذکور قول کی تصحیح التزامی ہے ۔ اور التزامی تصحیح پر صریح تصحیح مقدم ہوتی ہے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۶۶ ۔

ب ۔ ردالمحتار میں ہے کہ کسی مسئلہ کے حکم میں دونوں مختلف قولوں کی تصحیح ہو ۔ اور ان میں سے ایک قول اکثر کا ہو یا ایک قول زیادہ انفع ہو تو اسے ترجیح ہوگی ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۶۶، ص۶۷

ج ۔ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں دونوں مختلف قولوں کی تصحیح ہو اور ایک کی علت مذکور ہو تو اسے ترجیح ہوگی ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۶۷ ۔

د ۔ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں دو مختلف قول ہوں ۔ ایک از روئے قیاس ہو ۔ اور دوسرا از روئے استحسان ہو تو ماسوائے مخصوص مسائل کے بالعموم استحسانی حکم مقدم ہوگا ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۶۷ ۔

س ۔ اصول فقہ کی مشہور کتاب نور الانوار میں ہے ۔ کہ استحسانی حکم، قیاس جلی کے مقابلے میں کسی اثر یعنی روایت یا اجماع یا ضرورت یا قیاس خفی کی بنا پر ہوتا ہے ۔ یعنی کسی مسئلہ کے متعلق قیاسِ جلی ایک حکم کا تقاضا کرتا ہے ۔ مگر اثر یا اجماع یا ضرورت یا قیاس خفی اس کے خلاف حکم کا تقاضا کرتا ہے پس قیاس کو چھوڑ کر استحسانی حکم کو اختیار کیا جاتا ہے ۔ [1] استحسان بالاثر مثلاً از روئے قیاس بیع سلم یعنی معدوم چیز کا سودا ناجائز ہے ۔ اس لئے کہ ایک روایت میں ہے کہ " تو ایسی چیز کا بیع مت کر جو تیرے ہاں موجود نہیں "، مگر چونکہ یہ روایت بھی موجود ہے ۔ کہ جو شخص بیع سلم کرے تو معلوم ناپ، معلوم وزن اور معلوم وقت پر کرے ۔ پس بیع سلم کا جواز از روئے الاستحسان بالاثر ہے اور یہ قیاس پر مقدم ہے ۔ [2] اسی طرح استحسان بالاجماع، مثلاً معدوم چیز کے بنوانے کا سودا جبکہ مقررہ وقت غیر معلوم ہو ۔ از روئے قیاس بیع المعدوم ہے اور وہ ناجائز ہے مگر ایسا کرنے پر لوگوں کا تعامل موجود ہے ۔ پس اس کا جواز از روئے استحسان بالاجماع ہے ۔ اور قیاس پر مقدم ہے ۔ [3] اسی طرح استحسان بالضرورہ مثلاً ناپاک برتنوں کی تطہیر از روئے قیاس نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا نچوڑنا ممکن نہیں ۔ اور نجاست نچوڑنے سے خارج ہوتی ہے ۔ لیکن چونکہ اس صورت حال میں مبتلا ہونا پڑتا ہے ۔ اور ان کے ناپاک رہنے میں حرج ہے ۔ پس بنا بر ضرورت ان برتنوں کے پاک کرنے میں بغیر نچوڑے بھی تطہیر کا حکم ہے ۔ اور یہ از روئے استحسان بالضرورۃ ہے ۔ اور قیاس پر مقدم ہے ۔ [4] اور استحسان بالقیاس الخفی مثلاً چیرنے پھاڑنے والے پرندوں کا جوٹھا از روئے قیاس نجس ہے کیونکہ ان کا گوشت حرام ہے ۔ جیسا کہ درندے ۔ کہ ان کا گوشت حرام ہے ۔ ان سے پیدا شدہ لعاب ان کے جوٹھے میں مل جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی زبان کے ذریعے کھاتے ہیں ۔ لیکن قیاس خفی یہ ہے کہ پرندے چونچ کے ذریعے کھاتے ہیں ۔ اور وہ پاک ہڈی ہے پس ان کا جوٹھا ہونے کی صورت میں پاک چیز پاک چیز سے ملی ہے ۔ پس ان پرندوں کا جوٹھا نجس نہ قرار پائے گا ۔ اور یہ حکم از روئے استحسان بالقیاس الخفی ہے جو اُس قیاس ظاہر پر مقدم ہے جس کی قوت تاثیر ضعیف ہو کیونکہ مدار ظہور و اخفاء پر نہیں قوتِ تاثیر کے ضعیف و قوی ہونے پر ہے ۔ دنیا ظاہر ہے اور عقبیٰ باطن ہے لیکن من حیث الدوام اس کا اثر قوی ہے پس دنیا پر عقبیٰ کو ترجیح ہے ۔ اور لکھا ہے کہ استحسان قیاس ہی کی اقوی قسم ہے ۔ مفہوم ماخوذ از نور الانوار ص۲۴۷، ص۲۴۸ لشیخ احمد م ۱۱۳۰ھ

س ۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ فقہاء کبھی کسی مسئلہ کے حکم میں (مختلف) اقوال بلا ترجیح حکایت کر دیتے ہیں اور کبھی کسی مسئلہ کے حکم کو صحیح قرار دینے میں اختلاف کرتے ہیں ۔ اور ایسا کرنا اس تغیر کی بنا پر ہوتا ہے ۔ جس کا تعلق لوگوں کے عرف، لوگوں کے احوال، ان کے لئے زیادہ آسان

دفعات شق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر، ما یتعلق بالقرآن	حوالہ

۲/۴۹۷ قرار پانے اور ان کے تعامل سے ہے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۲۷ ۔

ص ۔ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں دو مختلف قول ہوں ۔ دونوں میں سے کسی ایک قول کو کوئی ترجیح حاصل ہو پھر اس کے بعد مشائخ نے ان دونوں قولوں کی تصحیح کی ہو تو اس قول کو اختیار کرنا چاہیئے جس میں کوئی وجہ ترجیح تھی ۔ اس لئے کہ مشائخ کی تصحیح کے بعد ترجیح والے قول میں زیادہ قوت ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں دو مختلف قولوں میں سے ایک قول امام ابوحنیفہؒ کا ہو اور دوسرا قول (آپ کے رفقاء فقہاء میں سے) کسی اور کا ہو تو دونوں قولوں کی تصحیح متعارض قرار پاکر ساقط ہوگی اور حسب قاعدہ امام ابوحنیفہؒ کا قول مقدم ہوگا (قاعدہ یعنی ترتیب کا قاعدہ اور اس کے متعلق حاشیہ ہذا کے ۱۰ کا ج ا ملاحظہ ہو) ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۶۷

ط ۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے امام ابوحنیفہؒ النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان فارسی ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے دادا ابوالثابت النعمانؒ بن المرزبان نے مہرجان کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فالوذج (یعنی فالودہ) پیش کیا تھا ۔ نیز لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے والد حضرت ثابت بچپن میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مدینۃ العلم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی تھی ۔ اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ خیر القرون میں پیدا ہوئے آپ تابعی ہیں آپ نے (تقریبا) بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ۔ سات صحابہؓ سے حدیث سنی ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا صـ۵۹ تا صـ۶۱ ۔

ع ۔ تابعی کے متعلق بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد یوں ہے کہ لا تمس النار مسلما رآنی او رآی من رآنی رواہ الترمذی ۔ یعنی اس مسلمان کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے صحابی کو دیکھا ۔ ماخوذ از مشکوٰۃ شریف ج ۴ صـ۴۶۳ ۔

ف ۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے (علوم و معارف کے چار بڑے مراکز مکہ مکرمہ ۔ مدینہ منورہ، بصرہ اور کوفہ وغیرہ کے) تقریباً چار ہزار تابعین و غیر تابعین شیوخ سے حدیث حاصل کی ۔ (آپ نے تیس سال فقہی محنت کی) آپ دینی احکام میں تحقیقی رائے قائم کرنے میں محتاط ترین تھے ۔ آپؒ کی تحقیقات انفرادی نہ تھیں ۔ اجتماعی تھیں ۔ آپ رفقاء کے دلائل سنتے ۔ بحث فرماتے ۔ اور جب کوئی حکم طے پاتا ۔ تو امام ابویوسفؒ سے فرماتے اسے فلاں باب میں درج کرلو ۔ آپؒ کے رفقاء فقہاءؒ کی تعداد ہزار تک پہنچ جاتی تھی ۔ جن میں سے چالیس تو درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا صـ۵۷ تا صـ۶۵ ۔ آپؒ کی تحقیقات کی شان قبولیت یہ ہے کہ آپؒ کے بعد عالم اسلام کے جمہور، اسلام کے تفصیلی احکام میں ان تحقیقات پر اعتماد کرتے چلے آئے ہیں، جنہیں امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے رفقاء فقہاءؒ نے طے کیا ۔ اور پھر متاخرین مشائخ احناف نے اسمیں اضافہ کیا چنانچہ کتاب "فلسفہ شریعت اسلام" میں دنیائے اسلام کے مختلف فقہی مکتب فکر اپنانے والے مسلمانوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے سب سے زیادہ تعداد حنفی مسلمانوں کی لکھی ہے چنانچہ عالم اسلام کے جمہور فقہ حنفی پر اعتماد کرتے ہیں ۔ مفہوم ماخوذ از فلسفہ شریعت اسلام از صبحی محمصانی لاہور ۱۹۵۵ء، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (مختصر) لیڈن ۱۹۱۱ء ۔

۱۱ جب امام ابوحنیفہؒ سے کسی مسئلہ کے حکم میں روایات مختلف ہوں ۔

ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابوحنیفہؒ سے مختلف روایات مروی ہوں ۔ تو جو روایت از روئے دلیل زیادہ قوی قرار پائے گی اسے اختیار کیا جائے گا ۔ جیسا کہ الحاوی میں ہے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۶۶ (حاشیہ ہذا کے "۱۰" کے "ج" کا "۱ د" ملاحظہ ہو)

دفعات نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۲/۴۹۷ ۱۲ **جب ظاہر روایت میں کسی مسئلہ کا حکم نہ ملے اور غیر ظاہر روایت میں ملے۔**

و ۔ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کا حکم (ظاہر روایت میں نہ ملے اور) غیر ظاہر روایت میں ملے۔ تو اگر وہ حکم ہمارے اصحاب کے اصولوں سے موافقت رکھتا ہے۔ تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۱ ص ۳۔

(ظاہر روایت وغیر ظاہر روایت کے مفہوم کے متعلق حاشیہ ہذا کے ۸ کے "د کا ۱، ۲" ملاحظہ ہو)

ب ۔ ردالمحتار میں بحوالہ البحر لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ کا حکم ظاہر روایت میں مذکور نہ ہو۔ اور دوسری روایت (یعنی غیر ظاہر روایت) میں ہو تو پھر اس پر عمل ہوگا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۔

۱۳ **جب امام ابو حنیفہ رح سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے۔ اور آپکے رفقاء سے ملے۔**

و ۔ درمختار و ردالمحتار میں بحوالہ السراجیہ لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہ رح سے کوئی روایت مروی نہ ہو۔ تو پھر امام ابو یوسف رح کے ہاں تحقیق شدہ قول پر فتوی ہوگا ان سے نہ ملے تو امام محمد رح کے قول پر ان سے بھی نہ ملے تو امام زفر رح کے قول پر اور ان سے بھی نہ ملے تو حسن بن زیاد رح کے قول پر فتاوی ہوگا۔

ب ۔ اور بحوالہ الحاوی لکھا ہے۔ کہ (اس صورت میں) جو مفتی دلیل کی قوت کے ادراک کا اہل ہو وہ (ان کے) اس قول پر فتوی دے گا جو قول (اسکے ہاں) دلیل کی قوت سے زیادہ قوی ہوگا الخ اور اگر مفتی غیر مجتہد ہو تو (مذکورہ) ترتیب ملحوظ ہوگی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵، ص ۶۶۔

۱۴ **جب امام ابو حنیفہ رح سے اور انکے رفقاء سے بھی کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے** اور اسکے متعلق کسی حکم پر متاخرین متفق ہوں۔

ا ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے۔ کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہ رح اور ان کے رفقاء فقہاء رح میں سے کوئی روایت نہ پائی جائے اور اس مسئلہ کے حکم میں متاخرین سے (متفقہ) روایات پائی جائے تو قاضی اس کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲۔

ب ۔ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہ رح اور ان کے رفقاء فقہاء رح میں سے کوئی روایت نہ ملے اور اس مسئلہ کے حکم پر متاخرین متفق ہوں۔ تو اس پر عمل ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۱ ص ۳۔

ج ۔ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں ان سے (یعنی امام ابو حنیفہ رح اور ان کے رفقاء فقہاء رح سے) کوئی ظاہر جواب نہ پایا جائے اور متاخرین مشائخ رح نے اس کے متعلق کلام کیا ہو اور وہ کسی قول پر متفق ہوں۔ تو اس قول پر عمل ہوگا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۔

۱۵ **جب امام ابو حنیفہ اور انکے رفقاء سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور اسکے حکم میں متاخرین کا اختلاف ہو۔**

ا ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہ رح اور ان کے رفقاء فقہاء رح میں سے کوئی روایت نہ ملے۔ اور متاخرین فقہاء رح نے اسکے حکم میں اختلاف کیا ہو۔ تو ان میں سے کسی ایک قول کو اختیار کیا جائے گا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲۔

ب ۔ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں ان سے (یعنی ابو حنیفہ رح اور ان کے رفقاء فقہاء رح سے) کوئی روایت نہ ملے۔ اور مشائخ متاخرین رح نے اس حکم میں اختلاف کیا ہو۔ تو ان میں سے اکثر کے قول کو اختیار کیا جائے گا۔ اور اکثر سے مراد وہ ہیں جن پر معروف اور کبار مشائخ رح نے اعتماد کیا ہو۔ جیسا کہ ابو حفص رح، ابو جعفر رح، ابو اللیث رح اور الطحاوی رح وغیرہ جن پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین . موجبات الکفر منہا یتعلق بالقرآن	حوالہ

۲/۴۹۷ ج ۱ ص۶۶ (حاشیہ ہذا کے ش ج کا س۳ ملاحظہ ہو) ۔

ج ۔ (۱) فتادی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہ رح اور ان کے رفقاء فقہاء رح سے کوئی روایت نہ ملے اور متاخرین فقہاء کا اس کے حکم میں اختلاف ہو تو (اگر وہ مفتی اہل اجتہاد سے ہو تو) وہ اس حکم کے متعلق اجتہاد کرے اور جو حکم اس کی اجتہادی رائے میں درست ہو تو اس کے مطابق فتوی دے ۔

(۲) اور اگر وہ مفتی مقلد غیر مجتہد ہو تو وہ اس میں اس فقیہ کا تحقیقی قول اختیار کرے جو اس کے ہاں زیادہ فقیہ ہو ۔ خواہ وہ دوسرے شہر میں ہو ۔ اور اسے لکھکر رجوع کرے ۔ اور جواب کو اس کی طرف منسوب کرے اور اس میں اٹکل پچو سے کام نہ لے ۔ مفہوم ماخوذ از فتادی قاضیخان محمود الاوزی م ۲۹۵ھ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۱ ص۳ (حاشیہ ہذا کا "ش ب" "س۹" اور "س۱۶ ب" ملاحظہ ہوں)

۱۶ **جب امام ابو حنیفہ رح انکے رفقاء اور متاخرین سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور وہ قاضی اہلِ اجتہاد سے ہو ۔**

ا ۔ فتادی عالمگیری میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حکم میں امام ابو حنیفہ رح ان کے رفقاء فقہاء رح اور متاخرین فقہاء رح سے بھی کوئی روایت نہ ملے تو اگر وہ اہل اجتہاد سے ہو ۔ وجوہ فقہ جانتا ہو ۔ تو اس مسئلہ کے حکم کے متعلق اہل فقہ سے مشورہ کرے اور اپنے اجتہاد میں تحقیق شدہ رائے کے مطابق فیصلہ دے ۔

ب ۔ اور بحوالہ شرح الطحاوی اور التتارخانیہ لکھا ہے کہ ایسا قاضی جو اجتہاد کا اہل تھا ۔ اس نے اپنے اجتہاد سے نص کے خلاف فیصلہ دیا ۔ (یعنی اس مسئلہ کے متعلق ناقابل تأویل بالکل ظاہر حکم موجود تھا ۔ اور اس نے اپنے اجتہاد سے اسکے خلاف فیصلہ دیا) تو وہ فیصلہ جائز نہ ہوگا ۔ اور اگر اس کا اجتہادی فیصلہ نص کے خلاف تو نہ تھا ۔ البتہ اسکی اجتہادی رائے بعد میں بدل گئی، تو اس کی پہلی اجتہادی رائے سے جو فیصلہ ہو چکا وہ باطل نہ ہوگا اور نئے پیش آمدہ مسئلہ میں اس کی نئی اجتہادی رائے سے فیصلہ ہوگا ۔ یہ حکم امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں ہے ۔

ج ۔ اور بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ جس مسئلہ کے حکم میں کوئی نص و اجماع نہ ہو ۔ اور قاضی اہلِ اجتہاد سے ہو ۔ اس کو اپنے سے زیادہ فقیہ کی اجتہادی رائے میں نظر کئے بغیر اور اسے ترجیح دیئے بغیر اس کی اجتہادی رائے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا ۔ تو اس کی گنجائش ہونے میں اختلاف ہے ۔ اور اگر اسے خود اجتہادی رائے قائم کرنا مشکل ہوگیا ۔ تو پھر اس حکم میں اس کی رائے استعمال کرے ۔ اور اس پر عمل کرے ۔ مفہوم ماخوذ از فتادی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۱۲/۳۱۳

د ۔ رد المحتار میں ہے ۔ کہ اگر کسی مسئلہ کے متعلق امام ابو حنیفہ رح ان کے رفقاء فقہاء رح اور متاخرین فقہاء رح سے بطور نص کوئی جواب نہ ملے تو (مجتہد) مفتی اس کے متعلق غور و فکر تدبر و اجتہاد کرے تاکہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے قریب حکم کو پا سکے اور اس میں اٹکل پچو سے کام نہ لے کیونکہ ایسی جسارت شقاوت ہے ۔ اور اس امر عظیم میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۶۶ ۔

۱۷ **جب امام ابو حنیفہ رح انکے رفقاء اور متاخرین کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور وہ قاضی اہل اجتہاد سے نہ ہو البتہ وہ ہمارے اصحاب کی اقاویل کو سمجھتا ہو ۔**

فتادی عالمگیری میں بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ جب کسی مسئلہ کے حکم کے متعلق کوئی نص اور اجماع نہ ہو ۔ اور وہ قاضی غیر مجتہد ہو تو وہ ہمارے اصحاب کی اقاویل کو سمجھتا ہو یعنی احکام کے لئے ان کے اقوال جانتا ہو تو جس فقیہ کا تحقیقی قول حق سمجھے بطور تقلید اس کے مطابق عمل کرے ۔ مفہوم ماخوذ از فتادی عالمگیری عربی ج ۳ ص۳۱۳ ۔

۱۸ **جب امام ابو حنیفہ رح انکے رفقاء اور متاخرین سے کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی روایت نہ ملے اور وہ قاضی غیر مجتہد ہو ۔ اور وہ ہمارے اصحاب کی اقاویل کو نہ سمجھتا ہو بلکہ وہ قاضی غیر مجتہد اور مقلد ہو ۔**

ا ۔ فتادی عالمگیری میں بحوالہ البدائع لکھا ہے ۔ کہ جب کسی مسئلہ کے حکم میں کوئی نص اور اجماع نہ ہو وہ قاضی غیر مجتہد نہ ہو ۔ اور ہمارے اصحاب

حوالہ	قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	نواں باب، مرتدوں کے احکام	دفعہ/تشریح نمبر

۲/۲۹۷
کی اقاویل کو بھی نہ جانتا ہو تو وہ اپنے شہر میں ہمارے اصحاب کی فقہ جاننے والوں کے فتوی پر عمل کرے۔ وہاں ایسا فقیہ ایک ہی ہو تو اسے گنجائش حاصل ہے کہ اس کے قول کو اختیار کرے اور ہمیں امید ہے کہ ایسا کرنے میں اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ صـ۳۱۳ (نیز حاشیہ ہذا کے ۱۵ کا ج ۲ ملاحظہ ہو۔)

ب۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ مفتی[۱] وہی ہے جو مجتہد ہو۔ غیر مجتہد[۲] مفتی پر لازم ہے کہ اس سے کسی مسئلہ کا حکم پوچھا جائے۔ تو وہ کسی مجتہد مثلاً کسی امام کے قول کو بطور حکایت نقل کرے۔ تاکہ فتوی پوچھنے والا اس پر عمل کرے اور فتوی[۳] نقل کرنے میں یا تو اسے اس فتوی کی سند حاصل ہو اور یا وہ معروف متداول کتابوں سے لے جیسا کہ (احناف کے ہاں) امام محمد بن الحسنؒ کی کتابیں وغیرہ اس لئے کہ وہ کتب بمنزلہ خبر متواتر و مشہور کے ہیں۔ اور لکھا ہے[۴] کہ مفتی کو کتب غریبہ اور اختصار کردہ کتب سے فتوی دینا جائز نہیں۔ جب تک کہ منقول عنہ سے علم حاصل نہ کر لیا جائے۔ نیز[۵] لکھا ہے کہ مفتی کسی مسئلہ کے حکم کی خبر دینے والا ہوتا ہے۔ اور قاضی[۶] کسی مسئلہ کے حکم کو لازم کرنے والا ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ[۷] مفتی اور قاضی دونوں کو لازم ہے کہ وہ ہر معاملہ میں کوئی فیصلہ محض اپنی خواہش سے نہ کریں۔ بلکہ ترجیح یافتہ حکم کا اتباع کریں۔ اور[۸] لکھا ہے کہ مرجوع قول بمنزلہ منسوخ کے ہے۔ اور لکھا ہے کہ مرجوع قول پر فتوی جہل ہے۔ مثلاً ظاہر روایات پائے جانے کے باوجود غیر ظاہر روایت پر فتوی دینا جبکہ اس کی تصحیح نہ ہو یا مثلاً امام ابو یوسفؒ کا قول پائے جانے کے باوجود امام محمدؒ کے قول پر فتوی دینا جبکہ اس کی تصحیح نہ ہو۔ یا کوئی قوت وجہ ترجیح نہ ہو۔ تو یہ باطل ہے۔ لیکن یہ حکم عامی کے لئے ہے۔ اگر کسی صاحب رائے مجتہد مفتی نے موضع ضرورت میں مرجوع اقوال میں سے کسی قول پر طلبا للیسر (یعنی آسانی کی خاطر) فتوی دیا تو حسن قرار پائے گا۔ خواہ اس کے مجتہد امام کی تحقیق کے خلاف ہو۔ اور لکھا ہے کہ یہ اختلاف مجتہد قاضی سے مخصوص ہے۔ مقلد قاضی اگر فیصلہ اپنے مجتہد امام کی تحقیق کے خلاف کرے تو نافذ نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ صـ۶۴ تا صـ۷۰۔

۱۹

تلفیق سے کام لینا۔

درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ تلفیق بالاجماع باطل ہے۔ یعنی ائمہ مجتہدین کی تقلید میں دوغلاپن اور خلط ملط سے کام لیکر کوئی حکم دینا مثلاً امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق میں بدن میں سے خون نکل کر بہہ پڑے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (حکم نمبر ۱/۲۳ ملاحظہ ہو) مگر امام شافعیؒ کی تحقیق میں پیشاب پاخانہ کی راہ کے علاوہ بدن سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ نیز امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق میں بیوی کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور امام شافعیؒ کے ہاں چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اب کوئی شخص باوضو تھا اس کے بدن سے خون بہہ نکلا اور اس نے عورت کو بھی چھوا پھر اس نے بغیر نیا وضو کئے نماز پڑھی تو اس کی اس نماز کی صحت بنا بر تلفیق ہے اور تلفیق باطل ہے۔ پس وہ نماز باطل ہے۔ اس لئے کہ بدن سے خون بہنے کی صورت میں اس نے امام شافعیؒ کا قول اختیار کیا۔ اور باوضو ہونے کا دعوی کیا۔ اور بیوی کو چھونے کی صورت میں اس نے امام ابو حنیفہؒ کا قول اختیار کیا اور باوضو ہونے کا دعوی کیا۔ حالانکہ بدن سے خون بہنے اور بیوی کو چھونے کے بعد امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ دونوں کے قول میں بالاتفاق اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ مگر اس نے تقلید میں دوغلاپن اور خلط ملط سے کام لیا۔ اور باوضو ہونے کا دعوی کیا۔ یوں کرنا تلفیق ہے۔ اور یہ بالاجماع باطل ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ صـ۷۹ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالقرآن	حوالہ
۴۹۷-۳	اذا قرأ القرآن علی ضرب الدف والقصب فقد کفر	کذا فی المحیط

۱ اشعار پڑھنے، گانے بجانے، موسیقی یعنی ساز اور راگ اور وجد اور ناچ کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

ا ۔ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ التغنی المجرد (یعنی بغیر ساز کے گانے) کے حکم میں فقہا کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کا قول ہے کہ گانا مطلقاً حرام ہے اور اسکی طرف کان لگانا گناہ ہے شیخ الاسلامؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور اگر کسی شخص کو گانا اچانک سنائی دیا تو اس سے اسپر کوئی گناہ نہیں (۲) بعض کا قول ہے کہ گانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ قافیوں کو نظم کرنے اور فصاحت سے استفادہ کیلئے ہو (۳) بعض کا قول ہے کہ گانا وحشت دور کرنے کیلئے جائز ہے جبکہ وہ اکیلا ہو اور وہ گانا بطور لہو نہ ہو شمس الائمۃ السرخسیؒ اسی حکم کی طرف مائل ہیں (۴) اگر کسی شعر میں حکمت عبرت اور فقہ کی بات ہو تو اسے گا کر پڑھنا مکروہ نہیں ہے (۵) اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ جن اشعار کا پڑھنا مباح ہے انہیں گا کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں (۶) جب کسی شعر میں عورت کی صفت کا ذکر ہو تو اگر کسی معینہ عورت کا ذکر ہوا اور وہ عورت زندہ ہو تو ایسے اشعار پڑھنا مکروہ ہے اور اگر وہ عورت وفات یافتہ ہو تو ایسے اشعار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور اگر ان اشعار میں غیر معینہ عورت کا ذکر ہو تو ان اشعار کا پڑھنا مکروہ نہیں (۷) النوازل میں ہے کہ کسی ادیب کے ایسے اشعار پڑھنا جنمیں فسق، شراب اور لڑکے کا ذکر ہو، مکروہ ہے اور (ان احکام میں) لڑکے کے متعلق معتمد حکم وہی ہے جو حکم عورت کے متعلق ہے (۸) اور بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ شعر پڑھنے میں کراہیت کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی شعروں میں ایسا مشغول ہو کہ یہ مشغلہ اسے قرآن مجید اور ذکر سے غافل کر دے اور اگر شعروں کی مشغولیت ایسی نہ ہو تو پھر حرج نہیں جبکہ اس کا مقصد یہ ہو کہ ان سے علم تفسیر اور علم حدیث میں مدد لے گا (۹) اور بحوالہ المحیط السرخسی لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ سے دَف کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا آپ اسے مکروہ سمجھتے ہیں کہ شادی کے علاوہ اور فسق کے بغیر کوئی عورت بچہ کیلئے دف بجائے تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے مکروہ نہیں سمجھتا البتہ وہ دف بجانا جو گانے کے لئے لعب فاحش ہو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں (۱۰) اور بحوالہ خزانۃ المفتین لکھا ہے کہ عید کے دن دف بجانے میں کوئی حرج نہیں (۱۱) بحوالہ القنیہ لکھا ہے کہ گھوڑے اور گدھے بیل کے گلے میں گھنٹی باندھنے میں کوئی حرج نہیں (۱۲) اور بحوالہ المحیط گھنٹی باندھنے کے احکام میں تفصیل بھی درج ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۷ ۔

ب شرح المختار میں بحوالہ النوازل لکھا ہے کہ عورت کا نغمہ بھی عورت ہے (یعنی قابل ستر ہے) اور عورت، قرآن مجید کسی عورت سے سیکھے تو زیادہ پسندیدہ ہے مفہوم ماخوذ از شرح المختار ج ۱ ص ۳۷۷ حکم نمبر ۲۰۵/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ ج (۱) تفسیر روح المعانی میں آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (آیت ۶ سورۃ لقمان ۔ یعنی ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلا دیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بن سمجھے) اس آیت کے تحت بحوالہ ابن ابی شیبہؒ، ابن ابی الدنیاؒ، ابن جریرؒ، ابن المنذرؒ، الحاکم اور البیہقیؒ ابو الصہباء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ۔ لَهْوَ الْحَدِيْثِ، سے مراد الغناء یعنی موسیقی ہے اور لکھا ہے کہ بہت سے مفسرین نے یہی لکھا ہے اور امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں اور ابن ابی الدنیاؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ " لَهْوَ الْحَدِيْثِ " سے مراد موسیقی اور اسکی مانند چیزیں ہیں اور لکھا ہے کہ ابن ابی الدنیاؒ اور ابن مردویہؒ نے بروایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ " جب کوئی شخص موسیقی کیلئے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیج دیتے ہیں جو اسکے کندھوں پر بیٹھ کر اپنی ایڑیاں اس کے سینہ پر مارتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ رکے" اور لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک موقوف روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد منقول ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ " موسیقی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے" اور لکھا ہے کہ ایسی روایت موقوف بھی مرفوع کے حکم میں قرار پاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ صاحب الھدایۃ اور صاحب الذخیرہ نے عید و شادی کے علاوہ میں موسیقی کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اور اسمیں ہمارے زمانہ کے (نام نہاد) صوفیوں کی موسیقی بھی شامل ہے اور لکھا ہے کہ " بل هو اشد من كل تغن لانه مع اعتقاد العبادة " یعنی بلکہ اس مذکورہ موسیقی کے گناہ کی شدت ہر موسیقی سے زیادہ ہے اسلئے کہ وہ متصوف اسے عبادت کی نیت سے کرتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ اسمیں بعض (نام نہاد) صوفیوں نے ایسی بدعت اختیار کی ہے جسکے حرام قرار پانے میں کوئی اختلاف نہیں وہ بچوں اور مجنونوں کی طرح کئی مسلسل حرکتوں سے ناچ کرتے ہیں اور حد یہ کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کے قرب اور صالح اعمال سے قرار دیتے ہیں " وهذا على التحقيق من آثار الزندقة "، یعنی اور یہ از روئے تحقیق، نشانات زندقہ میں سے ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از تفسیر روح المعانی للعلامۃ ابی الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی الحنفیؒ م ۱۲۷۰ھ ۔ اور زندیق کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۵۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (۲) اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ آجکل (نام نہاد) متصوفین نے جو بدعت شروع کر رکھی ہے کہ وہ بانسریوں، باجوں اور تاروں (وغیرہ) کیساتھ گانا سنتے ہیں۔ تو یہ حرام ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از تفسیر قرطبی المسمی بالجامع لاحکام القرآن للامام عبداللہ بن احمد انصاری قرطبی م ۶۷۱ھ ۔

دفعات شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام قران مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۷-۳	کسی شخص نے دف کی تھاپ پر یا بانسری ؎۱ کے ساتھ قرآن مجید پڑھا تو بلاشبہ اس نے کفر کیا ؎۲	محیط

د۔ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ صاحب الھدایہؒ نے نقل کیا ہے کہ جو شخص لوگوں کے لئے الغناء (یعنی موسیقی اور گانے بجانے) کا کام کرتا ہے اس کی گواہی قبول نہیں اسلئے کہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے اور لکھا ہے کہ علامہ قرطبیؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ الغناء (یعنی ساز و آواز کے ساتھ موسیقی) اور ڈنڈے بجانا اور ناچ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں بالاجماع حرام ہے اور سید الطائفہ شیخ احمد لبویؒ نے اسکے حرام ہونے کی تصریح کی ہے اور میں نے شیخ الاسلام جلالۃ الملۃ والدین الکیلانیؒ کا فتوی دیکھا ہے کہ مذکورہ ناچ کو حلال سمجھنے والا کفر کرنے والا ہے اور جب اسکا حرام قرار پانا بالاجماع ہے تو اسے حلال جاننے والے کی تکفیر لازم ہے اور لکھا ہے کہ صاحب النھایۃؒ اور الامام المحبوبیؒ اس حکم میں اور زیادہ سخت ہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۹۔

س۔ در مختار میں ہے کہ جو شخص ناچ کو حلال سمجھے فقہاءؒ نے اسکے متعلق کفر کا فتوی دیا ہے خصوصاً جبکہ گاجوں باجوں کے ساتھ ہو اور رد المختار میں ہے کہ رقص یعنی ناچ سے مراد یہ ہے کہ موزوں حرکات کے ساتھ ادھر ادھر مائل ہونا، اونچا ہونا اور پست ہونا جیساکہ بعض وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو تصوف سے منسوب کہلاتے ہیں۔ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں بحوالہ القرطبی منقول ہے کہ ھذا الغناء (یعنی گانے بجانے کی موسیقی)، ڈنڈے بجانے اور ناچ کے حرام ہونے پر ائمہؒ کا اجماع ہے اور کہا ہے کہ میں نے شیخ الاسلام جلال الملۃ والدین الکرمانیؒ کا فتوی دیکھا ہے کہ جو شخص ناچ کو حلال سمجھے وہ کفر کرنے والا ہے اسکی پوری بحث شرح الوھبانیہ میں ہے اور نور العین میں بحوالہ التمہید منقول ہے کہ کافر نہیں فاسق ہے اور لکھا ہے کہ سماع (یعنی محض گانا سننے) اور رقص کا حکم تفصیل کا متقاضی ہے جیساکہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے جیساکہ علامہ ابن کمال باشاؒ نے لکھا ہے کہ جو عارفین اپنے اوقات نیک کاموں میں صرف کرتے ہیں شریعت کے احکام پر چلنے میں احوال کی قباحتوں سے اپنے آپ پر ضبط رکھنے کے مالک ہیں انہیں غلبہ وجد میں رخصت ہے اور بذیل معرضہ یہ بھی لکھا ہے کہ جس کا وجد صحیح ہو اسے گانے والے کی آواز کا احتیاج نہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۲۵

ص۔ فتاوی عالمگیری میں (۱) بحوالہ الجواھر الفتاوی لکھا ہے کہ السماع (یعنی گانا بجانا) قوالی اور ناچ جو ہمارے زمانہ کے (نام نہاد) تصوف کے دعویدار کرتے ہیں یہ حرام ہے اور اس قصد سے وہاں جانا اور وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے اور اسکا حکم اور موسیقی (یعنی راگ باجوں) کا حکم برابر ہے۔ بعض لوگ جو (نام نہاد) اہل تصوف کہلاتے ہیں اسے جائز قرار دیتے میں بعض پہلے مشائخؒ کے فعل سے دلیل لیتے ہیں حالانکہ میرے ہاں تحقیق یہ ہے کہ پہلے مشائخؒ کا فعل ان لوگوں کے فعل سے مغائر ہے پہلے مشائخؒ کے عہد میں تو یہ تھا کہ کبھی کسی نے کوئی ایسا شعر پڑھا جسکا معنی ان کے احوال کے مطابق ہوتا اور جو شخص نرم دل ہوتا وہ جب ایسا کلمہ سنتا جو کسی امر میں اسکے حسب حال ہوتا تو اسپر غشی طاری ہوجاتی پس وہ غیر اختیاری طور پر اٹھتا اور اس سے کچھ غیر اختیاری حرکات سرزد ہو جاتیں۔ اور اس صورت میں یہ بعید نہیں کہ اسکا جواز ہو اور اسپر مواخذہ نہ ہو اور ان مشائخؒ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے وہ فعل کئے جیساکہ ہمارے زمانہ اہل فسق کرتے ہیں اور وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں احکام شرع کا علم نہیں اور تمسک تو اہل دین کے افعال سے کیا جاتا ہے (۲) اور بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ امام الحلوانیؒ سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا گیا جو صوفیا کہلاتے، مخصوص لباس پہنتے، لہو اور رقص کا شغل رکھتے اور اپنے متعلق ایک درجہ پر ہونے کا دعوی رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا اور فرمایا کہ عام لوگوں سے انکا فتنہ ختم کرنے کے لئے ان کی نفی عن البلاد (یعنی انہیں جلا وطن یا قید کرنا) اولی ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۳۵۲۔ اور نفی عن الارض کے مفہوم میں تغریب یعنی جلا وطنی کرنے اور قید کرنے کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۴۶۲ اور ۶/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۲ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ ایسا کرنا قرآن مجید کی توہین ہے! ور قرآن مجید کے ادب تقاضا یہ ہے کہ ایسی مجالس میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے۔ نیز وہ مجلس جس میں موسیقی اور ناچ کے لئے جمع ہوں اس میں بھی قرآن مجید نہ پڑھا جائے جیساکہ کلیسا اور گرجا میں نہ پڑھا جائے اس لئے کہ وہ مجلس شیطانی مجمع ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ جس شخص نے حلف کے وقت قرآن مجید کی توہین کرتے ہوئے اسپر پاؤں رکھا تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور جس شخص نے دف کی تھاپ یا بانسری کے ساتھ قرآن مجید پڑھا تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۲۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ الفتاوی لکھا ہے کہ جس شخص نے، قرآن مجید کو، دف کی تھاپ پر یا ڈنڈے بجانے کیساتھ پڑھا تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی کے ذکر اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف (کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان) کو دف کی تھاپ پر یا ڈنڈے بجانے کیساتھ پڑھنے کا حکم بھی قرآن مجید سے متعلق، مذکورہ حکم کے قریب ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۲۰۵ مطبوعہ مطبع مجتبائی (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالقرآن	حوالہ
۴۹۷-۴	رجل یقرأ القرآن فقال رجل " این چہ بانگ طوفان است [1] "، فھذا کفر	کذا فی المحیط
۵	ولو قال قرآت القرآن کثیرا فما رفعت الجنایۃ عنا یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۶	من قال لغیرہ " قل ھو اللہ احد را پوست باز کردی "، او قال " الم نشرح را گریبان گرفتہٗ " [4] او قال من یقرأ یٰس عند المریض " یٰس در دہانِ مردہ منہ [5] "، او قال لغیرہ " ای کوتاہ تر از انا اعطینٰک الکوثر "، [6] او قال لمن یقرأ القرآن ولا یتذکر کلمۃ " التفت الساق بالساق "، او ملأ وقدحا وجاء بہ وقال " کأسا دھاقا "، او قال " فکانت سرابا " بطریق المزاح او قال عند الکیل والوزن " واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون " بطریق المزاح او قال لغیرہ " دستار الم نشرح بستہٗ [7] "، یعنی ابدیت العلم او جمع اھل موضع وقال " فجمعناھم جمعا "، او قال " وحشرناھم فلم نغادر منھم احدا "، او قال لغیرہ " کیف تقرأ والنازعات نزعا بنصب العین او برفعھا "، وارادبہ الطنز او قال لرجل اقرع " اشتمک فان اللہ تعالٰے قال کلا بل ران " او دعی الی الصلوٰۃ	

[1] ماھذا الصوت الذی کالطوفان - عربی حاشیہ فتادی ہذا۔ یعنی طوفان کی طرح یہ آواز کیسی ہے (مترجم) [2] شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے اذان یا قرأۃ القرآن کی آواز سنی تو مزاح اڑاتے ہوئے یوں کہا کہ " صوت طرفۃ " (یعنی عجیب آواز ہے) تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۰ - حکم نمبر ۲۲/۴۹۸ اور ۱۹/۵۰۱ مع حواشی نیز حکم ۱/۳۹۱ کے پہلے حاشیہ " ب ۳ " ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۳۹۱ کے پہلے حاشیہ " ب ۳ " ملاحظہ ہو (مترجم) [4] قلبت جلد قل ھو اللہ احد او قال تعلقت بخناق الم نشرح - عربی حاشیہ فتادی ہذا یعنی تو نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (یعنی تو کہہ وہ اللہ ایک ہے) کی کھال الٹ دی یا یوں کہا کہ تو نے اَلَمْ نَشْرَحْ (یعنی کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ)

فتویٰ نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۷-۴	کوئی شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہے تو (اس کے متعلق) دوسرے آدمی نے یوں کہا کہ "طوفان کی طرح یہ آواز کیسی ہے تو یوں کہنا کفر ہے [۲]	محیط
۵	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے قرآن مجید بہت پڑھا مگر ہم سے قصور رفع نہ کئے گئے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۳]	خلاصہ
۶	(۱) جس شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "تو نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (آیت ۱ سورہ اخلاص) کی کھال کھینچ دی" (۲) یا یوں کہا کہ "تو نے اَلَمْ نَشْرَحْ (آیت ۱ سورۃ الانشراح) کا گریبان پکڑ لیا" (۳) یا مریض کے پاس سورہ یٰسٓ پڑھنے والے سے یوں کہا کہ "مردہ کے منہ میں یٰسٓ مت رکھ" (۴) یا دوسرے سے یوں کہا۔ اے اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (آیت ۱ سورۃ الکوثر) سے بھی چھوٹے" (۵) یا جو شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی کلمہ یاد نہ آتا ہو تو اسے کسی نے یوں کہا کہ اِلْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ" (آیت ۲۹ سورۃ القیمۃ - یعنی مرتے وقت لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی گویا آثار سکرات الموت شروع ہوگئے) (۶) یا پیالہ بھر کر لایا اور کہا کہ "وَّكَاْسًا دِهَاقًا" (آیت ۳۴ سورۃ النباء - یعنی پیالہ چھلکتا) (۷) یا اس نے یوں کہا کہ "فَكَانَتْ سَرَابًا" (آیت ۲۰ سورۃ النباء - یعنی قیامت کے دن پہاڑ ہو جاویں ریتا) اور یہ (سب) اس نے بطریق مزاح کہا (۸) یا اس نے ناپ تول کے وقت یوں کہا کہ "وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (آیت ۳ سورۃ المطففین یعنی جب ناپ دیں ان کو یا تول دیں تو گھٹا کر دیں) اور یہ اس نے بطریق مزاح کہا (۹) یا اس نے یوں کہا کہ "تو نے اَلَمْ نَشْرَحْ کی پگڑی باندھ لی" یعنی تو نے علم کی ابتدا کر دی (۱۰) یا اس نے کسی جگہ کے لوگوں کو جمع کیا اور یوں کہا کہ "فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا" (آیت ۹۹ سورۃ الکہف - یعنی جب صور پھونکا جائے گا تو پھر جمع کر لا دیں ہم ان کو سارے) (۱۱) یا (مذکورہ صورت میں) اس نے یوں کہا کہ "وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا" (آیت ۴۷ سورۃ الکہف - یعنی اور گھیر بلا دیں ان کو پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو) (۱۲) یا کسی نے (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا آیت ۱ سورۃ النازعات کو درست پڑھنے کی بجائے) دوسرے سے یوں کہا کہ "تو وَالنّٰزِعٰتِ نَزْعًا کو کیسے پڑھتا ہے عین کی نصب کے ساتھ یعنی نَزْعًا یا اس کی رفع کے ساتھ یعنی نَزْعٌ" اور یوں (غلط) بتانے میں اس نے طنز (یعنی تمسخر) کا ارادہ کیا (۱۳) یا کسی نے کسی گنجے آدمی سے یوں کہا کہ میں تجھے گالی دوں گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ كَلَّا بَلْ رَانَ" (آیت ۱۴ سورۃ المطففین - یعنی اس کا اصل مفہوم تو یہ ہے کہ ہرگز ایسا نہیں کر جزا و سزا نہ ہو پر زنگ پکڑا ان کے دلوں پر اور اس نے عربی كَلَّا کو فارسی كَلّہ بمعنی گنجا مراد لیکر یہ کہا کہ اس میں گنجے کیلئے گالی	

کا گریبان پکڑ لیا (مترجم) [۵] لا تضع یٰسٓ فی فم المیت - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی مردہ کے منہ میں سورہ یٰسٓ مت رکھ (مترجم) [۶] یا اقصر من انا اعطیناک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اے انا اعطیناک (کی سورۃ جو کہ صرف تین آیات کی ہے اس) سے بھی چھوٹے (مترجم)
[۷] لففت عمامۃ الم نشرح - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی تو نے الم نشرح کا عمامہ لپیٹ لیا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ، فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالقرآن	حوالہ
۴۹۷-	بالجماعة فقال أنا اصلی وحدی ان الله تعالی قال ان الصلوة تنهی "، او قال لغیره " تفشیله یجوز فان التفشیل یذهب بالریح قال الله تعالی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم "، کفر فی هذه الصور کلها	کذا فی الفصول العمادیة
۷	واذا قال لغیره " خانه چنان پاک کرده که چون والسماء والطارق [۳] قیل یکفر وقال الامام ابوبکر بن اسحق ان کان القائل جاهلا لا یکفر وان کان عالما یکفر و " اذا قال تا عاصفصفا شده است [۴] "، فهذه مخاطرة عظیمة واذا قال لباقی القدر والباقیات الصالحات فهذه مخاطرة عظیمة ایضا	کذا فی الفصول العمادیة
۸	واذا قال " القرآن اعجمی " کفر ولو قال " فی القرآن کلمة عجمیة " ففی کفره نظر هکذا ذکر ابوالقاسم المفسر رح	کذا فی الفصول العمادیة

[۱] قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں فَتَفْشَلُوْا ، فَشِلَ سے ہے اور فَشِلَ یعنی لڑائی کے وقت بزدلی کرنا ، دیر کرنا - ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۲۷ اور تَفْشِیْل یعنی عورت کا بیاہ چاہنا ماخوذ از منتہی الارب ج ا ص ۶۷ اور تفشیل یعنی نکاح کرنا ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۲۷ (مترجم) [۲] فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الفصول العمادیة اس حکم (یعنی $\frac{۲}{۴۹۷}$) میں کل ۱۵ صورتوں کے متعلق کفر کا حکم ہے - اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کسی شخص کے صحیح کلام میں قرآن مجید کے کسی کلمہ کی محض مشارکت سے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اس پر اہل علم کا اتفاق ہے بمفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی ص ۲۰۷ - اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مزاح ، ہنسی اور دل لگی کرنے میں قرآن مجید کی آیت کو داخل کرنا کفر ہے اس لئے کہ ایسا کرنے میں قرآن مجید کی توہین ہے اسی طرح قرآن مجید سے مزاح کرنا (بھی کفر ہے) مثلاً کسی نے یوں کہا کہ تونے قُلْ هُوَ اللّٰهُ کی کھال کھینچ دی یا یوں کہا کہ تونے اَلَمْ نَشْرَحْ کا گریبان پکڑ لیا الخ - البتہ مذکورہ ۱۵ صورتوں میں سے ۱ تا ۱۲ کے متعلق فتاوی بزازیہ میں بھی کفر کا حکم ہے اور صورت ۱۳ تا ۱۵ کے متعلق فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے کہ بعض کے ہاں ان صورتوں میں بھی کفر کا حکم ہے اور امام ابوبکر محمد بن اسحق الکلاباذیؒ کے ہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر یوں کہنے والا صاحب علم ہو تو اس کے متعلق کفر کا حکم ہے اور اگر وہ جاہل ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے - مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۸ ، ص ۳۳۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ قرآن مجید سے مزاح کرنا کفر ہے اور مثالوں میں مذکورہ ۱۵ صورتوں میں سے صورت ۵ تا ۷ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ اگر مذکورہ صورتوں میں کہنے والا جاہل ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی مفہوم ماخوذ

تعداد شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام — قرآن مجید سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۷-	(۱۴) یا کسی کو نماز با جماعت کیلئے بلایا گیا تو اس نے یوں کہا کہ "میں تنہا یعنی اکیلے نماز پڑھوں گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی" (آیت ۴۵ سورۃ عنکبوت یعنی اس کا اصل مفہوم تو یہ ہے کہ بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بری بات سے اور اس نے عربی تنھٰی کو فارسی تنہا بمعنی اکیلے مراد لیا) (۱۵) یا کسی نے دوسرے سے کہا کہ "اسکی تفشیل جائز ہے اسلئے کہ تفشیل سے ریح جاتی رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ (آیت ۴۶ سورۃ انفال ۔ یعنی اسکا اصل مفہوم تو یہ ہے کہ آپسمیں نہ جھگڑو پھر نامراد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا بایں مفہوم کہ تمہارا رعب جاتا رہے گا اور تم بزدل ہو جاؤ گے اور اس نے تفشیل [1] بمعنی نکاح مراد لیا اور یہ کہ اس سے ریح جاتی رہتی ہے) تو ان سب (۱۶) صورتوں میں اس نے کفر کیا [2]	فصول عمادیہ
۷	(۱) جب کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "تو نے گھر کو یوں پاک صاف کیا ہے جیسا کہ "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (آیت ۱ سورۃ الطارق یعنی قسم ہے آسمان کی اور اندھیرا پڑے آنے والے کی)، تو (اسکے متعلق) بعض کا قول ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور امام ابوبکر بن اسحٰقؒ کا قول یہ ہے کہ اگر یوں کہنے والا بے علم شخص ہو تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہو گا اور اگر وہ صاحب علم شخص ہو تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [5] (۲) اور جب (مذکورہ صورت میں) کسی نے یوں کہا کہ "وہ قَاعًا صَفْصَفًا ہو گیا ہے"، (آیت ۱۰۶ سورۃ طٰہٰ یعنی اللہ تعالیٰ کر چھوڑے گا زمین کو چٹیل میدان)، تو یوں کہنا (ایمان کے لیئے) عظیم خطرہ کی بات ہے [6] (۳) اور اگر کسی نے ہانڈی کے بقیہ کے متعلق یوں کہا "وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (آیت ۴۶ سورۃ الکہف یعنی باقی رہنے والی نیکیوں پر بہتر ہے تیرے رب کے ہاں بدلہ) تو یوں کہنا بھی (ایمان کیلئے) عظیم خطرہ کی بات ہے [7]	فصول عمادیہ
۸	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "قرآن مجید عجمی (یعنی غیر عربی زبان میں) ہے" تو اس نے کفر کیا اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "قرآن مجید میں عجمی کلمہ ہے"، تو اس کے کفر ہونے میں تامل ہے [8] یونہی ابوالقاسم المفسرؒ نے ذکر کیا ہے۔	فصول عمادیہ

از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۳ ۔ حکم ۲، ۴، ۷/۴۹۷ مع حواشی (حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ اور حکم ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴"، نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] نظفت البیت مثل وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تو نے گھر کو ایسا صاف ستھرا کیا، جیسا کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (مترجم) [4] صَارَ قَاعًا صَفْصَفًا ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی ہموار چٹیل میدان ہو گیا (مترجم) [5] جیسا کہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ میں اس صورت کے متعلق مذکورہ دونوں قول منقول ہیں (مترجم) [6] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں بحوالہ فتاوی سمرقند لکھا ہے کہ جب کسی نے "قاعًا صَفْصَفًا شدہ ہے" کہا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہو گا لیکن یوں کہنے میں ایمان کیلئے خطرہ عظیم ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ (مترجم) [7] فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ہانڈی اور پلیٹوں میں باقیماندہ کے متعلق یوں کہا کہ "وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت کے حکم میں یہ تفصیل ہونی چاہیئے کہ اگر یوں کہنے والا صاحب علم ہو تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر وہ بے علم ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ حکایت کی گئی ہے کہ امام الصدر الشہیدؒ جنہیں برہان الائمہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا وہ جب خراسان تشریف لائے تو خواص، عوام اور قرآن مجید کے قاریوں نے یہ آیت پڑھتے ہوئے استقبال کیا کہ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ (آیت ۱۷۵ سورۃ النساء یعنی لوگو! تم پاس پہنچ چکی تمہارے رب کیطرف سے (برہان یعنی) سند اور دلیل جس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) تو امام المعروف بزاہدؒ نے فرمایا کہ لوگوں نے رب العزت سے کفر کی بات کہی ہے اور فرمایا کہ یا ایھا الناس ھو لیس ذلک البرھان المذکور فی القرآن"، یعنی اے لوگو یہ وہ برہان نہیں ہے جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۲ ۔ حکم نمبر ۶/۴۹۷ مع آخری حاشیہ، حکم ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ مثلاً "التنور" عربی اور عجمی دونوں زبانوں میں مستعمل ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ	حــوالہ
۴۹۷-۹	فی خزانۃ الفقہ لوقیل لہ لا تقرأ القرآن فقال "بیزار شدم از قرآن [1]" یکفر	کذا فی التتارخانیۃ
۱۰	وفی رسالۃ صدر الصدور و رسالۃ قاضی القضاۃ کمال الملۃ والدینؒ اگر مردی سورتی از قرآن یاد وارد وآن سورۃ بسیاری خواند دیگری گوید کہ "این سورۃ رازبون گرفتہ [3]" کافر گردد	کذا فی التتارخانیۃ
۱۱	وفی التخییر رجل نظم القرآن بالفارسیۃ یقتل لانہ کافر	کذا فی التتارخانیۃ
۴۹۸-	**موجبات الکفر مایتعلق بالصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ** تعداد شق ۲۸	
۱	(ومنہا) مایتعلق بالصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ - لوقال لمریض صل فقال واللہ لا اصلی ابدا ولم یصل حتی مات یکفر وقول الرجل لا اصلی یحتمل اربعۃ اوجہ احدھا لا اصلی لانی صلیت والثانی لا اصلی بامرک فقد امرنی بہا من ھو خیر منک والثالث لا اصلی نسقا مجانۃ فہذہ الثلاثۃ لیست بکفر والرابع لا اصلی اذ لیس یجب علی الصلوٰۃ ولم اؤمر بہا یکفر ولو اطلق وقال لا اصلی لا یکفر لاحتمال ھذہ الوجوہ	کذا فی خزانۃ المفتین

[1] زہقت من القرآن - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی میں قرآن مجید سے اکتا گیا اور بیزار ہوگیا ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲/۴۹۷ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کاب"م" ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] اذا کان رجل یحفظ سورۃ من القرآن ویقرؤھا کثیرا فقال لہ آخر اضعفت ھذہ السورۃ یصیر کافرا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی جب کوئی آدمی قرآن مجید کی کسی سورت کو حفظ کرتا اور اسے بہت پڑھتا ہو تو اسے دوسرے شخص نے یوں کہا کہ "تونے اس صورۃ کو کمزور کردیا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کرنے والا ہے (مترجم) [4] اور جیساکہ البحرالرائق ج ۵ ص۱۳۲ میں ہے اور اسمیں وجہ کفر، واللہ اعلم، غالبا یہ ہے کہ قطعی نصوص موجود ہیں کہ قرآن مجید عربی ہے مثلا اِنَّآ اَنزَلنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا - آیت ۲ سورہ یوسف - یعنی اتارا ہم نے قرآن عربی - یا مثلا ھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ - آیت ۱۰۳ سورہ النحل - یعنی یہ زبان (یعنی قرآن مجید کی زبان) عربی ہے ظاہر - یا مثلا ھٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا - آیت ۱۲ سورہ احقاف - یعنی یہ کتاب ہے سچا کرنیوالی اسکو، بولی عربی - اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ ان القرآن اسم للنظم والمعنی جمیعا یعنی قرآن مجید منظوم کلام (یعنی عبارت) اور معنی دونوں کا نام ہے اہل اصول نے یوں ہی کہا ہے اور الامام الاعظمؒ کے متعلق جو قول منسوب ہے کہ "اگر کسی نے دوران نماز، فارسی زبان میں قرأت کی تو کفایت کرجائے گی"، تو آپ نے اس قول سے رجوع فرمالیا چنانچہ آپ کا قول ہے کہ "عربی زبان پر قدرت کے باوجود، غیر عربی میں قرأت کا جواز نہیں ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ یا تو مجنون ہوگا تو اسکا علاج چاہیے اور یا وہ زندیق ہوگا جس کی سزا قتل ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام عربی میں ہے اور اس کا اعجاز (یعنی اس کا معجزہ قرار پانا) نظم (یعنی عبارت) اور معنی دونوں میں ہے - ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۱۲۰، ص۱۲۱ - نیز یہ کہ فارسی میں منظوم کرنے میں تحریف کا خطرہ ہے اور البحرالرائق میں ہے کہ - جس شخص نے قرآن مجید کی کوئی آیت یا اس کا کوئی حرف، جان بوجھ کر بدل دیا تو اس نے کفر کیا (مفہوم ملخصا ماخوذ از

دفعات وشق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۷-۹	خزانة الفقه میں ہے کہ اگر کسی شخص سے یوں کہا گیا کہ تو قرآن مجید کو کیوں نہیں پڑھتا تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں قرآن مجید سے بیزار ہو گیا ہوں" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۲؎	تتارخانیہ
۱۰	صدر الصدور کے رسالہ اور قاضی القضاۃ کمال الملۃ والدین کے رسالہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی آدمی کو قرآن مجید کی کوئی صورت یاد ہو اور وہ اسے بہت پڑھتا ہو تو دوسرے آدمی نے اسے یوں کہا کہ "تو نے اس صورت کو کمزور (اور دبا ہوا) پاکر پکڑا ہوا ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کرنے والا ہو گا۔	تتارخانیہ
۱۱	التخییر میں ہے کہ کسی (مسلمان) شخص نے قرآن مجید کو فارسی میں نظم کیا تو اسے قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ کفر کرنے والا ہے ۴؎	تتارخانیہ
۴۹۸-	**نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق موجبات الکفر** اور اسمیں ۲۸ شقیں ہیں	
۱	منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں۔ جنکا تعلق نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے ہے ۵؎ (ل) اگر کسی شخص کسی مریض سے کہا کہ "نماز پڑھ"، تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں نماز کبھی نہیں پڑھوں گا اور اس نے نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ وہ مرگیا تو (مذکورہ صورت میں) وہ (یوں کہنے سے) کفر کا ارتکاب کرتا ہے (ب) اور کسی مرد کا یوں کہنا کہ "میں نماز نہ پڑھوں گا"، اس میں چار صورتوں کا احتمال ہے۔ ان میں سے ایک صورت یہ کہ میں نماز نہ پڑھوں گا۔ اسلئے کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میں تیرے حکم سے نماز نہ پڑھوں گا اسلئے کہ مجھے اس ہستی نے نماز کا حکم دے دیا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔ تیسری صورت یہ کہ میں بے سود گناہ کرتے ہوئے (یعنی فسق کا ارتکاب کرتے ہوئے) نماز نہ پڑھوں گا۔ پس ان تینوں صورتوں میں کفر کا حکم نہیں ہے۔ اور چوتھی صورت یہ کہ میں نماز نہ پڑھوں گا کیونکہ نہ مجھپر نماز فرض ہے اور نہ مجھے نماز کا حکم دیا گیا ہے تو اس صورت میں وہ (یوں کہنے میں) کفر کرتا ہے اور اگر کسی نے مطلق یوں کہا کہ میں نماز نہ پڑھوں گا تو (مذکورہ) پہلی تین صورتوں کے احتمال کیوجہ سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہو گا ۶؎	خزانة المفتین

البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴ نیز یہ کہ اس صورت میں نظم قرآن مجید کو کم سمجھنے کا ابہام ہے۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو۔ پس فارسی یا کسی اور زبان میں تالیفِ قرآن مجید خواہ شعر ہوں یا نثر، نص قطعی اور اجماع کے خلاف ہے البتہ متن قرآن مجید کے ساتھ کسی زبان میں افہام و تفہیم اور تبلیغ کے لئے ترجمہ کی تعبیر میں حرج نہیں۔ اور عذر کی صورت میں غیر عربی میں قرأت کے متعلق حکم ۱۳ تا ۱۵/۱۱۵ اور زندیق کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۵۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ، حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا و آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۶؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی نے یوں کہا کہ میں آج فرض نماز نہیں پڑھوں گا اور اس نے یوں کہنے میں اللہ تعالیٰ کا حکم رد کرتے ہوئے نماز سے انکار کیا تو یہ کفر ہے اور اگر اس نے یوں کہنے میں اپنے نفس کی خرابی، بیماری اور سستی کے بیان کا اظہار کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ نماز تراویح کے متعلق یہ کہنا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چھوٹا سا گناہ ہے تو یوں کہنا کفر ہے اس لئے کہ یوں کہنا اس نماز کی توہین کرنا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۰، ص ۳۴۱ اور شرح الفقه الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے نماز کو تھا دنا (یعنی اسے ہلکا اور حقیر سمجھ کر) چھوڑا تو اس نے کفر کیا اور یہی تاویل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے نماز کو متعمداً چھوڑا تو اس نے کفر کیا۔ اور لکھا ہے کہ اگر کسی نے نماز کو تکاسلاً (یعنی کسل اور سستی کی بناپر) چھوڑا تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا (البتہ فسق کا مرتکب ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ثم ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۰۔ حکم نمبر ۲، ۱۹، ۲۰/۴۹۸ نیز ۲۲/۵۰۰ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ	حوالہ
۴۹۸-۲	اذا قیل له صل فقال " تلتبان[1] بود که نماز کند و کار برخویشتن دراز کند " اوقال " دیراست که بیکار نه کرده ام " اوقال " که تواند که این کار بسر برد " اوقال " خردمند در کاری نباید که بسر نتواند برد " اوقال " مردمان از بهر ما میکنند " اوقال " نماز میکنم چیزی بسر نمی آید " اوقال " تو نماز کردی چه بسر آوردی " اوقال " نماز کرا کنم مادر و پدر من مرده اند " اوقال " نماز کرده و ناکرده یکی است " اوقال " چندان نماز کردم که مرا دل بگرفت " اوقال " نماز چیزی نیست که اگر بماند گنده شود " [2] فهذه کله کفر	کذا فی خزانۃ المفتین
۳	اگر یکی را گویند بیا تا نماز کنیم برائے آں حاجت پس او گوید " من بسیار نماز کردم ہیچ حاجتِ من روا نشد " واں برو استخفاف وطنز گوید کافر گردد [4]	کذا فی التتارخانیۃ
۴	ولو قال فاسق للمصلین " بیائید و مسلمانی ببینید " [6] ویشیر الی مجلس الفسق یکفر	کذا فی المحیط
۵	اذا قال " خوش کاری است بی نمازی [8] " فهو کفر	کذا فی المحیط
۶	وکذا اذا قال رجل صل حتی تجد حلاوۃ الطاعۃ " اوقال بالفارسیۃ " نماز کن تا حلاوتِ نماز کرد[9] بیابی [10] " فقال له ذلک الرجل " تو مکن تا حلاوت بی نمازی به ببینی [11] " یکفر	کذا فی المحیط

[1] قلتبان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۲۶۷ کا حاشیہ [12] ملاحظہ ہو (مترجم) [2] الذی یصلی ویطیل الشغل علی نفسه یصیر محرسا اوقال لی مدة لماخل عن الشغل اوقال من یقدر علی ان یفی هذا الامر اوقال لا یلیق بالعاقل ان یکون فی عمل لا یمکنه اتمامه اوقال الناس یصلون لاجلنا اوقال اصلی وما تحصل نتیجة اوقال انت صلیت فما الذی نتیج لك اوقال اصلی لمن امی وابی ماتا اوقال الصلوة وعدم الصلوة سواء اوقال صلیت حتی مل قلبی اوقال لیست الصلوة شیئاً اذا ترکت تتعفن ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی جو شخص نماز پڑھتا ہے اسے یہ کام مدت دراز تک کرنا پڑتا ہے ۔ اور وہ اس سے چمٹ کر رہ جاتا ہے یا یوں کہا کہ مجھے عرصہ ہوگیا ہے کہ بیکار (کام میں) نہیں ہوا ہوں یا اس نے یوں کہا کہ اس کام کو کون پورا کرسکتا ہے یا اس نے یوں کہا کہ دانا شخص کو ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اسے پورا نہ کرسکے یا اس نے یوں کہا کہ لوگ ہمارے لئے نماز پڑھ رہے ہیں یا اس نے یوں کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں کوئی نتیجہ نہیں نکلتا یا اس نے یوں کہا کہ تونے نماز پڑھی تو تجھے اس کا کیا نتیجہ ملا یا اس نے یوں کہا کہ میں کس لئے نماز پڑھوں میرے ماں باپ وفات پاچکے ہیں یا اس نے یوں کہا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے یا اس نے یوں کہا کہ میں نے اتنی نماز پڑھی کہ میرا دل تنگ ہوگیا یا اس نے یوں کہا کہ نماز ایسی چیز نہیں ہے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ خراب ہوجائے گی (مترجم) [3] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ان صورتوں اور ان سے ملتی جلتی صورتوں میں وجہ کفر کے متعلق جو امور لکھے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معارضہ، قلب کے کفر کی علامت ہے اور یہ اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو انکی طاقت سے زیادہ مکلف کیا ہے اور یہ اعتقاد کہ پنجگانہ نماز فرض کفایہ ہے اور یہ اعتقاد کہ نماز پر اجر نہیں اور یہ اعتقاد کہ نماز ان لوگوں پر فرض ہے جنکے ماں باپ، بیوی اور بچے ہوں یا تب فرض ہے کہ وہ نہ ہوں اور یہ اعتقاد طاعت اور معصیت برابر ہیں اور فرض نماز کی تعداد پر اعتراض اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے استہزاء وغیرہ یہ سب امور موجبات الکفر میں سے ہیں

دفعات ضمنی نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام نماز، روزہ، اور زکوۃ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۸-۲	جب کسی شخص سے کہا گیا کہ نماز پڑھ تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "قلتبان[1] (یعنی دیوث) ہو کہ اگر وہ نماز پڑھے اور مدت دراز تک یہ کام اپنے اوپر لازم کرے"، یا اس نے یوں کہا کہ "مجھے عرصہ ہوا ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے"، یا اس نے یوں کہا کہ "اس کام کو کون پورا کر سکتا ہے"، یا اس نے یوں کہا کہ "دانا شخص کو ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اسے پورا نہ کر سکے"، یا اس نے یوں کہا کہ "لوگ ہمارے لئے نماز پڑھ رہے ہیں"، یا اس نے یوں کہا کہ "میں نماز پڑھتا ہوں، کوئی نتیجہ نہیں نکلتا"، یا اس نے یوں کہا کہ "تو نے نماز پڑھی تو تجھے اس کا کیا نتیجہ ملا" یا اس نے یوں کہا کہ "میں کس لئے نماز پڑھوں میرے ماں باپ وفات پا چکے ہیں"، یا اس نے یوں کہا کہ "نماز پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے"، یا اس نے یوں کہا کہ "میں نے اتنی نماز پڑھی کہ میرا دل تنگ ہو گیا"، یا اس نے یوں کہا کہ "نماز ایسی چیز نہیں ہے کہ اگر وہ رہ جائے تو خراب ہو جاتی ہے" تو ان سب (ملا صورتوں میں) اس کا یوں کہنا کفر ہے[3]	خزانۃ المفتین
۳	اگر کسی شخص سے یوں کہیں کہ آؤ تاکہ فلاں حاجت کے لئے نماز پڑھیں تو وہ جواب میں یوں کہے کہ "میں نے نماز پڑھی ہے میری کوئی حاجت پوری نہیں ہوئی" اور وہ یوں طنز کرنے اور نماز کو ہلکا سمجھنے کے طور پر کہے تو یوں کہنے سے وہ کفر کرنے والا ہے[5]	تتارخانیہ
۴	کسی فاسق شخص نے فسق کی مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، نمازیوں سے یوں کہا کہ "آیئے مسلمانی دیکھئے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے[7]	محیط
۵	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "بے نماز ہونا کیا اچھا کام ہے"، تو یوں کہنا کفر ہے[9]	محیط
۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی آدمی نے کسی (شخص) سے یوں کہا کہ "نماز پڑھ تاکہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی مٹھاس پائے" یا اس نے فارسی زبان میں کہا کہ "تو نماز پڑھ تاکہ تو نماز پڑھنے کی مٹھاس پائے" تو اسے اس شخص نے (جواب میں)، یوں کہا کہ "تو نماز مت پڑھ تاکہ تو بے نماز ہونے کی بہتر مٹھاس پائے" تو (یوں کہنے میں)، وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے[12]	محیط

مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۳۷ تا صفحہ ۱۳۹، حکم نمبر ۳۰۱ تا ۴۰۹، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۴، ۴۲۷، ۴۲۸ / ۴۹۸ نیز حکم ۱/۴۹۱ کے پہلا حاشیہ کا "ب ۴" اور اس کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] اذا قیل لرجل تعال نصل من اجل تلک الحاجۃ فقال لھم انا صلیت کثیرا فلم تنتظم لی حاجۃ ابدا وقال ھذا علی وجہ الطعن والاستخفاف یصیر کافرا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جب کسی شخص سے کہا گیا کہ آؤ تاکہ ہم فلاں حاجت کے لئے نماز پڑھیں تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں نے نماز بہت پڑھی ہے میری کوئی حاجت کبھی پوری نہیں ہوئی اور یہ اس نے طنز کرنے اور نماز کو ہلکا سمجھنے کے طور پر کہا تو یوں کہنے میں وہ کفر کرنے والا ہے (مترجم) [5] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو (مترجم) [6] تعالوا وانظروا الاسلامیۃ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی آیئے اور مسلمانی دیکھئے (مترجم) [7] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو (مترجم) [8] عدم الصلوۃ شغل طیبب۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی بے نماز ہونا پاکیزہ کام ہے (مترجم) [9] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ فوز النجاۃ لکھا ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ کیا ہی اچھا ہے یا کہا کہ کیا ہی پاکیزہ ہے وہ آدمی جو نماز نہیں پڑھتا ہے تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اس لئے کہ اس نے معصیت کو اور معصیت کے مرتکب کو اچھا قرار دیا ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۳۹۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] عین ما قبلھا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی فارسی زبان کے اس جملہ کا مفہوم وہی ہے جو اس سے ماقبل عربی جملہ کا مفہوم ہے (مترجم) [11] لا تصل انت حتی تجد حلاوۃ عدم الصلوۃ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تو نماز مت پڑھ تاکہ تو بے نماز ہونے کی مٹھاس پائے (مترجم) [12] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالصلوۃ والصوم والزکوۃ	حوالہ
۴٩٨-٧	واذا قیل لعبد صل فقال " لا اصلی فان الثواب یکون للمولی " یکفر	کذا فی المحیط
٨	واذا قیل لرجل صل فقال " ان اللہ تعالی نقص من مالی فانا انقص من حقہ " فھو کفر	کذا فی المحیط
٩	رجل یصلی فی رمضان لا غیر ویقول " این خود بسیار است " او یقول " زیادہ می آید"[٣] لان کل صلوۃ فی رمضان تساوی سبعین صلوۃ " یکفر	کذا فی المحیط
١٠	اذا صلی الی غیر القبلۃ متعمدا فوافق ذلک القبلۃ قال ابو حنیفۃ رح ھو کافر وبہ أخذ الفقیہ ابو اللیث رح	کذا فی المحیط
١١	وکذا اذا صلی بغیر طھارۃ او صلی مع الثوب النجس ولو صلی بغیر وضوء متعمدا یکفر قال الصدر الشھید وبہ نأخذ	کذا فی المحیط
١٢	وفی کتاب التحری اذا تحری ووقع تحریہ علی جھۃ فترک تلک الجھۃ وصلی الی جھۃ اخری روی عن ابی حنیفۃ رح انہ قال اخشی علیہ الکفر لاعراضہ عن القبلۃ واختلف المشائخ فی کفرہ قال شمس الائمۃ الحلوانی رح الاظھر انہ اذا صلی الی غیر القبلۃ علی وجہ الاستھزاء والاستخفاف یصیر کافرا	کذا فی المحیط

[١] جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے نیز لکھا ہے کہ غلام کی نماز کا ثواب اس کے آقا کے لئے نہیں ہوتا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٤٠ اور (مذکورہ صورت کے متعلق) شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اسکے مالک کو سبب بننے کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے۔ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ١٠١٤ھ ص ١٣٨ (مترجم) [٢] حکم نمبر ١/۴٩١ کا پہلا حاشیہ اور حکم نمبر ٢/۴٩٨ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [٣] ھذا کثیر او یقول ھذا زیادۃ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی یہ بہت ہے یا یوں کہا کہ یہ زیادہ ہے (مترجم)، [۴] چنانچہ اس صورت کے متعلق شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اس لئے کہ وہ یہ اعتقاد کرتا ہے کہ ثواب کا کئی گنا ہونا اصل اطاعت اور عبادت کی تعداد کو ساقط کردیتا ہے اور یہ کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ١٠١٤ھ ص ١٣٨ حکم نمبر ١/۴٩١ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [٥] جیساکہ بحوالہ المحیط شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں وہ المستخف (یعنی اسے ہلکا اور حقیر سمجھنے والے) کی طرح ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ المستخف کی طرح ایسا کرنے کو جائز سمجھنے والا ہے اور اسی حکم کو فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہے یعنی اس پر فتوی دیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ١٠١٤ھ ص ١۴٠۔ حکم نمبر ١٢/۴٩٨ اور حکم نمبر ١١٠، ٢٦/١٢٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) [٦] فتاوی بزازیہ میں مذکورہ صورتوں کے متعلق اختلاف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسمیں النوادر اور المبسوط کی روایات مختلف ہیں بعض نے مبسوط کی روایت کے بموجب عدم کفر کا حکم دیا ہے اور بعض نے النوادر کی روایت کے

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۸-۷	جب کسی غلام سے کہا گیا کہ نماز پڑھ تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "میں نماز نہیں پڑھوں گا اس لئے کہ وہ ثواب (میرے) آقا کے لئے ہوگا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [1]	محیط
۸	جب کسی آدمی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں نقصان کر دیا ہے پس میں، اس کے حق میں نقصان کروں گا"، تو یوں کہنا کفر ہے [2]	محیط
۹	کوئی آدمی صرف رمضان شریف میں نماز پڑھتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ "یہی بہت ہے"، یا یوں کہتا ہے کہ "اسی قدر نماز زیادہ قرار پاتی ہے اس لئے کہ رمضان شریف میں ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [3]	محیط
۱۰	جب کسی شخص نے جان بوجھ کر (یعنی بغیر کسی شرعی عذر کے اور ہلکا جان کر) قبلہ کے سوا کسی اور طرف رخ کر کے نماز پڑھی مگر اتفاق سے وہ سمت قبلہ کی تھی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ (ایسا کرنے میں) وہ کفر کرنے والا ہے اور فقیہ ابو اللیثؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے [5]	محیط
۱۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب کسی شخص نے (جان بوجھ کر بغیر کسی شرعی عذر اور ہلکا جان کر) بغیر طہارت کے یا ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو یہی حکم ہے (یعنی ایسا کرنے میں وہ کفر کرنے والا ہے) اور اگر کسی آدمی نے جان بوجھ کر (اور بغیر کسی شرعی عذر کے اور ہلکا جانتے ہوئے) بغیر وضو کے نماز پڑھی تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے الصدر الشہیدؒ نے کہا ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں [6]	محیط
۱۲	اور کتاب التحری میں مذکور ہے کہ جب کسی شخص نے (قبلہ کا رخ معلوم کرنے کیلئے) تحری کی اور اسکی تحری (یعنی غور و فکر سے قائم کردہ اس کی غالب رائے) میں ایک سمت قبلہ قرار پائی پھر اس نے وہ سمت چھوڑ کر کسی اور طرف رخ کر کے نماز پڑھی تو (اسکے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس پر کفر کا خوف کرتا ہوں کیونکہ اس نے (نماز پڑھنے میں بغیر عذر) قبلہ کی سمت سے روگردانی کی ہے۔ اور مشائخؒ نے اسکے کفر ہونے کے متعلق اختلاف کیا ہے شمس الائمۃ الحلوانیؒ کا قول ہے کہ زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ جب اس نے قبلہ کی سمت کے علاوہ رخ کر کے نماز پڑھی اور اس کا یوں کرنا مزاح کرنے اور ہلکا سمجھنے کے طور پر تھا تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کرنے والا ہے [7]	محیط

بموجب کفر کا حکم دیا ہے فقہاءؒ نے کہا ہے کہ بغیر طہارت نماز پڑھنا بوجہ عدم شرط، نماز ہی قرار نہیں پاتی پس کفر نہ ہوگا اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بغیر طہارت نماز میں اس نے اسے ہلکا سمجھا ہے پس ایسا کرنا کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۱۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ بہت سے لوگ یہ وہم کرتے ہیں سجدہ مفردہ، بغیر طہارت کے جائز ہے اور وہ بسا اوقات غیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور اسکے کفر ہونے میں اختلاف ہے (حکم نمبر ۴۵، ۵۵، ۵۰۲/۵۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں) اور لکھا ہے کہ بغیر طہارت نماز پڑھنا گناہ ہے اسے کفر نہ کہنا چاہیئے لیکن اگر وہ ایسا کرنا جائز سمجھے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی ایسا کرنا کفر ہوگا) نیز لکھا ہے کہ جس نے ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی یعنی اس نے پاک کپڑے پر قدرت ہونے کے باوجود ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی تو اس نے کفر کیا جبکہ اس نے ایسا کرنا جائز سمجھا ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنا گناہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے جیساکہ اس نے نماز نہیں پڑھی اور محض نماز کے ترک سے (علی الاطلاق) وہ کفر کا مرتکب نہیں ہوتا (حکم نمبر ۱/۴۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہو) ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م سنہ ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۰۔ حکم نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۸/۴۹۸ اور حکم نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[7] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ ظنِ غالب کے بموجب اسکی تحری میں قرار یافتہ سمتِ قبلہ قطعی سمتِ قبلہ کے حکم میں ہے اور لکھا ہے کہ اسمیں بھی وہی حکم متحقق ہوگا جو جان بوجھ کر سمتِ قبلہ سے علاوہ سمت کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م سنہ ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۰۔ اور جان

(جان بوجھ کر) سمت قبلہ سے علاوہ سمت کی طرف نماز پڑھنے کے متعلق، حکم نمبر ۱۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالصلوة والصوم والزکوة	حوالہ
١٣-٤٩٨	ولو ابتلی انسان بذلک لضرورة بان کان یصلی مع قوم فاحدث واستحی ان یظهر وکتم ذلک وصلی هکذا اوکان بقرب من العدو نقام وصلی وهو غیر طاهر قال بعض مشائخنا لا یصیر کافرا لانه غیر مستهزئ ومن ابتلی بذلک لضرورة اولحیاء ینبغی ان لا یقصد بالقیام قیام الصلوة ولا یقرأ شیأ واذا احنی ظهره لا یقصد الرکوع ولا یسبح حتی لا یصیر کافرا بالاجماع	کذا فی المحیط
١٤	واذا صلی علی ثوب نجس قال بعضهم لا یصیر کافرا	کذا فی المحیط
١٥	ولو اقتدی بصبی اومجنون اوامرأة اوجنب اومحدث وصلی الوقتیه وعلیه فائتة وهو ذاکرها لایصیر کافرا فی قولهم جمیعا	کذا فی المحیط
١٦	قال[1] الصلوة فریضة لکن رکوعها وسجودها لا[2] لا یکفر لانه یؤول وان انکر فرضیة الرکوع والسجود مطلقا یکفر حتی اذا انکر فرضیة السجدة الثانیة یکفر ایضا لرده الاجماع والتواتر	کذا فی الینابیع
١٧	ولو قال[3] اگر کعبه قبله نبودی وبیت المقدس قبله بودی من نماز بکعبه کردمی وبه بیت المقدس نکردمی[5] "وفی تجنیس الملتقط ولو قال[4] اگر فلاں قبله گردد روی سوی او نکنم" او "قال اگر فلاں ناحیه کعبه گردد روی سوی او نکنم[6]" وفی التخییر رجل قال" قبله دو است[8] یعنی الکعبه وبیت المقدس" کفر	کذا فی الینابیع

[1] حکم نمبر ١٨،١١/٤٩٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ١٠٦ تا ١٠٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ١٠،٩/١٨٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ٣٠/٤٩٦ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] ان لم تکن الکعبة قبلة وکان بیت المقدس هو القبلة کنت اصلی علی الکعبة والا اصلی علی بیت المقدس عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اگر کعبہ شریف قبلہ نہ قرار پاتا اور بیت المقدس ہی قبلہ ہوتا تب بھی میں کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھتا اور بیت المقدس شریف کی طرف نماز نہ پڑھتا (مترجم) [6] ان کان فلان یصیر قبلة لا اوجه وجهی نحوه اوقال ان کان نلات یصیر ناحیة الکعبة لا اوجه وجهی نحوه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اگر فلاں قبلہ قرار پائے تب بھی میں اسکی طرف رخ نہ کروں یا یوں کہا کہ اگر فلاں کعبہ کی طرف ہو جائے تو میں اسطرف (نماز میں) رخ نہ کروں (مترجم) [7] حکم نمبر ١٠/٤٩٨ ملاحظہ ہو۔ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھے دس نمازوں کا حکم دیں تو میں نہ پڑھوں یا اس نے یوں کہا کہ اگر قبلہ اس سمت کو ہو تو میں نماز نہ پڑھوں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے نیز لکھا ہے کہ اگر یوں کہنے میں وہ ترک عمل کا عزم مراد لے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا کیونکہ ترک عمل سے کفر لازم نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری

دفعات شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۸-۱۳	اگر کوئی انسان مذکورہ امر (مثلاً بغیر طہارت نماز پڑھنے) میں کسی ضرورت کی بنا پر مبتلا ہوا مثلاً وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اور بے وضو ہوگیا اور وہ اسے ظاہر کرنے سے شرما گیا اس نے اس امر کو چھپایا اور اسی طرح نماز پڑھتا رہا یا وہ دشمن کے قریب تھا وہ اٹھا اور اس نے بغیر طہارت ہی نماز پڑھی تو (اس کے حکم کے متعلق) ہمارے بعض مشائخؒ نے کہا ہے کہ وہ کفر کرنے والا نہ ہوگا اس لئے کہ (ان صورتوں میں) وہ مزاح کرنے والا (یا استخفاف کا مرتکب) نہیں ہے۔ اور جو شخص مذکورہ امر (یعنی مثلاً بغیر طہارت نماز پڑھنے) میں کسی ضرورت یا حیا کی وجہ سے مبتلا ہوگیا تو اسے چاہیے کہ وہ قیام (یعنی کھڑا ہونے کی حالت) میں نماز کے قیام کی نیت نہ رکھے اور قرائت بھی کچھ نہ کرے اور جب اپنی پیٹھ جھکائے تو اس میں رکوع کی نیت نہ کرے اور نہ تسبیح پڑھے تاکہ وہ بالاجماع (یعنی کسی کے ہاں بھی) کفر کرنے والا نہ ہو [۱]	محیط
۱۴	جب کسی شخص نے کسی ناپاک کپڑے پر نماز پڑھی تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض فقہاءؒ نے کہا ہے کہ وہ اس سے کفر کرنے والا نہ ہوگا [۲]	محیط
۱۵	اگر کسی شخص نے کسی بچہ یا مجنون (یعنی پاگل)، یا عورت یا جنبی یا بے وضو شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا کی اور اس نے وہ وقتی نماز اس حالت میں پڑھی کہ اس پر قضا نماز باقی تھی [۳] اور وہ اسے یاد تھی تو (اس صورت میں) سب کے قول میں وہ کفر کرنے والا نہ ہوگا	محیط
۱۶	کسی شخص نے یوں کہا کہ نماز فرض ہے لیکن اس کا رکوع اور سجود فرض نہیں ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ تاویل کرتا ہے اور اگر کسی نے مطلقاً رکوع و سجود کی فرضیت کا انکار کیا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے حتیٰ کہ اگر جب اس نے دوسرے سجدہ کی فرضیت کا انکار کیا تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے اجماع اور تواتر کو رد کیا ہے [۴]	ینابیع
۱۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ (ا) "اگر کعبہ شریف قبلہ نہ قرار پاتا اور بیت المقدس (ہی) قبلہ ہوتا تب بھی میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور بیت المقدس کی طرف نہ پڑھتا (ب)، اور تجنیس الملتقط میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں قبلہ قرار پائے تب بھی اس کی طرف رخ نہ کروں (ج)، یا اس نے یوں کہا کہ اگر فلاں کعبہ کی جانب ہو جائے تو میں اس طرف (نماز میں) رخ نہ کروں [۸] (د)، اور التخییر میں ہے کہ کسی آدمی نے یوں کہا کہ (نماز کے لئے اب) قبلہ دو ہیں کعبہ شریف اور بیت المقدس شریف تو (مذکورہ ان سب صورتوں میں) اس نے کفر کیا [۹]	ینابیع

عربی ج ۶ ص ۳۲۷ حکم نمبر ۷/۴۹۶ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں قبلہ ہوتا یا وہ قبلہ کی جہت ہوتا تو میں (نماز میں) اس کی طرف رخ نہ کرتا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اس لئے کہ اس صورت میں وہ گویا کہ ابلیس کی طرح ہے جبکہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو قبلہ کی طرح قرار دیا گیا تھا نیز لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے پانچ نمازوں سے زیادہ کا حکم دیں تو میں انہیں نہ پڑھوں گا یا یوں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے رمضان شریف کے روزوں سے زیادہ کا حکم دیں یا زکوٰۃ میں چالیسویں حصہ سے زیادہ کا حکم دیں تو میں (ادا) نہ کروں تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۳۲، ص ۱۳۹ احکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ حکم نمبر ۵ ج/۴۹۶ میں وجہ کفر ۲ ک/۴۹۷ اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] القبلۃ اثنان۔ عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا۔ یعنی قبلہ دو ہیں۔ مترجم) [۹] حکم نمبر ۵ ج/۴۹۶ میں وجہ کفر اور حکم نمبر ۲ ک/۴۹۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالصلوۃ والصوم والزکوۃ	حوالہ
۴۹۸-۱۸	قال ابراهیم بن یوسف[1] لو صلی ریاء فلا اجر له وعلیه الوزر وقال بعضهم یکفر وقال بعضهم لا اجر له ولا وزر وهو کان لم یصل	کذا فی التتارخانیة
۱۹	وفی مصباح الدین سئل ابوحفص الکبیر[2] عن رجل اتی المشرکین وقد ترک صلوة او صلوتین فان کان تعظیما لهم کفر ولیس علیه قضاء الصلوة وان اتی ذلک بفسق لم یکفر وقضی ما ترک	کذا فی التتارخانیة
۲۰	وفی الیتیمة سئل عمن اسلم وهو فی دارنا ثم بعد شهر سئل عن الصلوات الخمس فقال لا اعلم انها فرضت علی قال کفر الا ان یکون فی حدثان ما اسلم	کذا فی التتارخانیة
۲۱	رجل قال للمؤذن حین اذّن کذبت یصیر کافرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	فی التخییر مؤذن اذن فقال رجل، این بانگ غوغا است که، یکفر ان قال علی وجه الانکار وفی الفصول ولو سمع الاذان فقال، هذا صوت الجرس، یکفر	کذا فی التتارخانیة

[1] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں لکھا ہے کہ جس شخص نے سجدہ، یا نماز بغیر طہارت کے اور بطور ریاکاری کے ادا کی تو اس نے کفر کیا اور اگر اس نے بطور حیا ایسا کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ بغیر طہارت اور بطور ریا کے (ایسا کرنے میں اس معصیت کو اور غلیظ کر دیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۰۔ حکم نمبر ۱۱، ۱۳ / ۴۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور ریا کی نظیر کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جب کسی شخص نے قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ کیا اور اسے ریا کا خوف ہوا تو اس وجہ سے قرآن مجید پڑھنا ترک نہ کرے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵، بحث ۴۸. باب ۴. ص ۳۱۸ (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱۳ / ۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱ب / ۴۹۸ میں تیسری صورت اور حکم نمبر ۲۰، ۱۲ / ۴۹۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر مؤلفہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۳۹ میں ہے۔ حکم نمبر ۱ب / ۴۹۸ میں چوتھی صورت اور حکم نمبر ۲، ۱۹ / ۴۹۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۲۳ / ۴۹۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[6] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے کہ جو شخص اذان دینے والے پر سے گذرا اور کہا کہ "تو نے جھوٹ کہا"، تو اس نے کفر کیا۔ ماخوذ از شرح

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام نماز روزہ اور زکوۃ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۸-۱۸	ابراہیم بن یوسف نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے بطور ریا (یعنی محض دکھاوے کے لئے) نماز پڑھی تو اس کے لئے (اس نماز کا) کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ اس پر اس ریا کا بوجھ ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس کے لئے نہ ثواب ہے نہ اس پر گناہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں [1]	تتارخانیہ
۱۹	مصباح الدین میں مذکور ہے کہ ابوحفص الکبیرؒ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو مشرک لوگوں کے ہاں آیا تو اس نے ایک یا دو نمازیں چھوڑ دیں تو (اس کے حکم کے متعلق آپ نے فرمایا کہ) اگر اس نے ان کی تعظیم کی خاطر ایسا کیا تو اس نے کفر کیا اور اس پر ان نمازوں کی قضا لازم نہ ہوگی [2] اور اگر اس نے بطور فسق (یعنی گناہ کے ارتکاب کے طور پر) ایسا کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور جو نمازیں اس نے چھوڑ دیں انہیں قضا کریگا [3]	تتارخانیہ
۲۰	الینیمہ میں مذکور ہے کہ اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو اسلام لایا درآنحالیکہ وہ دارالاسلام میں ہے پھر مہینہ بعد اس سے پانچ نمازوں کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ پر فرض کی گئی ہیں" تو (اسکے حکم کے متعلق) کہا کہ اس نے کفر کیا [4] لیکن اگر اس نے اسلام لانے کے بعد آغاز زمانہ یوں کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس نے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب نہیں کیا [5]	تتارخانیہ
۲۱	کسی آدمی نے مؤذن سے جبکہ وہ اذان کہہ رہا تھا یوں کہا کہ "تو نے جھوٹ کہا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کرنے والا ہے [6]	قاضیخان
۲۲	(و) التخییر میں مذکور ہے کہ کسی مؤذن نے اذان کہی تو کسی آدمی نے یوں کہا کہ "یہ شور کی آواز ہے"، تو اگر اس کا یوں کہنا انکار کے طور پر ہو تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (ب) اور الفصول میں ہے کہ کسی شخص نے اذان سنی تو کہا "یہ گھنٹی کی آواز ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [8]	تتارخانیہ

... الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ۔ ص ۱۵۰ ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ اور آخری ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] ھذا صوت غوغا عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی یہ شور کی آواز ہے (مترجم) [8] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ کسی شخص نے اذان کی آواز سن کر کہا کہ صوت طرفۃ (یعنی نئی چیز کی آواز ہے ۔ طُرْفَۃٌ یعنی نئی چیز ۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۲ ص ۱۹۳ ۔ طُرْفَۃٌ لطیفہ، نئی چیز ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۷۴۲) اور اس کا یوں کہنا استہزاً یعنی بطور مزاح اور ٹھٹھا کرنے کے تھا تو (ایسا کرنے میں) اس نے کفر کیا اور بحوالہ التتمۃ لکھا ہے کہ کسی نے اذان کے دوران اذان دینے والے سے یوں کہا کہ "اذِنْ (یعنی اذان کہہ) اور اسکا یوں کہنا اسکی اذان سے مزاح اور ٹھٹھا کرنے کے طور پر تھا تو یہی حکم ہے (یعنی یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے) اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ کسی نے اذان کی آواز سنی تو یوں کہا کہ ھذا صوت غیر المعارف او صوت الاجانب (یعنی یہ غیر معروفوں کی آواز ہے یا یوں کہا کہ اجنبیوں کی آواز ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر صاحب شرح الفقہ الاکبرؒ لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ جب کسی شخص نے کسی اجنبی مؤذن کی آواز سنی اور یوں کہا کہ یہ اجنبی کی آواز ہے یا غیر معروف کی آواز ہے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہوگا ۔ نیز لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے بے وقت اذان استہزاً کہی اور کسی نے اس کے متعلق یہ مذکورہ الفاظ کہے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۰ ۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وار شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ	حوالہ
۲۳-۴/۹۸	اذا قیل لرجل اد الزکوٰۃ فقال لا اؤدی یکفر قیل مطلقا وقیل فی الاموال الباطنۃ لا یکفر وفی الاموال الظاہرۃ یکفر وینبغی ان یکون فصل الزکوٰۃ علی الا تاویل التی مرت فی الصلوٰۃ	کذا فی الفصول العمادیۃ
۲۴	ولو قال[1] لیت صوم رمضان لم یکن فرضا[2] فقد اختلف المشائخ[3] فی کفرہ والصواب ما نقل عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل[4] ان ہذا علی نیتہ ان نوی انہ قال ذلک من اجل ان لا یمکنہ اداء حقوقہ لا یکفر ولو قال عند مجئی شہر رمضان - آمد آن ماہ گران[5] ، قال "جاء الضیف الثقیل" یکفر اذا قال عند دخول رجب " بعقابہا اندر افتادم[6] " ان قال ذلک تہاونا بالشہور المفضلۃ یکفر وان اراد بہ التعب لنفسہ لا یکفر وینبغی ان یکون الجواب فی المسئلۃ الاولی علی ہذا الوجہ	کذا فی المحیط
۲۵	رجل قال " روزہ ماہ رمضان زود بگراید " فقد قیل انہ یکفر وقال الحاکم عبد الرحمٰن[7] لا یکفر	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ١/٢٣١ اور ١٧/٤٩٨ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جس شخص سے کہا گیا کہ تو زکوٰۃ کیوں نہیں ادا کرتا تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں کب تک یہ غرامۃ (یعنی تا وان) دیتا رہوں گا تو اس نے یوں کہنے میں کفر کیا اور اگر اس شخص سے جس پر زکوٰۃ واجب تھی یہ (مذکورہ قول) کہا گیا (یعنی یہ کہا گیا کہ تو زکوٰۃ کیوں ادا نہیں کرتا) ، تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ میں (زکوٰۃ) نہیں جانتا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور لکھا ہے کہ صحیح حکم میں تفصیل ہے کہ جب اس نے اللہ کے حکم کو رد کرنے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرنے کے طور پر یوں کہا تو اس نے کفر کیا ورنہ نہیں نیز لکھا ہے کہ کوئی شخص اسلام لایا اور اس کے بعد وہ دار الاسلام میں مہینہ یا زیادہ رہا اور اس کے بعد اس سے پانچ نمازوں اور زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ فرض ہیں تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اور پھر صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ حکم نماز کے متعلق تو ظاہر ہے مگر زکوٰۃ کے متعلق محل بحث ہے لیکن اگر وہ ان لوگوں میں سے ہو جن پر زکوٰۃ فرض ہے تو پھر محل بحث نہیں ہے (یعنی اگر اس پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہے اور پھر مذکورہ صورت میں اس نے مذکورہ جواب دیا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کیا) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ١٠١٤ھ ص ١٥٦ ، ص ١٣٩ - حکم نمبر ١/٤٩١ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ٢/٢٥٠ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور نماز کے متعلق مذکورہ احکام کے متعلق حکم نمبر ١ تا ٢٠/٤٩٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٢٥ میں ہے ، (مترجم)

دفعات و متن نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام نماز، روزہ اور زکوۃ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۸-۲۳	(ا) جب کسی آدمی سے کہا گیا کہ زکوۃ ادا کر تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "میں زکوۃ ادا نہیں کرتا" تو اس کے حکم کے متعلق، بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ مطلقاً کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۱] اور بعض کا قول یہ ہے کہ اموال باطنہ [۲] (یعنی غیر ظاہر اموال) کی صورت میں (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اموال ظاہرہ میں (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (ب) اور زکوۃ کے ان احکام میں بھی وہ تفصیل ہونی چاہیئے جو تفصیل نماز سے متعلق ان احکام میں مذکور ہے [۳]	فصول عمادیہ
۲۴	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "کاش رمضان شریف کے روزے فرض نہ ہوتے" تو (یوں کہنے میں) اس کے کفر قرار پانے کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے درست حکم وہ ہے جو الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل سے منقول ہے کہ اس (کے حکم) کا مدار اس کی نیت پر ہے اگر یوں کہنے میں اس کی نیت یہ تھی کہ اس سے رمضان شریف کے حقوق کا ادا ہونا ممکن نہیں تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۴] (ب) اگر کسی شخص نے رمضان شریف کی آمد پر یوں کہا کہ "بوجھل مہینہ آگیا" [۵] یا کسی نے یوں کہا کہ "بوجھل مہمان آگیا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (د) جب کسی شخص نے ماہ رجب المرجب داخل ہونے پر یوں کہا کہ "میں اس کی سزا میں جا پڑا" [۶] تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے مذکورہ قول فضیلت یافتہ مہینوں کے متعلق تہاون (یعنی اس کی توہین کرنے اور حقیر سمجھنے) کے طور پر کہا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے مذکورہ قول میں اپنے نفس کی مشقت (دتھکاوٹ) مراد لی تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۷] اور پہلے مسئلہ (یعنی مذکورہ ۲۴ب/۴۹۸) میں بھی اسی تفصیل سے جواب ہونا چاہیئے۔	محیط
۲۵	کسی آدمی نے یوں کہا کہ ماہ رمضان شریف کے روزے جلدی آپڑتے ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور الحاکم ابو عبدالرحمٰن کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۸]	محیط

[۵] جاء ذلک الشہر الثقیل - عربی حاشیہ فتاوی - یعنی وہ بوجھل مہینہ آگیا (مترجم)، [۶] وقعنا فی العقوبات - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی ہم سزاؤں میں جا پڑے (مترجم)

[۷] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں مذکورہ فقروں (یعنی بوجھل مہینہ آگیا یا بوجھل مہمان آگیا یا ہم اسکی سزا میں جا پڑے) کے متعلق لکھا ہے کہ اگر اسکا یوں کہنا بطور تحقیر کے ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس کا یوں کہنا اس کے اپنے ضعف اور بھوک کی بنا پر ہے تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۱ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس شخص نے رمضان شریف کے متعلق یوں کہا کہ یہ لمبا مہینہ آگیا اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ بوجھل مہینہ آگیا یا کسی نے رجب المرجب کا مہینہ داخل ہونے پر یوں کہا کہ ہم اسکی سزا میں جا پڑے اور وہ رمضان شریف یا نیکیوں کے موسم کے متعلق بطور توہین کرنے اور تحقیر کرنے کے یوں کہتا ہے اور شرعاً جسکی محبت کا حکم دیا گیا ہے وہ اس شرعی حکم کے خلاف طبعی کراہت کرتا ہے تو ایسا کرنے میں اس نے کفر کیا اسی طرح بشرعاً فضیلت یافتہ مہینوں کے متعلق بطور توہین کرنے کے یوں کہے کہ ہم اس میں ایکبار پھر جا پڑے یا یوں کہا کہ اسکی تکلیفوں میں جا پڑے تو یوں کہنے میں اس نے کفر کیا اور اگر یوں کہنے میں اس کی مراد اپنے نفس کی مشقت تھی تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ نفس کی مشقت ایک فطری امر ہے بندے کے اختیار میں داخل نہیں بلکہ اجر بقدر مشقت ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ، ص ۱۵۴، حکم نمبر ۱۳/۴۹۵، ۲۴، ۲۵/۴۹۸ اور ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۸] حکم نمبر ۲۶، ۲۴/۴۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

تعداد شق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بالعلم والعلماء	حوالہ
۴۹۸-۲۶	ولو قال "چندازیں روزہ کہ مرا دل بگرفت [1]" فھذا کفر	کذا فی المحیط
۲۷	ولو قال "ھذہ الطاعات جعلھا اللہ تعالی عذابا علینا"، ان تأول ذلک لا یکفر وکذا لو قال لو لم یفرض اللہ تعالی ھذہ الطاعات کان خیرا لنا لا یکفر ان تأول ذلک	کذا فی المحیط
۲۸	اگر گوید "مرا نماز نمی سازد" یا "حلال نمی سازد"، یا "نماز از بہر چہ کنم کہ زن ندارم وبچہ ندارم" یا گوید "نماز را برطاق نہادم"، یکفر فی جمیع ھذہ الصور	کذا فی خزانۃ المفتین
۴۹۹-	**موجبات الکفر مایتعلق بالعلم والعلماء** تعداد شق ۲۸	
۱	(ومنھا مایتعلق بالعلم والعلماء [5]) فی النصاب من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر	کذا فی الخلاصۃ
۲	واذا قال لرجل مصلح "دیدار وی نزد من چناں است کہ دیدار خوک [6]"، یخاف علیہ الکفر	کذا فی الخلاصۃ
۳	ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیھا من غیر سبب	کذا فی البحر الرائق
۴	ویکفر بقولہ لعالم "ذکر الحمار فی استِ علمک"، یرید علم الدین	کذا فی البحر الرائق

[1] کم من ھذا الصیام الذی مللت عنہ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہ روزے کتنے؛ جبکہ میرا دل ان سے اکتا گیا ہے (مترجم) [2] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ "رمضان شریف کے روزے کتنے؟ میں تو ملول ہوگیا ہوں یعنی میں انہیں ناپسند کرنے لگا ہوں تو یوں کہنا کفر ہے اور اگر اس نے ملول ہونا بمعنی السامۃ (یعنی تھکاوٹ) مراد لیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا) اس لئے کہ اس معنی کی نفی (انسانوں کی بجائے) ملائکہ سے مخصوص ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ (آیت ۳۸ سورہ حم سجدہ یعنی اور وہ (فرشتے) نہیں تھکتے) وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۴۔ حکم نمبر ۲۴، ۲۵ / ۴۹۸ اور حکم نمبر ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ یہ عبادات اللہ تعالی نے ہم پر عذاب بنادی ہیں اور اس نے بغیر تاویل یوں کہا تو اس نے کفر کیا اس لئے کہ عبادات تو اللہ تعالی نے اس لئے بنائی ہیں کہ آخرت میں ثواب کا سبب ہوں اور عذاب رفع ہو ورنہ اللہ تعالی تو سب کی عبادات اور ثواب و عذاب سے غنی ہے اور اگر اس نے یوں کہنے میں یہ تاویل کی کہ عبادات کو عذاب کہنے سے مراد التعب (یعنی مشقت اور تھکاوٹ) ہے تو پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۴۔ حکم نمبر ۲۴ تا ۲۶، ۲۰ ب / ۴۹۸ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ اگر اللہ تعالی (یہ عبادتیں) فرض نہ کرتے تو ہمارے لئے خیر ہوتا اور اس نے بغیر تاویل یوں کہا تو اس نے (یوں کہنے میں) کفر کیا اس لئے کہ خیر اس میں ہے جسے اللہ تعالی نے اختیار کیا لیکن اگر وہ یوں کہنے میں تاویل کرے اور خیر کہنے میں زیادہ سہل ہونا مراد لے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۴۔ نیز فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص کا مقروض عمرو ادا کرنے آیا تو اس کے قرضخواہوں نے اس سے یوں کہا کہ عمرو کو عورت کی شرمگاہ میں ڈال"، تو اگر اس نے یوں کہنے میں عمرو اور رمع کی توہین کا ارادہ نہ کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص نے نماز فجر پڑھی اور پھر یوں کہا

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — علم اور علماء سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۸ - ۲۶	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "یہ روزے کتنے ؟ جبکہ میرا دل ان سے ملول ہوگیا ہے (یعنی اکتا گیا ہے) تو یوں کہنا کفر ہے ۲	محیط
۲۷	(ا) کسی شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالی نے یہ عبادتیں ہم پر عذاب بنادی ہیں تو اگر اس نے یوں کہنے کی تاویل کی تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۳ (ب) اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالی ان عبادات کو فرض نہ کرتے تو ہمارے لئے خیر ہوتا" تو اگر اس نے یوں کہنے کی تاویل کی تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۴	محیط
۲۸	اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "مجھے نماز موافق نہیں آتی" یا یوں کہے کہ "مجھے حلال موافق نہیں آتا" یا یوں کہے کہ "میں کس لئے نماز پڑھوں جبکہ نہ میری بیوی ہے نہ اولاد" یا یوں کہے کہ "میں نے نماز کو بالائے طاق رکھدیا ہے" تو ان سب (یعنی چاروں) صورتوں میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۵	خزانۃ المفتیین
۴۹۹ -	**علم اور علماء سے متعلق موجبات الکفر** اور اسمیں ۲۸ شقیں ہیں	
۱	منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے ۶ النصاب میں ہے کہ جس شخص نے کسی ظاہری سبب کے بغیر کسی عالم (دین) سے بغض رکھا تو اس پر کفر کا خوف ہے ۷	خلاصہ
۲	جب کسی شخص نے کسی مصلح (یعنی نیکی کی دعوت دینے والے) آدمی کے متعلق یوں کہا کہ "اس کو دیکھنا میرے ہاں ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کو دیکھنا" تو یوں کہنے والے پر کفر کا خوف ہے ۹	خلاصہ
۳	جب کسی شخص نے عالم دین کو یا فقیہ کو کسی سبب کے بغیر گالی دی تو اس پر کفر کا خوف ہے ۱۰	بحرالرائق
۴	کسی عالم (دین) کو یوں کہنا کہ "تیرے علم کی سرین میں گدھے کا عضو تناسل" اور یوں کہنے والے نے علم سے مراد علم دین لیا تو یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱۱	بحرالرائق

میں نے چھوٹی اور حقیر سی نماز پڑھی ہے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹، ص ۳۴۰ ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ۶/۴۹۷ ۲/۴۹۸ مع حواشی ۔ ۲۴، ۲۶، ۲۷ تا ۳۴/۴۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۲/۴۹۸ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ (بلا سبب) عالم دین کی توہین سے علم (دین) کی توہین ہے اور (دین کا) علم صفت الہی ہے جسے اللہ تعالی اپنے اچھے بندوں کو اپنے فضل سے بخشتا ہے تاکہ وہ بندے، اللہ تعالی کی شریعت کے ساتھ، رسولوں کی نیابت میں، مخلوق کی رہنمائی کریں پس اس سے واضح ہے کہ اس کی توہین کس تک لوٹتی ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۶ ۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ مذکورہ حکم (نمبر ۱/۴۹۹) ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے! اسلئے کہ جب اسنے کسی دینی یا دنیوی سبب کے بغیر کسی عالم دین سے بغض رکھا تو اس کا وہ بغض علم شریعت سے بغض رکھنا ہے اور جو شخص علم شریعت سے انکار کرے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں چہ جائیکہ وہ علم شریعت سے بغض رکھے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ حکم نمبر ۱ تا ۱۹/۴۹۹ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ رؤیته عندی مثل رؤیة الخنزیر عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اس کو دیکھنا میرے ہاں ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کو دیکھنا (مترجم) ۹ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے کسی صالح (یعنی نیکی کرنے والے) آدمی سے یوں کہا کہ تیری ملاقات میرے ہاں ایسی ہی ہے جیسا کہ خنزیر کی ملاقات تو یوں کہنے میں اس پر کفر کا خوف ہے جبکہ انکے مابین کوئی دینی یا دنیوی مخاصمت نہ ہو۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۲ حکم نمبر ۱/۴۹۹ ، ۳۶، ۳۷/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ حکم نمبر ۱ ، ۲۰/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور سبب کی قید احترازی ہے۔ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عالم کو یا علوی کو، اسکے کسی برے عمل پر گالی دی یا اسکے کسی خلاف شرع امر کی وجہ سے اس سے عداوت کی بنا پر گالی دی تو یہ نہ کفر ہوگا اور نہ خطاء ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۵ حکم نمبر ۱۱/۴۲۷ مع حاشیہ اور ۲، ۳/۴۲۷ ۔ حکم نمبر ۱۷/۴۹۹ اور حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بالعلم والعلماء	حوالہ
۴۹۹-۵	جاهل قال " آنہا کہ علم می آموزند داستانہا است کہ می آموزند " اوقال " باد است آنچہ میگویند " اوقال " تزویرا[۱] " او قال " من علم حیلہ را منکرم[۲] " هذا کلہ کفر	کذا فی المحیط
۶	رجل یجلس علی مکان مرتفع ویسألون منه مسائل بطریق الاستهزاء ثم یضربونه بالوسائد[۳] وهم یضحکون یکفرون جمیعا وکذا الو لم یجلس علی المکان المرتفع	کذا فی الخلاصة
۷	رجل رجع عن مجلس العلم فقال له رجل آخر " از کنشت آمدی[۵] " یکفر	کذا فی الخلاصة
۸	وکذا لو قال " مرا با مجلس علم چہ کار[۵] " اوقال " من یقدر علی اداء ما یقولون " یکفر	کذا فی الخلاصة

[۱] العلوم التی یتعلمونها هی حکایات اوقال ذلك الشی الذی یقولونه هواء اوقال تزویرا وقال انا منکر لعلم الحیلة ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی لوگ (دین کا) جو علم حاصل کرتے ہیں وہ داستانیں ہیں ۔ یا یوں کہا کہ (دین کا) علم جو کچھ کہ لوگ کہا کرتے ہیں وہ ہوا (یعنی ہوائی بات) ہے یا یوں کہا کہ وہ تزویر (یعنی فریب) ہے یا یوں کہا کہ میں علمِ حیلہ کا منکر ہوں (مترجم) [۲] چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ دو آدمیوں میں کسی امر میں جھگڑا تھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے یوں کہا کہ آ تاکہ (دین کے) علم کی طرف جائیں تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں علم (دین) کو کیا جانتا ہوں تو اسکے حکم کے متعلق ابو بکر القاضیؒ نے کہا ہے کہ جواب میں یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے علم (دین) کی توہین کی ہے ۔مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۵ وھکذا فی البزازیة علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۵ ۔نیز حکم نمبر ۲۲۰۱/۴۹۹ مع حواشی اور حکم نمبر ۴۹۹ میں مندرجہ جزئیات ملاحظہ ہوں ۔ (مترجم)

[۳] فتاوی عالمگیری میں الحیلة کے متعلق بحوالہ الذخیرہ لکھا ہے کہ اسکے جواز کی اصل اللہ تعالی کا یہ قول ہے کہ "خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ" الآیة (آیت ۴۴ سورہ ص یعنی اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بطور خاص رعایت یہ حکم دیا کہ پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا پھر ان سے مار اور قسم میں جھوٹا نہ ہو) اور لکھا ہے کہ عام مشائخ اسی پر ہیں کہ اس کا حکم منسوخ نہیں ہے وهو الصحیح من المذهب اور لکھا ہے کہ اس میں ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جسے کوئی آدمی ابطالِ حق الغیر کیلئے یا اسمیں شبہ ڈالنے کیلئے یا امر واقع کے خلاف کیلئے کرے تو وہ باطل ہے پس وہ حیلہ مکروہ قرار پائے گا ۔اور ہر وہ حیلہ جسے کوئی آدمی اسلئے کرے تاکہ وہ اس حیلہ کے ذریعہ حرام سے بچاؤ حاصل کرلے یا وہ اس حیلہ کے ذریعہ حلال تک رسائی حاصل کرے تو وہ حیلہ حسن قرار پائے گا (اور اسکے متعلق مزید مسائل اور احکام بھی ہیں) مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۶ بحث ۵۹ فصل ۱ ص ۳۹۰ ۔اور مذکورہ آیت کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے کہ قسم پوری کرنے کیلئے مذکورہ حیلہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد انبیاء علیہ السلام کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ۔نیز لکھا ہے کہ اس آیت سے بہت سے لوگوں نے حیلہ کے جواز پر دلیل لی ہے اور اس آیت کو حیلہ کے صحیح قرار پانے میں اصل قرار دیا ہے اور میری تحقیق میں ہر ایسا حیلہ جس سے شرعی حکم کا ابطال ہوتا ہو قبول نہ ہوگا مثلاً سقوطِ زکوۃ کا حیلہ اور سقوطِ استبراء کا حیلہ ۔مفہوم ماخوذ از تفسیر روح المعانی لعلامہ ابی الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی الحنفی البغدادی م ۱۲۷۰ھ ۔بعض اہل علم نے اسکا قاعدہ یہ لکھا ہے کہ جس حیلہ سے کسی حکمتِ شرعی اور غرضِ شرعی کا ابطال مقصود ہو وہ حرام ہے اور جس میں یہ امر نہ ہو بلکہ شرعی مطلوبہ امر کی تحصیل مقصود ہو تو وہ جائز ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب حکم نمبر ۱۴۰۱۵/۱۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات فتاوی نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — علم اور علماءؒ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۹/۴-۵	کسی جاہل نے یوں کہا کہ "لوگ جو علم (دین) سیکھتے ہیں وہ داستانیں ہیں کہ انہیں سیکھ لیتے ہیں"۔ یا یوں کہا کہ وہ بے فائدہ باتیں ہیں جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں ؎۲"، یا یوں کہا کہ "میں علم حیلہ کا منکر ہوں ؎۳"، تو یہ (مذکورہ سب کلمات الکفر ہیں۔	محیط
۶	کوئی آدمی اونچی جگہ پر بیٹھ جاتا ہے دوسرے لوگ اس سے (دین کے) مسائل پوچھتے ہیں اور وہ یہ بطور مزاح کرتے ہیں۔ پھر اسے تکیوں (وغیرہ) سے مارتے ہیں اور وہ ہنستے ہیں۔ تو (یوں کرنے میں) وہ سب کفر کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہی حکم اس صورت میں کہ وہ (مذکورہ صورت میں) اونچی جگہ پر نہ بھی بیٹھے ؎۴	خلاصہ
۷	کوئی آدمی (دینی) علم کی مجلس سے واپس آیا تو اسے ایک اور آدمی نے یوں کہا کہ "تو گرجا سے آیا ہے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۶	خلاصہ
۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ "مجھے علم (دین) کی مجلس سے کیا کام"، یا اس نے یوں کہا کہ "جو کچھ وہ (یعنی علم دین والے) کہتے ہیں اسے کون ادا کر سکتا ہے"، تو یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۸	خلاصہ

؎۴ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام عزالدین الکندیؒ کا قول ہے کہ (دین کے) معلم کی نقل اتارنا (مثلاً) ہاتھ میں چھڑی لینا اور بچوں کو سزا دینا اور یہ بطور تمسخر کرنا کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۷ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ معلم القرآن بھی علمائے شریعت سے ہے اسکی اور اسکے کام کی مزاح اڑانا کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۰ (مترجم) ؎۵ جئت من الکنیسۃ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تو گرجا گھر سے آیا ہے (مترجم) ؎۶ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جو شخص (دینی) علم کی مجلس سے واپس آیا تو دوسرے آدمی نے یوں کہا کہ یہ گرجا سے واپس آیا ہے تو اس نے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے موضع الشریعۃ اور ایمان کے مقر کو کفر اور کفران کی جگہ قرار دیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ ای شغل لی فی مجلس العلم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مجھے علم (دین) کی مجلس سے کیا کام (مترجم) ؎۸ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ جس شخص سے کہا گیا کہ ہم وہاں علم (دین) کی مجلس کو جائیں یا یوں کہا کہ علم (دین) کی مجلس کو میں جاؤں تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ جو کچھ وہ (یعنی علم دین والے) کہتے ہیں اسے کون ادا کر سکتا ہے یا جواب میں یوں کہا کہ علم (دین) کی مجلس سے مجھے کیا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا۔ پہلی صورت مسئلہ میں اسلئے کہ اس کے یوں کہنے سے یہ لازم آتا ہے کہ شریعت میں تکلیف مالا یطاق ہے حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (آیت نمبر ۲۸۶ سورہ البقرہ یعنی اللہ تعالی تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اس کی گنجائش ہو) اور دوسری صورت مسئلہ اس پر محمول ہے کہ جب اس نے یوں کہنے میں یہ مراد لی کہ علم (دین) کی مجلس کی طرف مجھے کیا حاجت، اور اگر اس نے یہ مراد لی کہ علم (دین) کی اس مجلس سے مجھے کیا مناسبت تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالعلم والعلماء	حوالہ
۴۹۹-۹	اگر گوید "علم را در کاسہ و در کیسہ نتواں کرد" یا گوید "علم را چہ کنم مرا سیم باید بجیب اندر[1]" یکفر	ھکذا فی العتابیۃ
۱۰	ولو قال "مرا چنداں مشغول زن و فرزند است کہ بمجلس علم نمی رسم[3]" فھذہ مخاطرۃ عظیمۃ ان اراد بہ التھاون بالعلم	کذا فی المحیط
۱۱	وفی مجموع النوازل واذا قال لعالم "شو علم را بکاسہ اندر فگن[5]" یکفر	کذا فی المحیط
۱۲	واذا کان الفقیہ یذکر شیأ من العلم او یروی حدیثا صحیحا فقال آخر "این ہیچ نیست و س د ہ" او قال "این سخن بچہ کار آید درم باید کہ امروز حشمت مردم راست علم کرا بکار آید[7]" فھذا کفر	کذا فی المحیط
۱۳	اذا قال "فساد کردن بہ از دانشمندی کردن[9]" فھذا کفر	کذا فی المحیط
۱۴	امرأۃ قالت "لعنت بر شوی دانشمند باد[11]" تکفر	کذا فی المحیط
۱۵	رجل قال "فعل دانشمنداں ہماں است و فعل کافراں ہمہ[13]" یکفر قیل ھذا اذا ارید بہ جمیع الافعال فیکون تسویۃ بین الحق والباطل	کذا فی المحیط
۱۶	واذا خاصم فقیھا فی حادثۃ و بین الفقیہ لہ وجھا شرعیا فقال ذلک المخاصم "این دانشمندی مکن کہ پیش نہ رود[15]" یخاف علیہ الکفر	کذا فی المحیط

[1] لو قال لا یمکن وضع العلم فی الاناء ولا فی الکیس او قال ما اصنع بالعلم اللازم لی دراھم فی جیبی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی علم (دین) کو رکھانے کے پیالہ میں اور نہ روپوں کی تھیلی میں ڈالا جا سکتا ہے یا یوں کہا کہ میں علم (دین) کو کیا کروں مجھے تو جیب میں رقم چاہیئے (مترجم) [2] حکم نمبر ۸۰۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] عندی من مشغولیۃ المرأۃ والولد ما یمنعنی من الذھاب الی مجلس العلم - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی مجھے بیوی بچوں کی مشغولیت اتنی ہے کہ وہ مجھے علم (دین) کی مجلس کی طرف جانے سے روکتی ہے (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [5] اذھب واطرح علمک فی اناء - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی تو جا اور اپنا علم (دین) کھانے پیالہ میں ڈال۔ (مترجم) [6] حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [7] لیس ھذا موجود فی القربۃ او قال ینفع لای شئ ھذا الکلام اللازم الدراھم التی ھی الیوم حشمۃ الناس والعلم تنفع من - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہ کچھ نہیں ہے یا یوں کہا کہ یہ کلام کس کام میں نفع دے گا۔ ضروری چیز روپیہ ہے وہی آجکل لوگوں کی آبرو اور رعب وداب ہے۔ علم (دین) کیسے فائدہ دیتا ہے۔ (مترجم) [8] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس کے یوں کہنے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول سے معارضہ ہے کہ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (آیت ۸ سورۃ المنافقون یعنی زور اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا اور ایمان والوں کا) نیز اللہ تعالیٰ کے اس قول سے معارضہ ہے کہ وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا (آیت ۴۰ سورۃ توبہ یعنی اور اللہ تعالیٰ کی بات ہمیشہ اوپر ہے) نیز بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ جسکے پاس درہم نہ ہوں وہ ایک درہم کا نہیں تو اسنے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ اسکا عمومیت کے ساتھ یوں کہنا ہر عالم، صالح اور مومن سبکو شامل ہے لیکن اگر وہ یوں کہنے میں یہ کہے کہ میری مراد یہ ہے کہ دنیا والو

دفعات و شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام علم اور علماء سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۹-۹	اگر کوئی شخص یوں کہتے کہ علم (دین) کو (کھانے کے) پیالہ میں اور روپوں کی تھیلی میں نہیں ڈالا جاسکتا۔ یا یوں کہا کہ "میں علم (دین) کو کیا کروں مجھے تو جیب میں رقم چاہیے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۹ھ	عتابیہ
۱۰	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "مجھے بیوی بچوں کی مشغولیت اتنی ہے کہ میں علم (دین) کی مجلس میں نہیں پہنچتا تو اگر (یوں کہنے میں) اس نے علم (دین) کی تحقیر کا ارادہ کیا تو یوں کہنا ایمان کے لئے بڑے خطرے کی بات ہے ۴ھ	محیط
۱۱	مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ جب کسی شخص نے کسی عالم (دین) سے یوں کہا کہ "تو ہو جا کہ علم (دین) کو کھانے کے پیالہ میں ڈال"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۶ھ	محیط
۱۲	جب کوئی فقیہ شخص علم (دین) کی بات ذکر رہا ہو یا وہ کوئی صحیح حدیث روایت کر رہا ہو تو کسی دوسرے شخص نے یوں کہا کہ "یہ بات کس کام آئے گی روپیہ چاہیے کہ وہ آجکل لوگوں کے لئے آبرو و رعب ہے علم (دین) کس کام آتا ہے"، تو یوں کہنا کفر ہے ۸ھ	محیط
۱۳	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "فساد کرنا (دین کی) علمیت کی نسبت اچھا ہے"، تو یوں کہنا کفر ہے ۱۰ھ	محیط
۱۴	کسی عورت نے یوں کہا کہ "(دین کے) عالم خاوند پر لعنت ہو"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہے ۱۲ھ	محیط
۱۵	کسی آدمی نے یوں کہا کہ "(دین کے) عالموں کے کام بھی وہی ہیں اور کافروں کے کام بھی وہی"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ یوں کہنے میں وہ سب کام مراد لئے گئے ہوں پس یوں کہنا حق و باطل میں مساوات قرار دینا قرار پائے گا (اور پھر یوں کہنا کفر کا ارتکاب ہوگا) ۱۴ھ	محیط
۱۶	جب کسی آدمی نے کسی فقیہ (یعنی دین کے ماہر) سے کسی واقعہ (کے شرعی حکم) میں جھگڑا کیا تو فقیہ نے اسے (اس حکم کی) کوئی شرعی وجہ بتائی تو جھگڑا کرنے والے اس شخص نے یوں کہا کہ "یہ عالمیت نہ کر کہ پیش نہ جائے گی" (یعنی عالم بنا نہ کر اس سے کام نہ چلے گا) تو (یوں کہنے میں) اسپر کفر کا خوف قرار پاتا ہے ۱۶ھ	محیط

کے ہاں مال والے یوں ہیں تو پھر (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد علی القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۱، صفحہ ۱۴۲ حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ھ الفساد احسن من العالمیة۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی فساد کرنا (دین کی) علمیت کی نسبت اچھا ہے (مترجم)

۱۰ھ حکم نمبر ۱، ۱۰ تا ۱۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ھ علی الزوج العالم اللعنة۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (دین کے) عالم خاوند پر لعنت (مترجم)

۱۲ھ چنانچہ الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی عورت نے یوں کہا کہ عالم (دین) خاوند پر لعنت یا یوں کہا کہ عالم (دین) خاوند پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، تو اس نے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اسنے صفتِ علم پر لعنت کی اور شریعت کی توہین کی۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۱۔ اور لفظ "دانشمند" کا اطلاق، اسلاف کی اصطلاح میں علماء دین پر ہوتا تھا چنانچہ برصغیر ہند و پاک میں خلجیوں اور تغلقوں کے عہد کے مشہور بزرگ حضرت نظام الدین جو کہ "نظام الاولیا" اور "سلطان جی" کے نام سے بھی مشہور ہیں ان کے ملفوظات "فوائد الفواد"، مرتبہ حسن علا سنجری میں اس اصطلاح کا استعمال بکثرت ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ "در مدرسہ معزی دانشمندے بود او را مولانا زین گفتندے" یعنی مدرسہ معزی (جو کہ شہاب الدین غوری کے لقب معز الدین سے منسوب تھا اس مدرسہ) میں ایک دانشمند تھے جنکا نام مولانا زین الدین تھا۔ ماخوذ از فوائد الفواد صفحہ ۳۷ حکم نمبر ۱، ۱۳، ۱۵ تا ۱۷/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۳ھ فعل العلماء مثل فعل الکفار۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (دین کے) عالموں کے کام، کافروں کے کام کیطرح ہیں (مترجم)

۱۴ھ حکم نمبر ۱، ۱۲/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۵ھ لا تفعل هذه العالمية فانها لا تنفع۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی یہ عالم پنا نہ کر، یہ نفع نہ دے گا (مترجم)

۱۶ھ حکم نمبر ۱، ۱۲، ۲۳/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	موجبات الکفر مایتعلق بالعلم والعلماء / الباب التاسع ۔ احکام المرتدین	دفعات وشق نمبر
کذا فی المحیط	اذا قال لفقیہ یا دانشمندک او قال ای علویک [1] لا یکفر ان لم یکن قصد [2] الا ستخفاف بالدین	۹۹/۴-۱۷
کذا فی المحیط	حکی ان فقیہا وضع کتابا فی دکان رجل وذھب ثم مر علی ذلک الدکان فقال لہ صاحب الدکان "دسترہ فراموش کردی"، فقال الفقیہ مرا بدکان توکتاب است دسترہ نی فقال صاحب الدکان" درود گر بہ دسترہ چوب می برد وشما کتاب حلق مردمان [3]" فشکی الفقیہ فی ذلک الی الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضلؒ فأمر بقتل ذلک الرجل	۱۸
کذا فی الفصول العمادیۃ	سئل عبد الکریمؒ دابوعلی السغدیؒ عمن کان یغیظ امرأتہ ویدعوھا الی طاعۃ اللہ تعالی وینھی ھا عن معصیۃ فقالت" من خدای چہ دانم و علم چہ دانم خویشتن را بدوزخ نہادہ ام [5]"، فقال کفرت	۱۹
کذا فی التتارخانیۃ	رجل قیل لہ طلاب العلم یمشون علی اجنحۃ الملائکۃ فقال "این باری دروغ است [6]"، کفر	۲۰
کذا فی التتارخانیۃ	رجل قال" قیاس ابی حنیفۃ" حق نیست [9]"، یکفر	۲۱
کذا فی الفصول العمادیۃ	رجل قال" تصعۃ من ثرید خیر من العلم "کفر ولو قال خیر من اللہ تعالی لا یکفر	۲۲

[1] یا عویلم او قال علیوی ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اے چھوٹے عالم دین یایوں کہا کہ اے چھوٹے علوی (مترجم) [2] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے کسی عالم (دین) سے کہا کہ اے عویلم (یعنی اے چھوٹے عالم) یاکسی علوی خاندان کے فرد سے کہا کہ اے علیوی (یعنی اے چھوٹے علوی) تصغیر کے صیغہ سے کہا (تصغیر کے متعلق حکم نمبر ۶۴/۹۵/۴ ملاحظہ ہو) اور اسکا یوں کہنا بطور استخفاف اور تحقیر کے تھا تو اس نے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا ۔مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ ۔ اور اس صورت کے متعلق فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر اس نے دین کو ہلکا جاننے کے قصد سے یوں کہا تو وہ (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اسکا یہ قصد نہ تھا تو وہ (یوں کہنے سے) کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ تصغیر کا اطلاق کبھی تعظیم کیلئے بھی آتا ہے ۔مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۷ ۔ حکم نمبر ۱،۲،۴/۹۹/۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] نسیت المنجل فقال الفقیہ لی فی دکانک کتاب لا منجل فقال صاحب الدکان الحصاد یقطع الحشیش بالمنجل وانتم تقطعون حلوق الناس بالکتاب ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (دکاندار نے کہا کہ) تو منجل (یعنی درانتی یا آری) بھول گیا تو اس فقیہ نے کہا کہ تیری دکان میں میری کتاب ہے منجل نہیں ہے ۔ تو دکاندار نے یوں کہا کہ کاٹنے والا گھاس کو منجل سے کاٹتا ہے اور تم لوگوں کے گلے کتاب کے ذریعے کاٹتے ہو (مترجم) [4] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کسی فقیہ نے کسی دکان پر اپنی کتاب رکھی اور چلا گیا پھر اس دکان سے گذرا تو دکاندار نے کہا کہ تو یہاں آری بھول گیا ہے فقیہ نے کہا کہ تیرے ہاں (میری) کتاب ہے آری نہیں تو دکاندار نے یوں کہا کہ بڑھئی آری سے لکڑی کاٹتا ہے اور تم اس کتاب سے لوگوں کے گلے ۔ یا کہا کہ تم اس کتاب سے لوگوں کے حق، کاٹتے ہو تو اس فقیہ نے اسکی شکایت الشیخ محمد بن الفضلؒ سے کی تو انہوں نے (یوں کہنے والے) اس آدمی کو (مرتد قرار دیکر)، قتل کا حکم دیا اسلئے کہ اسنے یوں کہنے میں فقہ کی کتاب کی توہین کر کے کفر کیا ۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حکم علم شریعت کی کتاب سے متعلق ہے ۔مفہوم ماخوذ از الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ حکم نمبر ۱/۹۹/۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] من این اعرف اللہ تعالی ومن این اعرف العلم وضعت نفسی فی النار ۔ عربی حاشیہ

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام علم اور علماء سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۹-۱۷	جب کسی شخص نے کسی فقیہ سے یوں کہا کہ "اے چھوٹے عالم"، یا اس نے (کسی علوی سے) یوں کہا کہ "اے چھوٹے علوی" تو یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا جبکہ (یوں کہنے میں) اس کا قصد دین کی توہین نہ ہو ۲ھ	محیط
۱۸	حکایت ہے کہ کسی فقیہ نے کسی آدمی کی دکان میں علم (دین) کی کوئی کتاب رکھی اور چلا گیا، پھر اس دکان پر سے وہ فقیہ گذرا تو دکاندار نے اسے کہا کہ تو دسترہ (یعنی آری یا درانتی) بھول گیا تو اس فقیہ نے کہا کہ تیری دکان میں میری کتاب ہے دسترہ نہیں ہے تو دکاندار نے یوں کہا کہ کاٹنے والا دسترہ کے ذریعہ لکڑی کاٹتا ہے اور تم کتاب کے ذریعہ لوگوں کے گلے کاٹتے ہو تو اس فقیہ نے الشیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل سے اس دکاندار کے یوں کہنے کی شکایت کی تو شیخ موصوف نے اس دکاندار کے قتل کا حکم دیا ۴ھ	محیط
۱۹	شیخ عبدالکریم اور ابو علی السغدی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی بیوی پر غصہ ہوتا تھا وہ اسے خدا کی فرمانبرداری کرنے کو کہتا تھا اور اسے گناہ سے منع کرتا تھا تو اس عورت نے (جواب میں) یوں کہا کہ ۔ میں خدا کو کیا جانوں ۔ اور علم (دین) کو کیا جانوں ۔ میں نے اپنے آپ کو دوزخ میں رکھدیا ہے"، تو ان دونوں نے کہا کہ (یوں کہنے میں)، وہ عورت کفر کا ارتکاب کرتی ہے ۶ھ	فصول عمادیہ
۲۰	کسی آدمی سے کہا گیا کہ علم (دین) کے طلباء فرشتوں کے پروں پر چلتے ہیں تو اس آدمی ۔ نے (جواب میں یوں) کہا کہ "یہ تو جھوٹ ہے"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۸ھ	تتارخانیہ
۲۱	کسی آدمی نے یوں کہا کہ امام ابوحنیفہ کا قیاس (یعنی کتاب وسنت اور اجماع سے مستنبط شدہ آپکا قیاس) حق نہیں ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱۰ھ	تتارخانیہ
۲۲	کسی آدمی نے یوں کہا کہ ثرید (یعنی شوربے میں بھگوئی روٹی) کا ایک پیالہ "خیر من العلم"، (یعنی علم دین سے بہتر ہے) تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر کسی نے یوں کہا کہ ثرید کا ایک پیالہ "خیر من اللہ تعالی"، (یعنی اللہ تعالی کی طرف سے خیر ہے) تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب نہیں کرتا ہے ۱۱ھ	فصول عمادیہ

… فتاوی ہذا ۔ یعنی میں خدا کو کیا جانوں اور علم دین کو کیا جانوں میں نے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں رکھدیا ہے (مترجم) ۶ھ وھکذا فی شرح الفقہ الاکبر اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اسنے شریعت کی اہانت کی ہے اور یا وہ اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہے اور یہ دونوں امر کفر ہیں مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۳۳ حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی، حکم نمبر ۳۶/۴۹۵ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۵ ج/۴۹۶ میں وجہ کفر ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ھ ھذا اکذب ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی یہ جھوٹ ہے (مترجم) ۸ھ حدیث شریف میں ہے کہ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ ۔ الحدیث یعنی (دین کے) طالبعلم کی رضامندی کیلئے فرشتے اپنے بازو (یعنی پر) رکھ دیتے ہیں ۔ الحدیث بروایت کثیر ابن قیس رضی اللہ عنہ بحوالہ ترمذی شریف، مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۸۵ اور اس نے اسے جھوٹ کہا۔ حکم ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ہ" حکم نمبر ۱، ۳۳/۴۹۶ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ھ قیاس ابی حنیفۃ لیس بحق ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں ہے (مترجم) ۱۰ھ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ جس شخص نے امام ابوحنیفہ کے ان اقوال کو جو آپنے مسائل کے شرعی احکام کیمتعلق کہے ہیں، ان اقوال کی تحقیر کرتے ہوئے رد کیا تو اس پر لعنت ہے البتہ دلائل میں طعن کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے اسلئے کہ بعض ائمہ بعض کے دلائل کو رد کرتے تھے اسی طرح امام ابوحنیفہ کی ذات میں طعن کرنا حرام ہو سکتا ہے مگر اس کے متعلق مذکورہ حکم نہیں ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ مذکورہ لعن بھی کسی معین شخص پر نہیں ہے بلکہ ایسے ہی ہے جیسا کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین ۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۵۹ حکم نمبر ۱، ۲۶ تا ۲۸/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ھ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ "الثرید خیر من اللہ تعالی (یعنی ثرید اللہ تعالی کی طرف سے خیر ہے) تو اسکا معنی یہ ہوگا کہ الثرید نعمۃ من اللہ تعالی (یعنی ثرید خوراک، اللہ تعالی کی طرف سے ایک نعمت ہے پس یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا) لیکن اگر اس نے یوں کہا کہ الثرید خیر من العلم (یعنی

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر مایتعلق بالعلم والعلماء	حوالہ
۴۹۹-۲۳	رجل قال لخصمه اذهب معی الی الشرع اوقال بالفارسیة "بامن بشرع رو" وقال خصمه "پیاده بیار تا بروم بی جبر نروم [۱]"، یکفر لانه عاند الشرع ولو قال "بامن بقاضی رو [۲]"، وباقی المسئلة بحالها لا یکفر ولو قال "بامن شریعت وایں حیلها سود ندارد"، اوقال "پیش نرود" اوقال "مرا دبوس است شریعت چه کنم [۳]"، فهذا کله کفر ولو قال "آں وقت که سیم ستدی شریعت وقاضی کجا بود [۴]" یکفر ایضا ومن المتاخرین من قال ان عنی به قاضی البلدة لا یکفر	کذا فی المحیط
۲۴	واذا قال الرجل لغیره حکم الشرع فی هذه الحادثة کذا فقال ذلك الغیر "من برسم کار میکنم نه بشرع [۵]"، یکفر عند بعض المشائخ	کذا فی المحیط
۲۵	وفی مجموع النوازل قال رجل لامرأته ماتقولین الیش حکم الشرع فجشت جشاء عالیا فقالت "اینک شرع را [۶]"، فقد کفرت وبانت من زوجها	کذا فی المحیط
۲۶	رجل عرض علیه خصمه فتوی الائمة فردها وقال "چه بارنامه فتوی آورده [۷]"، قیل یکفر	

[۱] هات لی رسول الشرع لا اذهب لا اذهب بلا جبر۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میرے پاس شریعت کا قاصد لا تاکہ میں جاؤں میں بغیر جبر کے نہ جاؤں گا (مترجم) [۲] اذهب معی للقاضی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میرے ساتھ قاضی کے ہاں جا (مترجم) [۳] لا تنفع الشریعة ولا هذه الحیل معی اوقال لا تنتم اوقال ما اصنع بالشریعة انا عندی دبوس۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میرے ساتھ شریعت اور یہ حیلے فائدہ نہ دیں گے یا یوں کہا کہ پورے نہ ہوں گے یا یوں کہا کہ میں شریعت کو کیا کروں میرے پاس دبوس ہے اھ اور المنجد میں ہے کہ الدَّبُّوس یعنی گرز۔ ماخوذ از المنجد ص۲۶۳ (مترجم) [۴] این کانت الشریعة والقاضی لما اخذت الدراهم۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی جب تونے روپیہ لیا تھا تو اس وقت شریعت اور قاضی کہاں تھے (مترجم) [۵] جیسا کہ مذکورہ صورتوں کے متعلق شرح الفقہ الاکبر میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ کفر تب قرار پاتا ہے کہ اسکا انکار اور ٹال مٹول شریعت سے عناد کی بنا پر ہو اور اگر اسنے فی الجملہ دفع مخاصمت کیلئے اور اسلئے یوں کہا کہ دعوی صحیح ہو تو مطالبہ کا مستحق ہوتا ہے اور کبھی قاضی عدالت میں نہیں ہوتا نیز وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نہیں جاؤں گا جبتک کہ تو محضر نہ لائے نیز قاضی کے ہاں جانے سے انکار کرنا شریعت سے انکار کو مستلزم نہیں اس لئے کہ قاضی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ شریعت سے فیصلہ نہیں کرتا تو ان صورتوں میں اسکا یوں کہنا کفر نہ ہوگا اور اگر اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں شریعت کو کیا جانتا ہوں یا یوں کہا کہ میرے پاس تھوڑا ہے میں شریعت کو کیا کروں گا یا یوں کہا شریعت اور اسکی مانند امور میرے لئے مفید نہیں یا میرے ہاں نافذ نہیں ہوتیں تو یوں کہنے میں اسنے کفر کا ارتکاب کیا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ ص۱۴۲۔ حکم نمبر ۱۶۰۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام علم اور علماء سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۹-۲۳	(و) کسی آدمی نے (اپنے سے) جھگڑا کرنے والے سے کہا کہ "میرے ساتھ شریعت کو جا" یا فارسی میں کہا کہ "میرے ساتھ شریعت کو جا"، تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "پیادہ لے آ تاکہ میں چلوں بغیر جبر کے (شریعت کو) نہیں جاؤں گا" تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے شریعت سے عناد کیا ہے (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں "شریعت کو جا" کہنے کے بجائے) یوں کہا کہ "میرے ساتھ قاضی کے ہاں جا" اور باقی صورت مسئلہ حسب حال مذکور ہو تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا (ج) اور اگر اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میرے ساتھ شریعت اور یہ حیلے فائدہ نہ دیں گے"، یا یوں کہا کہ "پورے نہ ہوں گے"، یا یوں کہا کہ "میرے پاس دبوس (یعنی گرز) ہے شریعت کو کیا کروں"، تو ان سب صورتوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ یہ کفر ہے ۵ (د) اور اگر اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "جس وقت تو نے روپیہ لیا تھا تو اس وقت شریعت اور قاضی کہاں تھے"، تو (یوں کہنے میں) بھی وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور بعض متاخرین فقہاء کا قول یہ ہے کہ یوں کہنے میں اگر اس کی مراد اس شہر کا قاضی ہو تو پھر (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۶	محیط
۲۴	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ اس واقعہ میں شریعت کا حکم یوں ہے اور اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں (مروجہ) رسم کے مطابق کام کرتا ہوں نہ کہ شریعت کے مطابق"، تو (یوں کہنے میں) بعض مشائخ کے ہاں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۸	محیط
۲۵	مجموع النوازل میں ہے کہ کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو کیا کہتی ہے شریعت کا حکم کیا چیز ہے تو اس نے اونچی بھونڈی آواز نکال کر (یعنی ڈکار کر) یوں کہا کہ "یہ ہے شریعت کو"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اور وہ اپنے خاوند سے بائنہ ہوگئی (یعنی اس کا نکاح ٹوٹ گیا) ۱۰	محیط
۲۶	کسی آدمی کے ہاں اس سے جھگڑا کرنے والے نے اماموں کا فتویٰ پیش کیا تو اس نے اسے رد کر دیا اور کہا کہ "تو فتویٰ کا فرمان کیا لے آیا ہے"، تو اس کے حکم کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے	

۶ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ یوں کہنا کہ اس وقت شرع کہاں تھی جب تو نے روپیہ لیا تھا، اس سے وہ کفر کا مرتکب تب ہوگا کہ وہ شرع سے عناد کے طور پر کہے اور اگر اسے توبیخ کے طور پر کہے کہ جب تو نے روپیہ لیا تھا تو اس وقت شرع کی طرف کھینچ کر نہیں لے گیا تھا اور جب میں مطالبہ کرتا ہوں تو اب تو شرعی فیصلہ کے بغیر نہیں دیگا یہ وفاداری نہیں ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۲۔ حکم نمبر ۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ انا افعل بالرسم لا بالشرع -عربی حاشیہ فتاوی ہذا -یعنی میں رسم کے مطابق کام کرتا ہوں نہ کہ شریعت کے مطابق (مترجم) ۸ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ بعض کے ہاں وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور بعض کے ہاں نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنے ساتھ جھگڑنے والے سے کہا کہ اس کے متعلق) جو حکم شریعت کا ہے ہم اس پر چلیں تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں سیاست کے مطابق کام کروں گا شریعت کے مطابق نہیں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ ہمارے علاقوں میں یوں کہنا رسوم کفر سے تعبیر کرنا ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۸۔ حکم نمبر ۴۶/۴۹۵ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا حاشیہ نیز حکم نمبر ۷ب/۴۹۵ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۸۲/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ ھاک للشرع -عربی حاشیہ فتاوی ہذا -یعنی یہ ہے شریعت کو (مترجم) ۱۰ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی آدمی نے عورت سے کہا کہ یہ شرع کا حکم ہے تو اس نے (جواب میں) بھونڈی آواز نکال کر یوں کہا کہ "یہ ہے شریعت کو"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۸۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس کے ہاں شریعت کا ذکر کیا گیا تو اس نے ڈکار لیا یعنی اس نے جان بوجھ کر ڈکار لیا یا تکلف کر کے ڈکار لیا یا اس نے مکروہ آواز نکالی یعنی بطور کراہت آواز نکالی اور کہا کہ یہ ہے شرع

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین　　موجبات الکفر ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقة وغیرہ	حــوالــہ
۴۹۹ -	لانه رد حكم الشرع وكذا لو لم يقل شيئا لكن القى الفتوى على الارض وقال « اين چه شرع است »[1] كفر	كذا في الفصول العمادية
۲۷	رجل استفتى عالما في طلاق امرأته فأفتاه بالوقوع فقال المستفتي « من طلاق ملاق چه دانم مادر بچگان بايد كه بخانه من بود »[3] افتى القاضي الامام على السغدي بكفره	كذا في الفصول العمادية
۲۸	اذا جاء احد الخصمين الى صاحبه بفتوى الائمة فقال صاحبه « ليس كما افتوا » او قال « لا نعمل بهذا » كان عليه التعزير	كذا في الذخيرة
۵۰۰ -	**موجبات الكفر ما يتعلق بالحلال والحرام وكلام الفسقة والفجار وغير ذلك - تعداد شق ۲۴**	
۱	(ومنها ما يتعلق بالحلال والحرام وكلام الفسقة والفجار وغير ذلك) من اعتقد الحرام حلالا او على القلب يكفر اما لو قال لحرام هذا حلال لترويج السلعة او بحكم الجهل لا يكون كفرا وفي الاعتقاد هذا اذا كان حراما لعينه وهو يعتقده حلالا حتى يكون كفرا اما اذا كان حراما لغيره فلا وفيما اذا كان حراما لعينه انما يكفر اذا كانت الحرمة ثابتة بدليل مقطوع به اما اذا كانت بالاخبار الآحاد فلا يكفر	كذا في الخلاصة

[1] ما هذا الشرع - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہ کیا شریعت ہے (مترجم) [2] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی نے فتوی دیکھ کر یوں کہا کہ یہ کیا حکنامہ لے آیا ہے - یا یوں کہا کہ یہ کیا شریعت ہے تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے شریعت کے حکم کو رد کیا مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۷ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے (شرعی) فتوی کی اہانت کرنے کے طور پر زمین پر ڈالا - یا یوں کہا کہ کیا ہے یہ شریعت تو یہ کفر ہے - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رحمہ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ حکم نمبر $\frac{۴۶}{۴۹۵}$ اور $\frac{۲۷}{۴۹۹}$ نیز حکم نمبر $\frac{۲۸}{۴۹۹}$، $\frac{۴۰،۳۴}{۴۶۷}$ اور حکم $\frac{۱}{۴۹۱}$ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] انا لا اعرف طلاق ولاملاق انه يلزم لي ام اولاد تكون لي في البيت - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی میں طلاق ولاق نہیں جانتا مجھے بچوں کی ماں گھر میں ضرور چاہیئے (مترجم) [4] اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ میں طلاق ولاق کو کیا جانتا ہوں یا اس نے یوں کہا کہ میں طلاق ملاق کو نہیں جانتا ہوں گھر میں بچوں کی ماں چاہیئے یعنی خواہ طلاق واقع ہوتی ہے یا نہ تو اس سے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اسلئے اسنے اپنے ہاں حلال اور حرام کو برابر کر دیا ہے - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۱ - حکم نمبر $\frac{۲۶}{۴۹۹}$ مع حاشیہ اور حکم $\frac{۱}{۴۹۱}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دو آدمیوں میں جھگڑا ہوا، « وهما من عرض الناس » یعنی وہ عام اور اجڈ لوگوں میں سے تھے (العرض من الناس یعنی بیہودگی سے پیش آنے والا ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۲۷) ان میں سے ایک فقہاء کی تحریر لے آیا تو اس سے جھگڑنے والے اسکے ساتھی نے یوں کہا کہ اس مسئلہ کا حکم یوں نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے فتوی دیا ہے تو یوں کہنے سے ان پر تعزیر لازم ہوگی اس لئے کہ انھی ناپسندیدہ عمل کا ارتکاب کیا

دفعات/شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — حلال، حرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹۹-	اس لئے کہ اس نے شریعت کے حکم کو رد کیا ہے اسی طرح اگر اس نے کوئی بات نہ کہی لیکن اس نے وہ فتوی زمین پر پھینک دیا اور یوں کہا کہ "یہ کیا شریعت ہے"، تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا [۲]	فصول عمادیہ
۲۷	کسی آدمی نے (کسی پیش آمدہ صورت میں) اپنی بیوی کو طلاق واقع ہونے (یا نہ ہونے) کے متعلق کسی عالم دین سے مسئلہ پوچھا تو اس عالم دین نے اسے فتوی دیا کہ (صورت مسئولہ میں) طلاق واقع ہوگئی تو مسئلہ پوچھنے والے نے یوں کہا کہ "میں طلاق ولاق کیا جانوں بچوں کی ماں میرے گھر میں چاہیے"، تو یوں کہنے پر امام علی السغدیؒ نے اس کے کفر ہونے کا فتوی دیا [۴]	فصول عمادیہ
۲۸	جب باہم جھگڑا کرنے والے دو آدمیوں میں سے ایک شخص اپنے ساتھ جھگڑنے والے ساتھی کے پاس ائمہؒ میں سے کسی کا فتوی لے آیا تو اس کے اس ساتھی نے یوں کہا کہ "(اس مسئلہ کا) حکم یوں نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے فتوی دیا"، یا یوں کہا کہ "ہم اس فتوی پر عمل نہیں کریں گے"، تو (یوں کہنے کی وجہ سے) اس پر تعزیر لازم ہوگی [۵]	ذخیرہ
۵۰۰-	**حلال وحرام، اور فاسقوں وفاجروں کے کلام، وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر** اور اسمیں [۲۴] شقیں ہیں	
۱	منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق حلال اور حرام سے، اور فاسقوں اور فاجروں کے کلام، وغیرہ سے ہے جس شخص نے حرام شئی کو حلال یا اس کا الٹ (یعنی حلال شئی کو حرام) اعتقاد کر لیا تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اگر کسی شخص نے حرام شئی کو تجارت میں رواج دینے کے لئے [۶] حلال کہا یا اس نے جہالت کی بنا پر ایسا کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور الاعتقاد میں ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ وہ چیز حرام لعینہ ہو اور وہ اسے حلال اعتقاد کرے تو ایسا کرنا کفر ہوگا اور اگر وہ چیز حرام لغیرہ ہو (اور وہ اسے حلال اعتقاد کرے) تو پھر یہ حکم نہیں ہے اور حرام لعینہ کی صورت میں بھی (اسے حلال اعتقاد کرنے پر) وہ کفر کا مرتکب تب ہوگا جبکہ اس کا حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اگر (اس کا حرام ہونا) ان اخبار (یعنی روایات) سے ہو جو خبر واحد ہیں تو (اسے حلال اعتقاد کرنے پر) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۸]	خلاصہ

[۴] مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۴۵ حکم نمبر ۷/۴۹۶ کے حاشیہ میں مذکور کا حوالہ، حکم نمبر ۲۶، ۲۷/۴۹۹ مع حواشی نیز حکم ۲۱/۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ، حکم نمبر ۱/۴۹۰ کا پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] "تجارت میں رواج دینے کیلئے" مثلاً مردار کا گوشت بیچنے والے نے اسے فروخت کرنے کی غرض سے یوں کہا کہ "یہ حلال گوشت ہے"، تو یوں کہنے میں اسے جھوٹ کہنے، حرام بیچنے اور حرام کھانے کی سزا ملے گی مگر (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [۸] البحر الرائق میں ہے کہ اسمیں قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص نے کسی حرام کو حلال اعتقاد کیا تو اگر وہ حرام لغیرہ تھا مثلاً غیر کا مال تو (اسے حلال اعتقاد کرنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اگر وہ حرام لعینہ تھا تو اگر اسکی دلیل قطعی تھی تو (اسے حلال اعتقاد کرنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوگا ورنہ نہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ تفصیل عالم کے حق میں ہے جاہل شخص حلال اور حرام لعینہ اور لغیرہ میں فرق نہیں کر سکتا اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ حرام قطعی تھا تو (اسے حلال اعتقاد کرنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوگا ورنہ نہیں پس اگر اسنے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) حرام نہیں ہے تو وہ (خواہ جاہل ہو اس سے) کفر کا مرتکب ہوگا (اور مزید تفصیل بھی ہے) مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۳۲ وکذا فی رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۹۳ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ میں حلال حرام نہیں جانتا تو (یوں کہنے میں) اسنے کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اسنے حلال اور حرام کے استعمال میں فرق نہ کرنا مراد لیا یا اس نے (کسی حرام کو) حلال اعتقاد کیا اور اگر اس نے (اپنے متعلق) جہلا میں سے ہونے کے طور پر یوں کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۳۲۔ حکم نمبر ۵/۴۹۶، ۳۰/۴۹۶ مع حواشی اور حکم ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقة وغیرہ	حوالہ
۲-۵۰۰	قیل لرجل حلال واحد احب الیک ام حرامان قال" ایهما اسرع وصولا " یخاف علیه الکفر وکذلک اذا قال" مال باید خواہ حلال خواہ حرام ۲ « ولو قال" تا حرام یابم گرد حلال نگردم « لا یکفر	کذا فی المحیط
۳	ولو تصدق علی فقیر بشیئ من مال الحرام یرجو الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعا له وأمن المعطی فقد کفرا	کذا فی المحیط
۴	قیل لرجل کل من الحلال فقال ذلک الرجل" الحرام احب الی « یکفر ولو قال مجیباله" درین جهان یک حلال خوار بیار تا او را سجدہ کنم ۳ « یکفر	کذا فی المحیط
۵	قال لغیرہ کل الحلال فقال « مرا حرام شاید ۴ « یکفر	کذا فی المحیط

۱؎ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ جب وہ حالتِ اضطرار میں نہ تھا اور لکھا ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یوں کہا کہ ہاں میں حرام کھاؤں گا تو اسکے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ظاہر حکم یہی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے قُل لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَکَ کَثْرَةُ الْخَبِیثِ (آیت ۱۰۰ سورہ مائدہ یعنی تو کہہ برابر نہیں گندا اور پاک اگرچہ تجھکو خوش لگے گندے کی بہتات) اور اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی رو سے پسندیدہ کی ضد کو پسند کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳ حکم ۱/۵۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ الازم لی مال سواء کان حلالا او حراما - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مجھے مال ضرور چاہیئے خواہ حلال ہو یا حرام ہو (مترجم) ۳؎ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جسنے یوں کہا کہ مال ہونا چاہیئے خواہ حلال ہو یا حرام یا یوں کہا کہ مال ہونا چاہیئے خواہ حلال سے ہو یا حرام سے ہو تو یوں کہنے والا ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب ہے اسلئے کہ اس کی حالت اسپر دلالت کرتی ہے کہ اسکے ہاں حلال اور حرام برابر ہیں لیکن چونکہ اسنے اپنے قول میں حلال وحرام کے مابین فرق کا اظہار کیا ہے لہذا (اس صورت میں) فقہاءؒ نے اسکے متعلق کفر کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہا کہ اسپر انجام کار کفر کا خوف ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳ حکم نمبر ۱/۵۰ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ وہ گنہگار ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۸ حکم نمبر ۵/۴۹۶ کا حاشیہ اور ۱/۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ البتہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے کہ جس شخص سے کہا گیا کہ تو حلال کے گرد کیوں نہیں آتا تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ جبتک حرام پاؤں گا حلال کے گرد نہیں آؤں گا اور حلال کی طرف توجہ نہیں کروں گا تو اس نے (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ اس نے حلال پائے جانے کے باوجود، حرام کو مباح قرار دیکر شریعت کی وضع کو اٹ دیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲ حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا وآخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حرام قطعی پر محمول ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۴ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جو شخص حرام شیئ سے کسی فقیر پر صدقہ کر کے ثواب کی امید رکھے تو (ایسا کرنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور لکھا ہے کہ اسمیں کلام ہے اسلئے کہ جسکے پاس حرام مال ہو تو وہ اسپر لازم ہے کہ وہ اس مال کو فقراء پر صدقہ کردے تو جو فعل اس نے اللہ تعالیٰ کے امر اور اسکی اطاعت میں سرانجام دیا تو اسپر اسے ماجور ہونا چاہیئے پس غالبا یہ مسئلہ اس مال حرام کے بارے میں ہے کہ اس مال کا

دفعات/شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — حلال وحرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۰-۲	(ا) کسی آدمی سے کہا گیا کہ تجھے ایک حلال زیادہ پسند ہے یا دو حرام تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "دونوں میں سے جو جلد مل جائے تو (یوں کہنے میں) اس پر کفر کا خوف ہے [۱] (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے یوں کہا کہ "مجھے مال چاہیے خواہ حلال ہو یا حرام" (تو یوں کہنے میں اس پر کفر کا خوف ہے) [۳] (ج) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "جب تک میں حرام پاؤں حلال کے قریب نہ بھٹکوں"، تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۴]	محیط
۳	(ا) اگر کوئی شخص حرام مال میں سے کسی فقیر پر صدقہ کرکے ثواب کی امید رکھے تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۵] (ب) اور اگر اس فقیر نے اس امر کو (یعنی اس مال کے حرام ہونے کو) جان لیا اور (اس کے باوجود) پھر اس کے حق میں دعا کی اور دینے والے نے آمین کہی تو ان دونوں نے کفر کا ارتکاب کیا [۶]	محیط
۴	(ا) کسی آدمی سے کہا گیا کہ حلال کھا تو اس (نے جواب میں یوں) کہا "حرام مجھے زیادہ پسند ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷] (ب) اور اگر اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "اس دنیا میں کوئی ایک ایسا لے آ جو حلال کھاتا ہو تاکہ میں اسے سجدہ کروں"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۹]	محیط
۵	کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "حلال کھا"، تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "مجھے حرام ٹھیک رہتا ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۱۱]	محیط

جاتا ہے پہنچتا ہے وہ اسکی بجائے کسی اور کو عطا کرتا ہے اور وہ یہ عطا ناموری کیلئے اور ریاکاری کے طور پر کر رہا ہے جیسا کہ دنیا کے سلاطین اور ان کے امراء میں ایسا کرنا اکثر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۵ حکم نمبر ۱/۵ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا و آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حرام قطعی پر محمول ہوگا ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۴ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ نیز بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ دعا اور آمین مالِ حلال اور ارتکاب اطاعت میں ہوتی ہے نہ کہ معصیت اور ارتکاب حرام میں، اور پھر لکھا ہے کہ اسمیں تأمل کر (یعنی اس حکم میں تأمل ہے) اس لئے اس عطا میں عطا کرنے والے کا ارادہ کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں سے متعلق گناہوں سے قیامت کے دن خلاصی پائے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۵ حکم نمبر ۱/۵ اور حکم ۱/۴۹۱ مع پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اس نے شریعت کی وضع کی مخالفت کی اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کیا ہے وہ اسے پسند کر رہا ہے۔ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳ حکم نمبر ۱/۵۰۰ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] ھات لی فی ھذہ الدنیا رجلا یاکل من الحلال لاسجد لہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اس دنیا میں کوئی ایسا لے آ جو حلال کھاتا ہو تاکہ میں اسے سجدہ کروں (مترجم) [۹] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جس شخص سے کہا گیا کہ حرام مت کھا تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ کوئی ایک ایسا لے آ جو حرام نہ کھاتا ہو یا یوں کہا کہ کوئی ایسا لے آ جو حلال کھاتا ہو تاکہ میں اس پر ایمان لاؤں یا یوں کہا کہ میں اسے سجدہ کروں یا اسکا اعزاز کروں تو (یوں کہنے میں) اسنے کفر کیا اسلئے کہ جس پر ایمان لایا جاتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ اسکے فرشتے اور اسکے رسول علیہم السلام ہیں اور سجدہ بغیر اللہ تعالیٰ کیلئے حرام ہے اور لکھا ہے اعزاز و تعظیم کرنے میں تو کوئی وجہ کفر نہیں اور ایمان بمعنی اعتقاد بھی آتا ہے اور سجدہ بمعنی انقیاد (یعنی بمعنی فرمانبرداری) کے بھی آتا ہے (پس ان معانی کے مراد لینے میں یوں کہنا کفر نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] یصلح لی الحرام۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مجھے حرام ٹھیک رہتا ہے (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقة وغیرة	حوالہ
۶-۵-۰۰	ولد فاسق شرب الخمر فجاء اقاربه ونثروا الدراهم علیه کفروا ولو لم ینثروا ولکن قالوا مبارکباد[1] کفروا ایضا[2]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	ولو قال حرمة الخمر لم تثبت بالقرآن یکفر[3]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	رجل قال تبت ومع ذلك تشرب الخمر لماذا تتوب قال "کس از شیر مادر شکیبد" لا یکفر لان هذا استفهام او تسویة بین الخمر واللبن فی الحب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹	وفی کتاب الحیض للامام السرخسیؒ لو استحل وطء امرأته الحائض یکفر وکذا لو استحل اللواطة من امرأته	

ل مبارک له - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اسے (اس کام پر) مبارک ہو (مترجم) ۲ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی فاسق نے شراب پی تو اس کے رشتہ داروں نے اس پر درہم نچھاور کئے تو انہوں نے کفر کیا اسی طرح اگر انہوں نے (اسے) مبارکباد کہی (تو یہی حکم ہے) اسی طرح اگر کسی نے بطور ظلم اور رہزنی مال لیا تو اسے انہوں نے مبارکباد کہی تو (یوں کہنے میں) انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۵ اور جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ معصیت جو کہ باعث شومی ہے انہوں نے اسے ایسا قرار دیا جس میں برکت ہو سکتی ہے تو گویا کہ انہوں نے حرام (خمر) کو حلال قرار دیا اور اس میں برکت ہونے کا اضافہ کیا۔ نیز لکھا ہے کہ اسی طرح کی صورت یہ ہے کہ کسی سلطان یا امیر نے کسی خطیب، امام یا مدرس وغیرہ کو حرام لباس پہنایا تو اس کے ساتھی آئے اور انہوں نے اسے مبارک کہی (تو انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا) اگر انہوں نے مبارک دینے میں اس منصب پر مبارکباد کہنے کا قصد کیا نہ کہ اس انعامی لباس پہننے پر تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنے سے وہ کفر کے مرتکب نہ ہوں گے) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م سنہ ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۵ حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ (ل) جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی نے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) حرام نہیں ہے تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) حرام ہے لیکن وہ حرام خمر یہ شراب نہیں ہے جسے تم گمان کر رہے ہو تو امام ثانی (یعنی امام محمدؒ) نے اسکے متعلق کہا ہے کہ میں اسے سزا کا حکم دوں گا، اس سے منع کروں گا لیکن اس کی تکفیر نہ کروں گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۴ وهکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۳ (ب) اور جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) کی حرمت قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتی تو اس نے کفر کیا اس لئے کہ اس نے نص قرآن اور اہل الفرقان کی تعلیم سے انکار کیا اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آیت ۹۰ سورہ مائدہ - یعنی اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے، گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو) تو اس آیت میں عظیم ممانعت ہے اور التتمہ میں ہے کہ جس نے قرآن مجید میں خمر (یعنی شراب) کے حرام ہونے کا انکار کیا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے نبیذ التمر کو یعنی نشہ دینے کی حد تک نبیذ التمر پینے کو حلال جانا تو اسنے کفر کیا لیکن جسنے نشہ دینے کی حد سے کم تک نبیذ التمر پینے کو حلال جانا تو اسکے متعلق یہ حکم نہیں ہے (ج) نیز شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جس حرام کی حرمت پر اجماع ہو مثلاً خمر (یعنی شراب) زنا، لواطت اور سود وغیرہ تو جو شخص

دفعات/شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام حلال و حرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۰-۶	کسی فاسق بچہ نے شراب پی تو اس کے رشتہ دار آئے اور انہوں نے اس پر رقم نچھاور کی تو (ایسا کرنے میں) انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر انہوں نے (مذکورہ صورت میں) رقم نہ نچھاور کی مگر یوں کہا کہ "مبارکباد" (یعنی مبارک ہو) تب بھی انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا ۲ھ	قاضیخان
۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) کا حرام قرار پانا قرآن مجید سے ثابت نہیں ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۳ھ	قاضیخان
۸	کسی آدمی نے (دوسرے شخص سے) کہا کہ تو نے توبہ کی اور اس کے باوجود تو پھر شراب پیتا ہے تو کیوں (مکمل) توبہ نہیں کرتا تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "ماں کے دودھ سے کون صبر کرسکتا ہے تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ (یوں کہنا) استفہام ہے (یعنی بطور سوال کرنے کے کہنا ہے) یا محبت میں شراب اور دودھ کے مابین برابری کرنا ہے ۴ھ	قاضیخان
۹	(د) امام سرخسیؒ کی کتاب الحیض میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں وطی کرنے کو حلال جانا (یعنی اسے حلال سمجھنے کا اعتقاد کیا) تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے - اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے لواطت (یعنی دبر میں جماع) کو حلال جانا تو (اس سے وہ) کفر کا ارتکاب	

نے ایسے امور کے حرام ہونے سے انکار کیا یا ان کے حرام ہونے میں شک کیا یا اس نے یہ گمان کیا کہ صغائر و کبائر سب حلال ہیں تو اس نے ایسے زعم باطل میں کفر کا ارتکاب کیا اور بحوالہ التتمہ لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی شیٔ یا فعل کے حرام ہونے پر یقین کیا اور اس کا یقین شریعت کے مطابق تھا پھر اس نے اس شیٔ یا اس فعل کے متعلق یوں کہا کہ یہ حلال ہے تو اس نے کفر کیا اور لکھا ہے کہ جس نے خمر (یعنی شراب) کے سود کو مسلمانوں کے لئے جائز کہا تو اس نے کفر کیا اور اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ (آیت ۲۷۵ سورہ بقرہ یعنی "اللہ تعالیٰ نے حلال کیا سودا کو) میں الف لام عہد کا ہے یعنی مشروع بیع حلال ہے اس لئے کہ خمر (یعنی شراب) کی بیع مسلمانوں کے لئے بالاجماع جائز نہیں ہے اور جس نے حرام کو حلال جانا حالانکہ دین میں اس کے حرام ہونے کا علم بطور ضروری تھا مثلاً محارم سے نکاح، خمر (یعنی شراب) نوشی، مردار خوری، خون اور خنزیر کھانا جبکہ جبکہ نہ تو حالتِ اضطرار ہو اور نہ ایسا جبر ہو جس میں قتل یا ناقابل برداشت تقطیع یعنی قطع عضو ہو نیز لکھا ہے کہ او ما اشبہ ذلک من ضرب مولم او جراحۃ یعنی یا اسکی مانند ہو مثلاً دردناک چوٹ لگانا یا زخمی کرنا تو اس نے کفر کیا اور اگر اس نے حلال جانے بغیر ایسا کیا تو فاسق ہے اور بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) حلال ہے تو اس نے کفر کیا اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ خمر (یعنی شراب) حرام نہیں ہے اور اس کے حرام ہونے کو نہ جانتا تھا تو (اس نے کفر کیا) اس لئے کہ اس نے نص قطعی میں وارد حرام کو حلال کہا اور ولا یعذر بالجھل یعنی جہالت کا عذر مقبول نہیں ہوتا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۵، ص ۱۵۶ اور ص ۱۵۳، ص ۱۵۴، ص ۱۶۰ - خمر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا د، ذ اور س، "نبیذ التمر" کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۶۵ کا حاشیہ اور ضروری کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "و" نیز حکم نمبر ۱/۵۰۰ مع حواشی، ۳۰/۴۹۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳۶/۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "ج" اور حکم ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ھ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ میں خمر (یعنی شراب) سے محبت رکھتا ہوں اور اس سے صبر نہیں کرسکتا تو بعض کا قول ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ اس نے رضا و اختیار کی محبت مراد لی ہو اور بحوالہ الحلیہ لکھا ہے کہ اگر اس نے نفسانی اور طبعی محبت مراد لی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳ - حکم نمبر ۱۱، ۹/۵۰۰ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۴۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقۃ وغیرہ	حوالہ
۵۰۰	وفی النوادر عن محمدؒ لا یکفر فی المسئلتین ھو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	رجل شرب الخمر فقال شادی مرآنرا است کہ بشادی ماشاد است وکم وکاست مرآنرا کہ بشادی ماشاد نیست[۲] یکون کفرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	واذا شرع فی الفساد وقال لاصحابہ " بیائید تا یکی خوش بزیم[۴] " یکفر	کذا فی المحیط
۱۲	وکذا لو اشتغل بالشرب وقال " مسلمانی آشکارا میکنم " او قال " مسلمانی آشکار شد "[۶] یکفر	کذا فی المحیط
۱۳	قال واحد من الفسقۃ " اگر ازین خمر پارہ بریزد جبرئیل علیہ السلام بپر خویش بردارد[۸] " یکفر	کذا فی المحیط
۱۴	قیل لفاسق " انک تصبح کل یوم تؤذی اللہ تعالی وخلق اللہ تعالی قال " خوش می آرم " یکفر	کذا فی المحیط

[۱] (الف) چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی آدمی نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں وطی کو حلال سمجھا یا اس نے اپنی بیوی سے لواطت کو حلال سمجھا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور النوازل میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اس کی تکفیر نہ کی جائیگی اور مذکورہ دونوں مسئلوں کے متعلق یہی حکم صحیح ہے۔ نیز لکھا ہے کہ کسی آدمی نے (اپنی بیوی سے) حالت حیض میں وطی کو حلال جانا تو اس نے کفر کیا اور لکھا ہے کہ اگر کسی تاویل کرتے ہوئے (مذکورہ وطی کو) حلال جانا بایں طور کہ اس نے کہا کہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے تو اس سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا اور اگر اس نے حرام ہونے کے اعتقاد کے باوجود حلال کہا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور لکھا ہے کہ امام سرخسیؒ مطلقاً کفر ہونے پر مائل ہوئے ہیں اور الذخیرہ میں ہے کہ حالتِ حیض میں (بیوی سے) وطی حلال جاننا کفر نہیں ہے اس لئے کہ حالتِ حیض میں زوج ثانی کی وطی سے زوج اول کیلئے حلالہ قرار پاجاتا ہے اور امام ثانی (یعنی امام محمدؒ) سے منقول ہے کہ کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ حرام وطی نہ کریگا پھر اس نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں وطی کی یا اس نے ظہار کردہ بیوی سے وطی کی تو وہ حانث نہ ہوگا (یعنی اس سے اس کی قسم نہ ٹوٹے گی اور اس پر قسم توڑنے کا کفارہ لازم نہ ہوگا) لیکن اگر وہ اسکی نیت کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی حلف کے وقت اس کی نیت میں یہ ملحوظ ہو کہ بیوی سے حالتِ حیض میں یا ظہار میں وطی حرام ہے تو پھر مذکورہ صورت میں مذکورہ قسم نہ ٹوٹنے کا حکم نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۶، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵۔

(ب) اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں وطی کو حلال سمجھا تو اس نے کفر کیا اور جس نے اپنی بیوی سے حالت حیض یا غیر حالت حیض میں لواطت کو حلال جانا تو اس نے کفر کیا اور لکھا ہے کہ ان صورتوں کے احکام میں بعض اسلاف کا اختلاف بھی ہے جیساکہ السیوطی نے اپنی تفسیر الدر المنثور میں ذکر کیا ہے پس احتیاط اسمیں ہے کہ اسکے متعلق کفر کا حکم نہ دیا جائے اور بحوالہ المحیط یوں لکھا ہے کہ حالتِ حیض میں (اپنی بیوی) سے جماع حلال سمجھنا کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد علی القاری الحنفیؒ م ۱۴ سنہ ۱۰ ھ ص ۱۵۶۔ حکم نمبر ۷/۵۰۰ کے حاشیہ کا "ج"، ۱/۵۰۰ مع حواشی، ۳۵، ۶۹/۴۶۳ نیز حکم نمبر ۱۴/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] الفرح لمن یفرح لفرحنا والخیبۃ والنقصان لمن لیس یفرح لفرحنا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی خوشی اس کے لئے ہے جو ہماری خوشی کے ساتھ خوش ہوتا ہے اور زیان اور نقصان اسکے لئے ہے جو ہماری خوشی کے ساتھ خوش نہیں ہوتا ہے (مترجم) [۳] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ خوشی کسی امر پر راضی ہونے اور اس سے محبت کرنے پر ہوتی ہے اور معصیت پر ایسی خوشی کفر ہے اور زیان ونقصان تو معصیت سے ہے نہ کہ اطاعت سے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ (آیت ۱۶ سورۃ البقرۃ)

دفعات و شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام حلال و حرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۰۔	کرتا ہے (ب) امام محمدؒ سے النوادر میں منقول ہے کہ ان دونوں مسئلوں (کی مذکورہ صورتوں) میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور یہ حکم صحیح ہے [۲]	قاضیخان
۱۰	کسی آدمی نے شراب پی تو یوں کہا کہ "خوشی اس کے لئے ہے کہ وہ ہماری خوشی کے ساتھ خوش ہے اور زیاں و نقصان اس کے لئے کہ وہ ہماری خوشی کے ساتھ خوش نہیں ہے تو اس کا یوں کہنا کفر ہوگا [۳]	قاضیخان
۱۱	جب کسی شخص نے فساد کا کام (یعنی خلافِ شرع کام) شروع کیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے یوں کہا کہ "آیئے تاکہ اچھی زندگی جئیں"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۵]	محیط
۱۲	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص شراب نوشی میں مشغول ہوا اور یوں کہا کہ "میں مسلمانی ظاہر کر رہا ہوں"، یا یوں کہا کہ "مسلمانی ظاہر ہوئی"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷]	محیط
۱۳	فاسقوں میں سے کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر اس شراب سے تھوڑا سا نیچے گر پڑے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے اپنے پَر پر اٹھالیں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۹]	محیط
۱۴	کسی فاسق سے کہا گیا کہ "تو ہر روز صبح اٹھتے ہی خدا تعالیٰ اور مخلوق خدا تعالیٰ کو ایذا دینا شروع کر دیتا ہے تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "میں اچھا کرتا ہوں"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۱۰]	محیط

یعنی سو نفع نہ لائی انکی سوداگری) نیز ارشاد ہے کہ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ (آیت ۳۱ سورہ ۶ انعام یعنی خراب ہوئے جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ تعالیٰ کا) اور جب اس نے ان نصوص سے الٹ کہا تو کفر میں جا پڑا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] تعالوا النعیش عیشا طیبا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی آیئے تاکہ اچھی زندگی جئیں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] اظہر الاسلامیۃ او قال ظہرت الاسلامیۃ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میں مسلمانی ظاہر کر رہا ہوں یا یوں کہا کہ مسلمانی ظاہر ہوئی (مترجم) [۷] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ وغیرہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس نے شراب نوشی اور معصیت کو اسلام اور اطاعت کا ظہور کہکر وضع شریعت کو الٹ کر دیا نیز بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ کوئی فاسق شراب کی مجلس میں تھا اس نے صلحاء کی جماعت سے یوں کہا کہ اے کافر و آؤ تاکہ اسلام کو دیکھو تو یوں کہنے میں اسنے کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اسکا یوں کہنا نشہ کی حالت میں نہ تھا۔ نیز بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ جو شخص نشہ آور شی نہیں پیتا وہ مسلمان نہیں ہے تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳، ص ۱۵۲۔ حکم نمبر ۸/۴۹۲، ۷؍۱۱/۵۰۰ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] ان وقعت قطرۃ من ھذا الخمر فجبرئیل علیہ السلام یرفعھا بجناحہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اگر اس شراب سے ایک قطرہ نیچے گر پڑے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے اپنے پَر پر اٹھالیں (مترجم) [۹] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے نیز لکھا ہے کہ بعض شعراء وغیرہ کے کلام میں جو عبارات خمر (یعنی شراب) کے حق میں ہیں جو شخص ملحدوں اور اباحیہ کی طرح ان کلمات کو ظاہری معانی پر محمول کرے تو وہ کلمات الکفر ہوں گے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاریؒ الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳۔ حکم نمبر ۷؍۱۱/۵۰۰ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے نیز لکھا ہے کہ اگر یوں کہنے میں اس کی مراد یہ ہو کہ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ حق اور خلق کے لئے ایذا کا سبب نہیں ہے تو پھر (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۵ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقة وغیرہ	حوالہ
۵۰۰-۱۵	قال للمعاصی « این نیز راہی است و مذہبی ‹۱› » یکفر. وفی تجنیس الناطفی ‹۲› والاصح انہ لا یکفر	کذا فی المحیط. کذا فی التتارخانیة
۱۶	رجل ارتکب شیئا من الصغائر فقیل لہ تب الی اللہ تعالی فقال « من چہ کردم ام تا توبہ باید کرد ‹۳› » یکفر	کذا فی المحیط
۱۷	من اکل طعاما حراما وقال عند الاکل « بسم اللہ تعالی » حکی الامام المعروف بمستملی ‹۴› انہ یکفر ولو قال عند الفراغ « الحمد للہ تعالی » قال بعض المتأخرین لا یکفر	کذا فی الفصول العمادیة
۱۸	والاتفاق است اگر قدح بگیرد و بسم اللہ گوید وبخورد « کافر گردد » ہمچنیں بوقت مباشرتِ زنا یا بوقت قمار کعبتین بگیرد وگوید بسم اللہ تعالی « کافر شود ‹۷› »	کذا فی الفصول العمادیة

‹۱› هذا ایضا طریق و مذهب - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہ بھی ایک راستہ اور مذہب ہے (مترجم) ‹۲› چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے گناہوں کے متعلق کہا کہ یہ بھی ایک راستہ اور مذہب ہے تو اس نے کفر کیا اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ یوں کہنے میں اسکی مراد یہ ہو کہ یہ حق کا راستہ اور شرعی مذہب ہے اور اگر اسکی مراد یہ نہ ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ معاصی بھی راستے اور مذاہب میں خواہ وہ کفر ہوں یا بدعت، اس لئے کہ وہ آگ کی طرف جانے والے راستے اور ہلاکت کی طرف سے جانے والے مذہب ہیں۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۵ - حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو (مترجم)

‹۳› ما الذی فعلتہ حتی تلزمنی التوبة - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی میں نے کیا کیا ہے کہ مجھے توبہ کرنی لازم ہو (مترجم) ‹۴› جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ قواعد اہل سنت کے مطابق یہی حکم ہے اور معتزلہ کا اختلاف ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۴، ص ۱۵۵ - حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ مع حواشی اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" حکم نمبر ۸۵/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

‹۵› جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ حرام قطعی ہو اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس موقع پر اس نے یوں کہکر اللہ تعالی کے نام کی توہین کی ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ - حکم نمبر ۱/۴۹۵، ۱۸۰۱/۵۰۰ اور ۳/۴۹۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ‹۶› چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی نے حرام (قطعی) لے چکنے کے بعد آخر میں اس نیت سے الحمد للہ تعالی کہا کہ وہ اس حرام کو لے سکا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر اس نے ایسی کوئی نیت نہ کی تو یہ احتمال موجود ہے کہ اس نے اس حرام کے ارتکاب کے بعد اس حرام سے خلاص پانے کی نیت سے الحمد للہ تعالی کہا ہو تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ - حکم نمبر ۱۷/۵۰۰ اور ۸۵، ۸۶/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ‹۷› الاتفاق علی انہ ان امسک القدح

دفعات و شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام حلال و حرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۵-۵۰۰	(د) کسی شخص نے گناہوں کے متعلق کہا کہ "یہ بھی ایک راستہ اور مذہب ہے" ، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (ب) اور تجنیس الناطقی میں ہے کہ (مذکورہ صورت میں) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۲ھ	محیط تتارخانیہ
۱۶	کسی آدمی نے کوئی صغیرہ گناہ کیا تو اسے کہا گیا کہ اللہ تعالی کی طرف توبہ کر تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں نے کیا کیا ہے تاکہ توبہ کرنی لازم ہو" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۴ھ	محیط
۱۷	(د) جس شخص نے حرام کھانا کھایا اور کھاتے وقت یوں کہا کہ "بسم اللہ تعالی" (یعنی اللہ تعالی کے نام سے) تو اس کے حکم کے متعلق امام متملی رحمہ نے ذکر کیا ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۵ھ - (ب) اور اگر اس نے (حرام) کھانے سے فراغت پر یوں کہا کہ "الحمد للہ تعالی" تو اس کے حکم کے متعلق بعض متاخرین کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۶ھ	فصول عمادیہ
۱۸	اور اس پر فقہاءؒ کا اتفاق ہے کہ (د) اگر کوئی شخص شراب کا پیالہ پکڑے اور یوں کہے کہ "بسم اللہ تعالی" اور پی جائے تو (اس موقع پر یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرنے والا قرار پاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی شخص زنا کرتے وقت یا قمار (یعنی جوا) کھیلنے کے لئے کعبتین (یعنی کھیل کے مہرے) پکڑتے وقت یوں کہے کہ "بسم اللہ تعالی" تو (ان موقعوں پر یوں کہنے سے) وہ کفر کرنے والا ہوگا ۸ھ	فصول عمادیہ

وقال بسم اللہ تعالی وشربہ یصیر کافرا وھکذا ان بسمل وقت مباشرۃ الزنا او حال لعب القمار عند امساک الکعبتین فانہ یصیر کافرا - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اس پر فقہاءؒ کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص شراب کا پیالہ پکڑے اور بسم اللہ کہہ کر پی جائے تو (اس موقع پر) یوں کہنے سے وہ کفر کا ارتکاب کرنے والا قرار پاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی شخص زنا کرتے وقت یا قمار (یعنی جوا) کھیلتے وقت کعبتین (یعنی کھیل کے مہرے) پکڑتے وقت یوں کہے کہ بسم اللہ تعالی تو (ان موقعوں پر) یوں کہنے سے وہ کفر کا ارتکاب کنندہ ہے (مترجم) ۸ھ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ شراب نوشی، زنا کے ارتکاب اور قطعی حرام کے کھانے (وغیرہ) کے وقت، بسم اللہ تعالی کہنے سے اللہ تعالی کے نام کی توہین ہوتی ہے - مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۹ - حکم نمبر $\frac{1}{495}$ ، $\frac{1،1}{500}$ ، $\frac{3}{497}$ مع حواشی اور حکم نمبر $\frac{1}{494}$ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۳" اور اس کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقة وغیرها	حــوالــہ
۵۰۰-۱۹	ولو ان رجلین تناجرا فقال احدهما لاحول ولا قوة الا بالله تعالی فقال" لاحول بکار نیست "او قال " لاحول را چه کنم [1]" اوقال " لاحول لا یغنی من جوع " اوقال " لاحول را بکاسه اندر ثرید نتوان کرد" اوقال - بجای نان سود ندارد [2] " کفر فی هذه الوجوه کلها	کذا فی الظهیریة
۲۰	وکذلک اذا قال عند التسبیح والتهلیل	کذا فی المحیط
۲۱	وکذلک اذا قال سبحان الله تعالی فقال الآخر" سبحان الله را تو آب بردی " اوقال" پوست باز کردی [6]" فهذا کفر	کذا فی المحیط
۲۲	اذا قال لآخر قل لا اله الا الله فقال" لا اقول "فقال بعض المشائخ" هو کفر وقال بعضهم ان عنی به انی لا اقول بامرک لا یکفر وقال بعضهم یکفره مطلقا ولو قال" بگفتن این کلمه چه بر سر آوردی تا من گویم [9] " یکفر	کذا فی المحیط

[1] لا تنفع لاحول اوقال ما اصنع بلاحول - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی لاحول فائدہ نہیں دیتا ہے یا اس نے یوں کہا کہ میں لاحول کو کیا کروں (مترجم)
[2] لا یمکن جعل لاحول فی القصعه اوقال لاحول لا تنفع فی محل الخبز - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی لاحول کو کھانے کے پیالے میں نہیں ڈال سکتے یا یوں کہا کہ لاحول روٹی کی جگہ فائدہ نہیں دیتا (مترجم) [3] ثرید کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ہ" ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۹/۵۰۰ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ہ" ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] اذہبت حسن سبحان الله تعالی اوقال قلبت جلدها - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی تو نے سبحان اللہ تعالی کا حسن دور کردیا یا یوں کہا کہ تو نے سبحان اللہ تعالی کی کھال اتاردی (مترجم) [7] حکم نمبر ۶/۴۹۷ مع پہلا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ہ" ملاحظہ ہوں (مترجم)
[8] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصة اور الحاوی لکھا ہے کہ کسی مسلمان سے کہا گیا کہ کہہ "لا اله الا اللہ تعالی" تو اس نے نہ کہا یعنی اس نے اقرار سے انکار کیا حالانکہ احکام اسلام کے اجرا کے لئے مذکورہ اقرار شرط ہے لیکن اگر اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ میں تیرے کہنے سے نہیں کہوں گا یا یوں کہا کہ میں اسلام کا علم رکھتا ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنا کفر نہ ہوگا) اور بحوالہ التتمہ لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس نے کسی حاضر نیت کے بغیر یوں کہا کہ" میں نہیں کہوں گا" یا اس نے ہمیشہ کے لئے نیت کرکے یوں کہا کہ "میں نہیں کہوں گا" تو اس نے کفر کیا اور اگر اس نے یہ نیت کی کہ" اس وقت نہ کہوں گا" تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر علی

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام حلال و حرام اور فاسقوں کے کلام وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۰-۱۹	اگر دو آدمیوں میں باہم سخت کلامی ہوئی تو ان میں سے ایک نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تعالے (یعنی گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہے) تو اس دوسرے آدمی نے (جواب میں) یوں کہا کہ "لاحول کارآمد نہیں ہے"، یا یوں کہا کہ "میں لاحول کو کیا کروں"، یا یوں کہا کہ "لاحول سے بھوک دور نہیں ہوتی"، یا یوں کہا کہ "لاحول کو کھانے کے پیالے میں شرید ۳؎ نہیں بنا سکتے" یا یوں کہا کہ "لاحول روٹی کی جگہ فائدہ نہیں دیتا"، تو ان مذکورہ سب صورتوں میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۴؎	ظہیریہ
۲۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ صورت میں ان دونوں میں سے ایک کے لاحول پڑھنے کی بجائے) سبحان اللہ کہنے یا لا الہ الا اللہ کہنے پر (دوسرے نے مذکورہ فقرے) کہے (تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا) ۵؎	محیط
۲۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے سبحان اللہ کہا تو دوسرے نے یوں کہا کہ "تونے سبحان اللہ تعالیٰ کا حسن دور کر دیا"، یا اس نے یوں کہا کہ "تونے سبحان اللہ تعالیٰ کی کھال اتار دی"، تو یوں کہنا کفر ہے ۶؎	محیط
۲۲	(۱) جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو لا الہ الا اللہ کہہ تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں نہیں کہونگا" تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض مشائخ ۷؎ کا قول یہ ہے کہ "یوں کہنا کفر ہے" اور بعض مشائخ ۷؎ کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے (مذکورہ انکار میں) یہ مراد لیا کہ میں تیرے حکم سے نہیں کہوں گا تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور بعض نے مطلقاً اس کے کفر کا حکم دیا ہے ۸؎ (ب) اور اگر اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "تونے اس کلمہ کے کہنے سے کیا سرفرازی پائی کہ میں کہوں"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱۰؎	محیط

بن سلطان محمد القاری الحنفی رم ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۵۰۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو۔ نیز فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جس شخص نے "لا الہ" اور اس کا ارادہ "الا اللہ" کہنے کا ہے البتہ اس نے کہا نہیں تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ ایمان پر معتقد ہے لیکن اگر کسی نے مذکورہ صورت میں صرف "لا الہ" (یعنی کوئی معبود نہیں) کہنے کے ارادہ سے کہا اور "الا اللہ" (یعنی مگر اللہ تعالیٰ معبود ہے) کہنے کے متعلق اس کے دل میں کوئی خیال نہیں تو وہ کفر کا ارتکاب کنندہ ہے اور اگر کسی نے صرف "الا اللہ" (یعنی مگر اللہ تعالیٰ) مستثنیٰ کہا تو یہ ایک آواز ہے جس کا مکمل معنی نہیں بنتا اور صرف اس کا ذکر کرنے کا اعتقاد، بے معنی کلام کا اعتقاد ہے اور اگر اس نے یوں کہنا ہی ہے تو کم از کم پہلے) ایک بار "لا الہ الا اللہ" کہے پھر "الا اللہ" کئی بار کہہ لے تو اس طرح اس کا "الا اللہ" کہنا تاکید پر محمول قرار پائے گا مشائخ خوارزم ؒ سے یوں ہی سنا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۴۷، صفحہ ۳۴۸۔ (مترجم) ۹؎ ما الذی فعلتہ بذکر ھذہ الکلمۃ حتی اقولہا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تونے اس کلمہ کا ذکر کرکے کیا کر لیا تاکہ میں کہوں (مترجم) ۱۰؎ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواھر اور المحیط لکھا ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ تونے یہ کلمہ (یعنی لا الہ الا اللہ) کہہ کر کیا فائدہ اٹھایا حتی کہ میں کہوں تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی ؒ م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۵۰۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بیوم القیمۃ وما فیہا	حوالہ
۵۰۰-۲۳	رجل عطس مرات فقال لہ رجل بحضرتہ یرحمک اللہ تعالٰی مرۃ بعد مرۃ فعطس مرۃ اخری فقال لہ ذلک الرجل "بجان آمدم ازیں یرحمک اللہ تعالٰی گفتن" او قال "دلتنگ شدمارا" او قال "ملول شدیم" ¹ فقد قیل لا یکفر فی الجواب الصحیح	کذا فی المحیط
۲۴	سلطان عطس فقال لہ آخر یرحمک اللہ تعالٰی فقال لہ الآخر لا تقل للسلطان ھکذا یکفر ھذا القائل ²	کذا فی الفصول العمادیۃ
۵۰۱-	**موجبات الکفر ما یتعلق بیوم القیمۃ وما فیہا** تعداد شق ۲۶ ³	
۱	(ومنھا ما یتعلق بیوم القیمۃ وما فیہا) من انکر القیمۃ او الجنۃ او النار او المیزان او الصراط او الصحائف المکتوبۃ فیہا اعمال العباد یکفر ⁴	کذا فی الظہیریۃ
۲	ولو انکر البعث فکذلک ولو انکر بعث رجل بعینہ لا یکفر کذا ذکر الشیخ الامام الزاہد ابو اسحٰق الکلاباذی رحمہ اللہ	کذا فی الظہیریۃ
۳	عن ابن سلام رحمہ اللہ فیمن یقول لا اعلم ان الیہود والنصاری اذا بعثوا ھل یعذبون بالنار افتی جمیع مشائخنا رحمہم اللہ ومشائخ بلخ رحمہم اللہ بانہ یکفر	کذا فی العتابیۃ
۴	یکفر بانکار رؤیۃ اللہ تعالٰی عز وجل بعد دخول الجنۃ	کذا فی البحر الرائق

¹ زھقت من قول یرحمک اللہ تعالٰی ھذہ او قال حصل لنا ضیق صدرا وقال مللنا - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اس یرحمک اللہ تعالٰی کہنے سے میرا ناک میں دم آگیا یا یوں کہا کہ ہم دلتنگ ہوگئے یا یوں کہا کہ ہم اکتا گئے (مترجم) ² جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ سلطان کی چھینک پر یرحمک اللہ کہنے والے شخص کو کسی آدمی نے یوں کہا کہ "تو یوں سلطان کے لئے کیوں کہتا ہے،" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۳ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ کسی سلطان کو چھینک آئی اسے ایک آدمی نے یرحمک اللہ کہا تو ایک اور آدمی اسے کہا کہ سلطان کیلئے یوں نہیں کہا جاتا تو اس نے (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اسکی مراد یہ ہو کہ سلطان کیلئے یوں کہنا شرعاً جائز نہیں اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ سلطان کیلئے عرف میں یوں نہیں کہا جاتا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے سے کفر کا مرتکب ہوگا) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے سلطان کو السلام علیکم کہا تو، دوسرے آدمی اسے یوں کہا کہ سلطان کیلئے یوں نہیں کہا جاتا (تو یہی مذکورہ تفصیلی حکم ہے) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۸، ۱۵۹ ³ حکم نمبر ۷۴، ۷۵، ۷۶ / ۵۰۲ اور حکم نمبر ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ³ حکم نمبر ۱ / ۴۹۴ کا پہلا حاشیہ، حکم نمبر ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ⁴ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جان لو کہ جس نے قیامت، جنت، دوزخ، میزان، صراط اور حساب کا انکار کیا تو وہ کفر

دفعات و شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۰-۲۳	کسی آدمی کو کئی بار چھینک آئی تو اس کے پاس کے آدمی نے اسے ہر بار یرحمک اللہ تعالی کہا پھر اسے ایک بار اور چھینک آئی تو (اسے ہر بار یرحمک اللہ تعالی کہنے والے) اس آدمی نے یوں کہا کہ "اس یرحمک اللہ تعالے کہنے سے ناک میں دم آگیا"، یا یوں کہا کہ "ہمارا دل تنگ ہوگیا"، یا یوں کہا کہ "ہم اکتا گئے"، تو (اس کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ صحیح جواب میں (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا	محیط
۲۴	کسی سلطان (یعنی حاکم) کو چھینک آئی تو دوسرے شخص نے اسے یرحمک اللہ تعالی کہا تو اس شخص کو ایک اور آدمی نے یوں کہا کہ سلطان کے لئے اس طرح مت کہو تو یوں کہنے والا (وہ دوسرا آدمی) کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۲]	فصول عمادیہ
۵۰۱ -	**قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے متعلق موجبات الکفر** اور اسمیں [۳۶] شقیں ہیں منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق قیامت اور اس میں ہونے والے واقعات سے ہے [۳] جس شخص نے قیامت کا انکار کیا یا اس نے جنت کا یا دوزخ کا یا میزان (یعنی نیکی اور بدی تولے جانے) کا یا پل صراط کا یا ان صحیفوں کا انکار کیا جن میں بندوں کے اعمال لکھے ہوتے ہیں تو (ان سب صورتوں میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۴]	ظہیریہ
۲	(ل) اگر کسی شخص نے بعثت (یعنی وفات یافتہ انسانوں کو قیامت کے دن زندہ کرکے اٹھائے جانے) کا انکار کیا تو اس کے متعلق بھی مذکورہ حکم ہے (یعنی ایسا کرنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے) [۵] (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے بعینہ (یعنی اس انسانی شکل میں) اٹھائے جانے سے انکار کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ الشیخ الامام الزاھد ابو اسحق الکلاباذی نے یوں ہی ذکر کیا ہے [۶]	ظہیریہ
۳	ابن سلام سے اس شخص کے بارے میں منقول ہے جو یہ کہتا ہے کہ "میں نہیں جانتا کہ یہود و نصاری جب (قیامت کے دن) اٹھائے جائیں گے تو کیا انہیں دوزخ کا عذاب دیا جائیگا؟" تو اسکے حکم کے متعلق، ہمارے سب مشائخ اور بلخ کے مشائخ نے یہ فتوی دیا ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷]	عتابیہ
۴	دخولِ جنت کے بعد اللہ تعالی کی رؤیت (یعنی دیدارِ الہی) سے انکار کرنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۸]	بحرالرائق

کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ یہ امور قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۶۱ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جس شخص نے قیامت میں شفاعت (بالاذن) کا انکار کیا تو (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اسی طرح اگر کسی نے قیامت میں میزان (یعنی نیکی اور بدی کے تولے جانے) کا انکار کیا تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اگر اس نے یوں تاویل کی کہ میزان سے مراد عدل ہے نہ کہ وزن کرنے کی ترازو تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ وہ بدعتی اور گمراہ قرار پائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۱۹۔ حکم نمبر ۵ ج / ۴۹۶ میں وجہ کفر، ۲ و / ۴۹۶ اور ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے "بعث" کا انکار کیا وہ بالاتفاق کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۲۱۔ حکم نمبر ۲ ب، ۶ / ۵۰۱، حکم نمبر ۵ ج / ۴۹۶ میں وجہ کفر، ۲ و / ۴۹۶ اور حکم ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۲ و، ۶ / ۵۰۱ اور ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۵ ج / ۴۹۶ میں وجہ کفر، ۲ و / ۴۹۶ اور حکم نمبر ۱ / ۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۱ ب / ۴۹۵ مع حاشیہ اور ۲۰ / ۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع۔ فی احکام المرتدین — موجبات الکفر بیوم القیمة و ما فیہا	حوالہ
۵۰۱-۵	و بانکار عذاب القبر	کذا فی البحر الرائق
۶	و بانکار حشر بنی آدم لا غیرهم	کذا فی البحر الرائق
۷	ولا بقوله ان المثاب والمعاتب الروح فقط	کذا فی البحر الرائق
۸	رجل قال لآخر[۴] گناہ مکن جہان دیگر ہست فقال ازان جہان کہ خبر دارد[۵]، کفر	کذا فی التتارخانیة
۹	رجل له دین علی آخر فقال اگر ندہی قیامت رابستانم فقال " قیامت برمی تابد[۶] " ان قال تهاونا بیوم القیمة کفر	کذا فی التتارخانیة
۱۰	رجل ظلم علی رجل فقال المظلوم آخر قیامت ہست فقال الظالم " فلان خر بقیامت اندر[۹] " یکفر	کذا فی التتارخانیة
۱۱	رجل قال لمدیونه اعط دراهمی فی الدنیا فانه لا درهم فی القیمة فقال "ده دیگری بمن[۱۰] و بآنجہان بازخواه اوباز دہم[۱۱]"، یکفر هکذا اجاب الفضلی رحـ وکثیر من اصحابنا[۱۲]	

[۱] حکم نمبر ۵ ج/۴۹۶ میں وجہ کفر، ۲ ب/۴۹۷ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۵/۵۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] فتاوی عالمگیری میں البحر الرائق سے ماخوذ یہ حکم یوں ہی درج ہے البتہ شرح الفقه الاکبر میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ بنو آدم کے علاوہ دوسرے جانوروں پر حشر نہیں ہوگا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ جانوروں میں قصاص کا ثبوت احادیث سے ثابت ہے اور قصاص کے بعد انہیں ارشاد باری ہوگا کہ "کُونُوا تُرَابًا" (یعنی ہو جاؤ مٹی) پس وہ مٹی ہو جائینگے اور اس وقت کافر یہ کہے گا "وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا" (آیت ۴۰ سورت النباء یعنی کہے منکر کسی طرح میں مٹی ہوتا) اور لکھا ہے کہ جانوروں کے حشر سے انکار میں دلالت قاطعہ سے انکار ہے پس کفر ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۲۱ مگر البحر الرائق سے ماخوذ مذکورہ حکم کی وجہ غالباً یہ ہے کہ دلالت قطعی کے علاوہ ثبوت قطعی بھی ہو تب اس سے انکار کفر قرار پاتا ہے اور اگر ثبوت خبر واحد سے ہو تو خبر واحد سے انکار کفر نہیں قرار پاتا البتہ گناہ ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حکم ۳۰/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۴] حکم نمبر ۶ ب/۵۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] لا تذنب فان هناک دار اخری فقال من اخبرک عن تلک الدار۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (اس نے کہا کہ) گناہ مت کر اسلئے وہاں ایک اور جہان بھی ہے تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ اس جہان کی تجھے کس نے خبر دی (مترجم) [۶] حکم نمبر ۹/۵۰۱، ۵ ج/۴۹۶ میں وجہ کفر، ۲ ب/۴۹۷ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] ان لم تعطه آخذ فی القیامة فقال القیامة هاهی تلمع۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اگر تو نے (قرض) ادا نہ کیا تو میں قیامت میں لے لوں گا تو اس نے (جواب میں یوں)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۱-۵	عذاب قبر سے انکار پر بھی یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی عذاب قبر سے انکار کرنے والا بھی کفر کا ارتکاب کرتا ہے) ۱ھ	بحر رائق
۶	(ا) بنی آدم کا حشر قائم ہونے (یعنی قیامت کے دن انہیں زندہ کر کے جمع کئے جانے) سے انکار پر بھی یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی حشر سے انکار کرنے والا بھی کفر کا ارتکاب کرتا ہے) ۲ھ (ب) اور بنی آدم کے علاوہ (مثلاً حیوانات وغیرہ) کے حشر سے انکار پر یہ (مذکورہ) حکم نہیں ہے (یعنی بنو آدم کے علاوہ کے حشر سے انکار کی وجہ سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا) ۳ھ	بحر رائق
۷	کسی کا یوں کہنا کہ ثواب یافتہ اور عذاب یافتہ فقط روح ہوتا ہے تو اس کے متعلق بھی یہی (یعنی مذکورہ) حکم ہے (یعنی یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) ۴ھ	بحر رائق
۸	کسی آدمی نے دوسرے شخص سے کہا کہ گناہ مت کر اس لئے کہ ایک جہان اور بھی ہے تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "اُس جہان کی کس نے خبر دی"، تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۶ھ	تتارخانیہ
۹	کسی آدمی کا دوسرے شخص پر قرض تھا تو قرضخواہ نے (مقروض سے) کہا کہ اگر نہ دے گا تو میں قیامت کو لے لوں گا پس مقروض نے (اس کے جواب میں یوں) کہا کہ "قیامت وہ چمک رہی ہے"، تو اگر اس نے روز قیامت کی تحقیر کرتے ہوئے یوں کہا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۸ھ	تتارخانیہ
۱۰	کسی آدمی نے کسی آدمی پر ظلم کیا تو مظلوم آدمی نے کہا کہ آخر قیامت ہے تو ظالم نے یوں کہا کہ "گدھے کا فلاں قیامت کے اندر میں"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۱۰ھ	تتارخانیہ
۱۱	(ا) کسی آدمی نے اپنے مقروض سے کہا کہ میرے روپے دنیا میں ہی دے دے اس لئے کہ قیامت میں روپے نہ ہونگے تو اُس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "مجھے دس روپیہ اور دے دے اور اُس جہاں میں واپس لے لے"، یا یوں کہا کہ "اس جہاں میں واپس دے دوں گا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے یونہی امام فضلیؒ اور ہمارے بہت سے اصحابؒ نے جواب دیا ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۱۲ھ (ب) اور اگر اس نے (جواب میں)	

کہا کہ قیامت وہ چمک رہی ہے (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۵۰۱/۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ھ القیامة موجودة فقال الظالم فلان الحمار فی القیامة۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (مظلوم نے کہا کہ) قیامت موجود ہے تو ظالم نے (جواب میں یوں) کہا کہ گدھے کا فلاں قیامت کے اندر (مترجم) ۱۰ھ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۱ھ اعطنی عشرة اخری واطلبھا فی تلک الدنیا او اردھا علیک۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مجھے دس اور دے دے اور اس جہاں میں طلب کر لینا یا یوں کہا کہ اس جہاں میں تجھے دے دوں گا (مترجم) ۱۲ھ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے اپنے مقروض سے کہا کہ میرے روپے دنیا میں ہی دے دے اسلئے کہ قیامت میں روپے نہ ہوں گے یعنی وہاں تو حقوق کے بدلے میں نیکیاں لی جائینگی تو اسنے (جواب میں) یوں کہا کہ مجھے اور دے دے قیامت میں لے لینا یا یوں کہا کہ قیامت میں طلب کر لے یا یوں کہا کہ مجھے اور دے میں سب قیامت میں دے دوں گا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کیا اسلئے اسکا ظاہر مطلب یہی ہے کہ وہ قیامت کا یا قیامت کے عذاب کے خوف کا انکار کرتا ہے یا نیکیاں لینے کے متعلق جو احادیث میں ثابت ہے وہ اس سے مزاح کرتا ہے اور لکھا ہے کہ امام فضلیؒ اور ہمارے بہت سے اصحابؒ نے یونہی جواب دیا ہے نیز لکھا ہے کہ جسنے یوں کہا کہ مجھے گندم دیدے میں تجھے قیامت میں جو دے دونگا یا اسکا الٹ کہا تو اسنے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ یوں کہنا قیامت کے ساتھ صریح استہزا ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۱ اور جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۹ میں ہے، اور لکھا ہے کہ یوں کہنا قیامت کی توہین کرنا ہے اور جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ ایسے شخص کے متعلق ہی ارشاد باری تعالی ہے أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ (آیت ۷۷ سورہ مریم

یعنی بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھکو ملنا ہے مال اور اولاد، کیا جھانک آیا ہے غیب کو) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۳۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی احکام المرتدین — موجبات الکفر بیوم القیمة وما فیہا	حوالہ
۵۰۱-	وھو الاصح ولو قال "مرا بمحشر چہ کار" او قال" لا اخاف القیمة" یکفر	کذا فی الخلاصة
۱۲	اذا قال لخصمہ آخذ منک حقی فی المحشر فقال خصمہ تو در اں انبوہی مرا کجا یابی ؟[۲]" فقد اختلف المشائخ" فی کفرہ وذکر فی فتاوی ابی اللیث" انہ لا یکفر	کذا فی المحیط
۱۳	ولو قال" ہمہ نیکوئی بدیں جہاں باید بداں جہاں ہرچہ خواہی باش[۴] یکفر	کذا فی الفصول العمادیة
۱۴	قال رجل لزاھد" بنشیں تا از بہشت ازاں سو نیفتی[۶] "، قال اکثر اھل العلم انہ یکفر	کذا فی المحیط
۱۵	قیل لرجل اترک الدنیا لاجل الآخرة قال " انا لا اترک النقد بالنسیئة" قال یکفر	کذا فی المحیط
۱۶	فی نسخة الجوانی" قال ہر کہ بایں جہاں بی خرد بود بآں جہاں چوں کیسہ دریدہ[۵] بود[۹] قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل" ھذا طنز وھزؤ بامر الآخرة فیوجب کفرا لقائل	کذا فی المحیط

[۱] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۱ میں ہے (مترجم) [۲] من این تجد فی تلک الجمیعة - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اس بھیڑ میں تو مجھے کہاں پائیگا (مترجم) [۳] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھاہے کہ (مذکورہ صورت میں) جب اسنے یوں کہاکہ اس بھیڑ میں تو مجھے کہاں پائیگا یا یوں کہاکہ قیامت کی بھیڑ میں تو مجھے کہاں پائیگا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتاہے اس لئے کہ اسنے اپنے اور اپنے مخاصم کے مابین جمع کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی کی - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۱ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا اسلئے کہ اسکے کہنے کا مفہوم (بطور تاویل) یہ قرار پاتاہے کہ قیامت کے دن مجھے تو کہاں پائیگا مجھے تو اللہ تعالیٰ ہی پائیگا - مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۳، حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] کل الطیبات تلزم فی ھذہ الدنیا وفی تلک الدنیا کن کیف شئت - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی تمام بھلائیاں اس دنیا میں چاہئیں اور اس جہاں میں جو چاہے ہو (مترجم) [۵] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الظہیریة لکھاہے - ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۲ - اور یہ حکم غالبا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ آیت ۱۸ سورہ بنی اسرائیل - یعنی جو کوئی چاہتاہو پہلا گھر شتاب دے چکے ہم اس کو اسمیں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے اس کے واسطے دوزخ - حکم نمبر $\frac{119}{501}$ ۱۵ب، $\frac{67}{502}$ اور حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کے پہلے حاشیہ کا ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] اقعد لئلا تقع فی الناحیة الثانیة من الجنة - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی بیٹھ جاتاکہ تو جنت کی دوسری طرف نہ جا پڑے (مترجم) [۷] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے کسی عبادت گذار سے یوں کہاکہ مہلت لو اور بیٹھ جاؤ تاکہ عبادت اور اطاعت کی کثرت کی وجہ سے جنت سے بھی تجاوز نہ کر جاؤ یا یوں کہاکہ جنت کے پرے نہ گر جاؤ تو اس نے (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کیاہے اس لئے کہ اس نے استہزا کیاہے - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۲ حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کے پہلے حاشیہ کا ب ۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصة لکھاہے کہ جس شخص سے کہاگیا کہ دنیا کو رہنے دے تاکہ آخرت (میں خیر) پاسکے تو اس نے (جواب میں) یوں کہاکہ میں نقد کو ادھار پر نہیں چھوڑتا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ - ۱۶۲

دفعات ضمنی نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
٥٠١ -	یوں کہا کہ "مجھے قیامت سے کیا کام" یا اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں قیامت سے نہیں ڈرتا ہوں"، تو (ان صورتوں میں بھی)، وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۱]	خلاصہ
۱۲	جب کسی شخص نے اپنے مخاصم (یعنی اپنے ساتھ جھگڑا کرنے والے) سے کہا کہ میں قیامت میں تجھ سے اپنا حق لے لوں گا تو اس کے مخاصم نے یوں کہا کہ "تو مجھے اس بھیڑ میں کہاں پائیگا"، تو مشائخ رحمہم اللہ نے اس کے کفر ہونے میں اختلاف کیا ہے اور فتاوی ابواللیث رحمہ اللہ میں مذکور ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۳]	محیط
۱۳	اگر کسی شخص نے کہا کہ "تمام بھلائی اس دنیا میں چاہیے اور اس دوسرے جہان میں جو چاہے ہو"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۵]	فصول عمادیہ
۱۴	کسی آدمی نے کسی زاہد (یعنی نیک پرہیز گار) شخص سے یوں کہا کہ "بیٹھ جا تاکہ تو بہشت سے اس طرف نہ جا پڑے" تو (اسکے حکم کے متعلق) اکثر اہل علم کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷]	محیط
۱۵	کسی آدمی سے کہا گیا کہ دنیا کو آخرت کے لئے چھوڑ دے تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں نقد کو ادھار پر نہیں چھوڑتا" تو (اس کے حکم کے متعلق) یہ قول ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۸]	محیط
۱۶	الجوانی رحمہ اللہ کے نسخہ میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ "جو شخص اس دنیا میں بے عقل ہوگا وہ اس جہان میں اس جیسا ہوگا جس کی (روپوں کی) تھیلی پھٹ گئی ہو"، تو (اس کے حکم کے متعلق) الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اس طرح کہنا امر آخرت کے متعلق طنز و تمسخر کرنا ہے پس یوں کہنا، یوں کہنے والے کے لئے موجب کفر ہے [۱۰]	محیط

حکم نمبر ١٢/٥٠١ مع حاشیہ اور حکم ١/٤٩١ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] کل من کان فی ھذہ الدنیا عدیم العقل فھو فی تلک الدنیا کمن شق کیسہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جو شخص اس دنیا میں بے عقل ہوگا وہ اس جہان میں اس کی طرح ہوگا جس کی (روپوں کی) تھیلی پھٹ گئی ہو (مترجم) [۱۰] یہ صورت مسئلہ بحوالہ المحیط، فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ اور میمنیہ میں یوں ہی درج ہے اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ ولو قال ہر کہ دریں جہاں بے خرد بود درآں جہاں خر گشتہ دریدہ بود قال الفضلی ؒ ھو طنز وھزؤ بأمر الآخرۃ فیکفر والصحیح انہ لا یکفر۔ یعنی اگر کسی نے یوں کہا کہ جو شخص اس دنیا میں بے عقل ہوگا وہ اس جہان میں مردار اور پھاڑے ہوئے گدھے کی طرح ہوگا تو اس کے حکم کے متعلق امام فضلی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا امر آخرت کے متعلق طنز اور مزاح کرنا ہے پس وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۲ ص ۳۴۵۔ نیز شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے یوں کہا کہ جب کوئی عالم شخص کسی فقیر کو درہم دے تو طبل و ڈھول پیٹا جاتا ہے یا یوں کہا کہ پھر فرشتے ڈھول بجاتے ہیں یا یوں کہا کہ قیامت کے (اس کے متعلق) ڈھول پیٹا جائے گا یا یوں کہا کہ آسمانوں میں ڈھول پیٹا جاتا ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے علم غیب کا دعوی کیا، فرشتوں پر جھوٹ باندھا اور انہیں لغو فعل سے منسوب کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۲۔ تو واللہ اعلم، غالبا المحیط سے ماخوذ، فتاوی عالمگیری میں درج مذکورہ صورت مسئلہ میں وجہ کفر بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر سے ماخوذ حاشیہ ہذا میں درج صورت مسئلہ میں وجہ کفر مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ١/٤٩١ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۲" اور حکم نمبر ٥١ ن/٤٩٦ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ١/٤٩١ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب التاسع۔ فی احکام المرتدین — موجبات الکفر بیوم القیمۃ وما فیھا	حوالہ
۵۰۱-۱۷	لوقال" باتو در دوزخ روم لیکن اندر نیائم [۱] "، کفر	کذا فی الخلاصۃ
۱۸	اگر گوید" در قیامت ناچیزی بر رضوان نبری در بهشت نکشاید [۲،۳] "، کافر گردد	کذا فی العتابیۃ
۱۹	رجل قال للآمر بالمعروف" چہ غوغا آمد [۵] "، ان قال ذلک علی وجہ الرد والانکار یخاف علیہ الکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۲۰	رجل قال لآخر بخانہِ فلان رو او را امر معروف کن [۷] فقال ذلک الرجل" وجہ مرا اوچہ کردہ است"، اوقال" مرا ازوچہ آزار است"، اوقال" من عافیت گزیدہ ام مرا بایں فضولی چہ کار [۸] "، فھذہ الالفاظ کلھا کفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۲۱	اذا قال" فلان را مصیبت رسید [۹] "، اوقال للمعزی" بزرگ مصیبتی رسید ترا [۱۰] " فبعض مشائخ بلخؒ قالوا یکفر القائل وبعض المشائخؒ قالوا انہ لیس بکفر لکنہ خطاء عظیم وبعضھم قالوا لیس بکفر ولا خطاء	

[۱] اذھب معک الی النار لکن لا ادخلھا ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میں تیرے ساتھ دوزخ کی طرف جاؤں گا لیکن اندر داخل نہ ہوں گا (مترجم) [۲] فتاوی عالمگیری میں الخلاصہ سے ماخوذ صورت مسئلہ کی اس عبارت پر کفر کا حکم ہے اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ یوں لکھا ہے کہ ومن قال للاخر اذھب معک الی حافر جھنم او الی بابھا ولکن لا ادخل کفر (یعنی جس نے دوسرے سے یوں کہا کہ میں تیرے ساتھ جہنم کے قریب تک یا یوں کہا کہ میں تیرے ساتھ جہنم کے دروازے تک جاؤں گا لیکن اندر داخل نہ ہوں گا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور پھر لکھا ہے کہ اسمیں نظر ہے کہ (بطور تاویل) اس کا یہ معنی قرار پا سکتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہر معصیت میں موافقت کروں گا لیکن کفر نہ کروں گا تو (یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب نہ ہوگا بلکہ) یہ فسق ہوگا۔ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۲۔ حکم نمبر ۱۳، ۱۶/۵۰۱ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا ب ۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] اذا قال ان لم ترسل فی القیامۃ منہ الی الرضوان شیئا لا یفتح لک باب الجنۃ یصیر کافرا ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جب کسی نے یوں کہا کہ اگر قیامت میں رضوان کو کوئی چیز نہ بھیجی تو وہ تیرے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولے گا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہے۔ (مترجم) [۴] حکم نمبر ۴۶، ۴۸/۴۹۶ مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا ب ۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] ماھذ الغوغا ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔یعنی یہ کیا شور ہے (مترجم) [۶] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ کسی شخص نے نیکی کی تبلیغ کرنے والوں سے کہا کہ تم شور و شغب لے آئے تو (یوں کہنے میں) اسپر کفر کا خوف ہے جبکہ اس نے نفس تبلیغ کو شور و شغب کہا اور اگر یوں کہنے میں اس کی مراد، تبلیغ میں پیش آنے والی آزمائش اور تھکاوٹ ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنے میں اسپر کفر کا خوف نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۷۔ حکم نمبر ۴/۴۹۷، ۲۲/۴۹۸ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا ب ۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] اذھب الی دار فلان ومرہ بالمعروف ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی تو فلاں شخص کے گھر جا اور اسے نیکی کی تبلیغ کر (مترجم) [۸] ما الذی فعلہ معی او قال ما الاذیۃ التی حصلت لی منہ او قال اخترت العافیۃ مالی ولھذا الفضول ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔یعنی میرے ساتھ اس نے کیا کیا ہے۔ یا کہا کہ مجھے اس سے کیا تکلیف ہوئی ہے یا کہا کہ میں نے بچاؤ کر رکھا ہے مجھے اس فضولی سے کیا کام (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۱ - ۱۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ " میں تیرے ساتھ دوزخ کے دروازے کو جاؤں گا مگر اندر داخل نہ ہوں گا " [6]	خلاصہ
۱۸	اگر کوئی شخص یوں کہے کہ " تو قیامت کے دن رضوان (یعنی جنت کے داروغہ) کے ہاں جب تک کوئی چیز (بطور رشوت) نہ لے جائے وہ جنت کا دروازہ نہ کھولے گا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کنندہ قرار پاتا ہے [7]	عتابیہ
۱۹	کسی آدمی نے آمر بالمعروف (یعنی نیکی کی تبلیغ کرنے والے) کے متعلق یوں کہا کہ " کیا شور آگیا "، تو اگر اس نے بطور رد کرنے اور انکار کرنے کے یوں کہا تو اس پر کفر کا خوف ہے [8]	فصول عمادیہ
۲۰	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ تو فلاں شخص کے گھر جا اور اسے نیکی کی تبلیغ کر تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ " کیوں، اس نے میرا کیا کیا ہے "، یا اس نے یوں کہا کہ " مجھے اس سے کیا تکلیف پہنچی ہے "، یا اس نے یوں کہا " میں نے بچاؤ اختیار کر رکھا ہے، مجھے اس فضول حرکت سے کیا کام "، تو یہ سب الفاظ موجب کفر ہیں [9]	فصول عمادیہ
۲۱	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ " فلاں شخص کو مصیبت پہنچی " [10] یا کسی نے تعزیت کردہ شدہ (یعنی وفات یافتہ شخص کے پس ماندگان سے اظہار ہمدردی کے طور پر ان) سے یوں کہا کہ " تجھے بڑی مصیبت پہنچی " [11] تو بلخ کے بعض مشائخ رح نے یوں کہنے والے کے متعلق کہا ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۔ اور بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا کفر نہیں ہے لیکن عظیم غلطی ہے اور بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا نہ کفر ہے اور نہ غلطی ہے	

[9] فتاوی عالمگیری میں فصول العمادیہ سے ماخوذ اس مسئلہ میں چار صورتوں کا ذکر ہے اور ان کے کفر ہونے کا ذکر ہے اور شرح الفقہ الاکبر میں چھ صورتوں کا ذکر ہے اور ان میں سے بعض کا کفر ہونا مذکور ہے اور بعض کے کفر ہونے کے متعلق تاویل و تفصیل کا ذکر ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جس نے دوسرے سے یوں کہا کہ جا اور فلاں کو نیکی کی تبلیغ کر تو اس نے (جواب میں یوں کہا) کہ مجھے اسنے کیا ضرر دیا ہے یا کہا کہ مجھ پر اسنے کیا ظلم کیا ہے کہ میں اس کو نیکی کی تبلیغ کروں تو (ان دونوں صورتوں میں) اسنے کفر کا ارتکاب کیا ہے اسلئے کہ اسنے یہ اعتقاد کیا ہے کہ امر بالمعروف واجب نہیں بلکہ اپنے نفس کی عداوت یا دنیوی خصومت کی وجہ سے کی جاتی ہے اور الظہیریہ میں ہے کہ جس سے کہا گیا تو امر بالمعروف کیوں نہیں کرتا تو اسنے (جواب میں یوں) کہا کہ مجھے اسنے کیا کہا ہے یا کہا کہ مجھے اس سے کیا ضرر ہے یا کہا کہ میں نے عافیت اختیار کرلی ہے یا کہا کہ (میں نے عافیت اختیار کرلی ہے) اس فضول سے تو (چاروں صورتوں میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے اور اس میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یوں کہنا کہ مجھے اس سے کیا ضرر ہے "، اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (آیت ۱۰۴ سورہ مائدہ یعنی نہیں بگاڑتا جو کوئی بہکا جب تم ہوئے راہ پر) اسی طرح جب اسنے یوں کہا کہ میں نے عافیت اختیار کرلی ہے اور اس سے اسکی مراد یہ ہو کہ میں نے متوقع آفت اور فتنہ سے سلامتی کی طلب میں سکوت اختیار کرلی ہے تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ جب تو دیکھے کہ بخل کی فرمانبرداری کی جاتی ہے ۔ خواہش نفس کی متابعت کی جاتی ہے اور (آخرت پر) دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے اور عقل کو ہی پسند کرتا ہے اور تو ایسا (خلاف شرع) امر دیکھے جس پر تیرا بس نہیں چلتا تو (ان صورتوں میں) تو اپنی ذات کو لازم پکڑ اور چھوڑ دے امر عوام کو ۔ الحدیث بروایت ابی ثعلبۃ رضی اللہ عنہ بحوالہ ترمذی شریف وابن ماجہ شریف، مشکوۃ شریف ج ۲ مترجم ص۴۴۴) اسیطرح جب اس نے یوں کہا کہ مجھے اس فضول سے کیا تعلق اور اس میں اسکی مراد یہ ہو کہ امر بالمعروف واجبات مقررہ سے نہیں، علی وجہ الفضول ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ امر بالمعروف کا کام حکام، قاضیوں اور اہل علم سے متعلق ہے تو (یوں کہنے میں) اسکے کفر قرار پانے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح المتوفی ۱۰۱۴ھ ص۱۵۶، ص۱۵۷ حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کے پہلے حاشیہ کا ب ۳ اور حکم نمبر $\frac{1}{491}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، [10] اصابت فلانا مصیبۃ ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی فلاں آدمی کو مصیبت پہنچی (مترجم) ، [11] اصابتک مصیبۃ عظیمۃ ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی تجھے بڑی مصیبت پہنچی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی احکام المرتدین　　موجبات الکفر بیوم القیمۃ و ما فیہا	حوالہ
۵۰۱	والیہ مال الحاکم عبد الرحمٰنؒ والقاضی الامام ابوعلی النسفیؒ وعلیہ الفتوی	کذا فی المحیط
۲۲	ولو قال للمعزی "ھرچہ ازجان وی بکاست برجانِ تو زیادت باد" یخشی القائل الکفر اوقال زیادت کناد ؎۲" فھذا خطاء وجھل وکذلک" ازجانِ فلان بکاست وبجانِ تو پیوست ؎۳"	کذا فی المحیط
۲۳	ولو قال" وی مرد وجان بتو سپرد ؎۵" یکفر	کذا فی المحیط
۲۴	رجل بریٔ من مرضہ فقال رجل آخر" فلان خسر بازفرستاد" فھذا کفر	کذا فی المحیط
۲۵	واذا مرض الرجل واشتد مرضہ ودام فقال المریض ان شئت توفنی مسلما وان شئت توفنی کافرا یصیر کافرا باللہ تعالی مرتدا عن دینہ	کذا فی المحیط

؎۱ فتاوی عالمگیری میں المحیط سے ماخوذ اس صورت کا ذکر زیر عنوان" موجبات الکفر ما یتعلق بیوم القیمۃ و ما فیہا" میں ہے۔اس کے حکم میں مشائخ کے ہاں وجہ حکم (۱) ممکن ہے یہ ہو کہ اللہ تعالے کے عذاب الآخرۃ کو ہی بڑی مصیبت کہا جا سکتا ہے موت وغیرہ کو بڑی مصیبت نہیں کہا جا سکتا (۲) یا ممکن ہے ان کے ہاں وجہ حکم یہ ہو کہ یوں کہنے میں عدمِ رضا بالقضا کا ارتکاب ہے (۳) یا ممکن ہے ان کے ہاں وجہ حکم یہ ہو کہ اس نے یوں کہکر اللہ تعالی کے اس حکم کی مخالفت کی ہے کہ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ آیت ۱۵۶ سورۃ بقرہ یعنی جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت، کہیں ہم اللہ تعالی کا مال ہیں اور ہم کو اس کی طرف پھر جانا ہے مگر چونکہ اظہر احتمال یہ ہے کہ اس نے بدون مذکورہ عدمِ رضا اور بدون ارادہ مذکورہ مخالفت وغیرہ محض حکایتِ واقعہ کے طور پر یوں کہا ہو تو پھر یوں کہنا کفر نہ ہوگا چنانچہ فتوی اسی پر ہے کہ یوں کہنا نہ کفر ہے نہ خطا، جیسا کہ المحیط کے مذکورہ حکم میں ہے اور جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے یوں کہا کہ فلاں شخص کو مصیبت پہنچی تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا کفر ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا کفر نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۲ ص ۵۷۸۔ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۹۱}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ کل مانقص من عمرہ یکون زیادۃ فی اجلک او قال بصیغۃ الدعاء - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی جو کچھ اس کی عمر سے کم ہوا وہ تیری عمر میں اضافہ ہوگا۔ یا اس نے دعائیہ صیغہ میں کہا (یعنی یوں کہا کہ جو کچھ اس کی عمر سے کم ہوا (خدا تعالی) وہ تیری عمر میں اضافہ کرے (مترجم) ؎۳ نقص من عمر فلان واتصل باجلک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی فلاں کی عمر سے کم ہوا اور تیری عمر میں آملا (مترجم) ؎۴ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اہل السنت والجماعت کے ہاں موت کا وقت مقرر ہے اسمیں نہ کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی اور معتزلہ کا اسمیں اختلاف ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۲ - اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے یوں کہا کہ جو اس کے روح سے کم ہوا وہ تیرے روح میں زیادہ ہوگا تو (یوں کہنے میں) اس پر کفر کا خوف ہے جبکہ اس نے اس کے وقوع کا اعتقاد کیا اس لئے کہ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا (آیت ۱۱ سورۃ المنافقون) یعنی ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ تعالی کسی جی کو جب آپہنچا اس کا وعدہ۔ اور جیسا کہ اسی طرح کے مفہوم پر مشتمل ارشاد باری تعالی، سورۃ اعراف کی آیت ۳۴ اور سورۃ یونس کی آیت ۴۹ میں ہے۔ نیز حکم نمبر $\frac{۵،۸۴}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں) اور لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ اللہ تعالی تیرا روح زیادہ کرے تو یوں کہنا خطا اور جہالت ہے اسی طرح جس نے یوں کہا کہ جو اس کے روح سے کم ہوا وہ تیرے روح میں زیادہ ہوگیا نیز بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ فلاں اپنی موت نہ مرے گا تو (یوں کہنے میں) اس پر کفر کا خوف ہے جبکہ یوں کہنے میں اس نے یہ مراد لی کہ وہ قتل ہو کر مرے گا (حکم نمبر $\frac{۶۱}{۵۰۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) ورنہ تو ہر شخص اپنے آپ نہیں مرتا بلکہ وہ اللہ تعالے کے موت دینے

دفعات و شقی نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — قیامت اور اسمیں وقوع پذیر امور سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۱-	اور اس حکم کی طرف الحاکم ابو عبدالرحمٰنؒ اور قاضی امام ابو علی النسفیؒ مائل ہوئے ہیں اور اس پر فتویٰ ہے [۱]	محیط
۲۲	اگر کسی شخص نے تعزیت کردہ شدہ سے یوں کہا کہ "جو کچھ اس کی عمر سے کم ہوا وہ تیری عمر میں اضافہ ہو"، تو یوں کہنے والے پر کفر کا خوف ہے یا اس نے (مذکورہ صورت میں یوں) کہا کہ "(جو کچھ اس کی عمر سے کم ہوا خدا تعالیٰ) وہ تیری عمر میں اضافہ کرے" تو یوں کہنا جہالت اور غلطی ہے۔ اور اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے تعزیت کردہ شدہ سے یوں کہا کہ جو کچھ فلاں کی عمر سے کم ہوا وہ تیری عمر میں آملا" تو یوں کہنا غلطی اور جہالت ہے) [۴]	محیط
۲۳	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ وہ وفات پاگیا اور جان (یعنی روح) تیرے سپرد کر گیا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۶]	محیط
۲۴	کوئی آدمی اپنی بیماری سے صحتیاب ہوا تو دوسرے آدمی نے یوں کہا کہ "فلاں نے گدھا واپس بھیج دیا"، تو یوں کہنا کفر ہے [۷]	محیط
۲۵	جب کوئی شخص بیمار پڑا اس کی بیماری سخت ہو گئی اور اس نے طول کھینچا تو اس بیمار نے یوں کہا کہ (اے اللہ تعالیٰ) اگر تو چاہے تو مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور اگر تو چاہے تو مجھے کافر ہونے کی حالت میں وفات دے تو (یوں کہنے میں) وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، کفر کا ارتکاب کرنے والا اور اپنے دین سے مرتد ہے [۸]	محیط

اور ملک الموت کے روح قبض کرنے سے مرتا ہے اور لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی موت سے پہلے مار دیا تو اس نے (یوں کہنے میں) کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اس یوں کہنے میں خبر دینا مراد لیا اور اگر اس نے یوں کہنے میں دعا کا قصد کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۱۶۰، ص۱۶۱۔ حکم نمبر ۲۳/۵۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] مات وترک الروح لک۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی وہ وفات پاگیا اور روح تیرے لئے چھوڑ گیا (مترجم) [۶] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ تناسخ کے قائلین کا مذہب ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۴۲۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ فلاں شخص نے اپنا روح آقا کو یا فلاں کو دے دیا یا اس کے لئے اپنا روح باقی چھوڑا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۱۶۱۔ حکم نمبر ۲۶/۴۹۲ اور حکم نمبر ۲۲/۵۰۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ از میمنیہ مصر میں بحوالہ المحیط یوں ہی لکھا ہے اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کوئی شخص اپنی بیماری سے صحتیاب ہوا تو اس کے متعلق کسی شخص نے یوں کہا کہ فلاں نے گدھا دوبارہ بھیج دیا تو (یوں کہنے میں) اس پر کفر کا خوف ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۱۶۰۔ اور یہ حکم واللہ اعلم، غالباً اسلئے ہے کہ مشکوٰۃ شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف، بروایت حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ یوں مروی ہے کہ جب کسی مسلمان کو کوئی دکھ، بیماری، پریشانی، رنج، تکلیف یا غم حتیٰ کہ جب اسے ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسکے گناہوں میں سے معاف فرماتے ہیں اور بحوالہ مسلم شریف بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ یوں مروی ہے کہ بخار کو گالی مت دو اس لئے کہ بنو آدم کے گناہ جھڑتے ہیں اور بحوالہ ابوداؤد شریف بروایت حضرت عامر رضی اللہ عنہ یوں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن کو کسی بیماری سے عافیت دیتا ہے تو وہ بیماری اسکے گناہوں کا کفارہ قرار پاتی ہے اور بحوالہ احمد و ابوداؤد شریف، بروایت محمد بن خالد السلمیؒ عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ یوں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کیلئے ایسا مرتبہ مقدر فرماتا ہے جس تک وہ بندہ اپنے عمل کیوجہ سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے اسکے جسم، مال، اور اولاد سے متعلق کسی بتلاء میں مبتلا کر دیتا ہے اور اسے اس پر صبر عطا کرتا ہے حتیٰ کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از مشکوٰۃ شریف مترجم ج ۱ ص۴۵۱ تا ص۴۵۷ حکم نمبر ۲۵،۲۶/۵۰۱ مع [illegible] حاشیہ کا "ب ۳" ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۸] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ یوں کہنے میں وہ اپنے لئے کفر پر راضی قرار پاتا ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۴۳ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت میں اس کے ہاں کفر اور اسلام برابر قرار پاتے ہیں اگرچہ اس نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق کیا ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری م ۱۰۱۴ھ ص۱۶۲ حکم نمبر ۳ تا ۵/۴۹۴ اور ۳/۴۹۵ نیز حکم نمبر ۲۶/۵۰۱ اور ۵۷/۴۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار	حـــوالـــہ
۵۰۱ ۔ ۲۶	وکذا الرجل اذا ابتلی بمصیبات متنوعة فقال اخذت مالی واخذت ولدی واخذت کذا وکذا فما ذا تفعل وماذا بقی لم تفعله وما اشبه هذا من الفاظ فقد کفر	کذا فی المحیط
۵۰۲ ۔	**موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار** ۔ تعداد شقیں ۸۷	
۱	(ومنها) ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار وغیره من الاقرار صریحا وکنایة اذا لقن الرجل رجلا کلمة الکفر فانه یصیر کافرا وان کان علی وجه اللعب وکذا اذا امر الرجل امرأة الغیر ان ترتد وتبین من زوجها یصیر هو کافرا هکذا روی عن ابی یوسف رح وعن ابی حنیفة رح ان من امر رجلا ان یکفر کان الآمر کافرا کفر المأمور او لم یکفر قال ابو اللیث رح اذا علم الرجل رجلا کلمة الکفر یصیر کافرا اذا علمه وامره بالارتداد وکذا من علم المرأة کلمة الکفر انما یصیر هو کافرا اذا امرها بالارتداد	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر مذکورہ الفاظ کے متعلق یہ کہا جائے کہ کیوں نہ یہ الفاظ شدت مرض کی بنا پر اس کی زبان سے بغیر قصد کے قرار دیئے جائیں (اور پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ قرار پائے جیساکہ حکم نمبر ۵۷/۴۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک آدھ لفظ بغیر قصد کے جاری ہو سکتا ہے اتنے الفاظ اس طریقے پر نہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۲ ، ص ۳۴۳ اور جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس قسم کے اتنے الفاظ کے متعلق بغیر قصد قرار پانے کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۴ اور جیساکہ شرح الفقه الاکبر میں ہے اور لکھا ہے اس قسم کے الفاظ کے متعلق عبدالکریم ابن محمدؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور ایسے الفاظ کہنے میں اگر وہ یوں کہے کہ میں نے غلطی سے کہے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی اس لئے کہ اس کے مذکورہ کلام کا ظاہر، اللہ تعالی کے ماضی اور آئندہ کے فعل پر اعتراض کرنا ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رحم ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۲ ۔ حکم نمبر ۱/۴۹۵ ، ۲۵/۵۰۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۱/۴۹۴ کا پہلا حاشیہ، حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا اور آخری حاشیہ اور حکم نمبر ۴۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے اسلام کو ہلکا سمجھا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۷ حکم نمبر ۶/۴۹۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۱-۲۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص گوناگوں مصیبتوں میں مبتلا ہوا تو اس نے یوں کہا کہ (اے اللہ تعالیٰ) تو نے میرا مال لے لیا، میری اولاد لے لی اور فلاں فلاں چیز لے لی پس وہ کیا ہے جو تو کرے گا اور وہ کیا باقی رہا ہے جو تو نے نہیں کیا اور اس سے ملتے جلتے الفاظ کہے تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا[1]	محیط
۵۰۲-	**کفر کی تلقین کرنے، مرتد ہونے کا حکم دینے، اس کی تعلیم دینے اور کافروں سے مشابہت کرنے** وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر اور اس میں ۸۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) منجملہ موجبات الکفر وہ امور ہیں جن کا تعلق کفر کی تلقین کرنے، مرتد ہونے کا حکم دینے، اس کی تعلیم دینے اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے ہے جو کہ صریح اقرار سے ہو یا کنایۃ ہو[2] جب کسی آدمی نے دوسرے آدمی کو کلمہ کفر کہنے کی تلقین کی (یعنی کلمہ کفر کہنے کی فہمائش کی، اس کے کلمہ کفر سمجھایا تاکہ وہ کہے) تو تلقین کرنے والا وہ شخص کفر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا اور خواہ اس کی وہ تلقین بطور کھیل و تفریح کے ہو[3] (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی آدمی نے غیر کی بیوی کو یہ حکم دیا کہ وہ مرتد ہو جائے اور اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائے (یعنی تاکہ اس کا نکاح ٹوٹ جائے) تو وہ آدمی کفر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا امام ابو یوسف سے یوں ہی روایت کیا گیا ہے[4] (ج) اور امام ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی (مسلمان) آدمی کو کافر ہونے کا حکم دیا تو ایسا حکم دینے والا خود کفر کا مرتکب قرار پائے گا خواہ اس شخص نے جسے کفر کا حکم دیا گیا تھا کفر کا ارتکاب کیا یا نہ[5] (د) فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ جب کسی آدمی نے دوسرے آدمی کو کلمہ کفر سکھایا تو جب اس نے اسے کلمہ کفر سکھایا اور اسے مرتد ہونے کا حکم دیا تو معلّم (یعنی سکھانے والا) کفر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا اسی طرح جس شخص نے کسی عورت کو کلمہ کفر سکھایا تو جب اس شخص نے اس عورت کو مرتد ہونے کا حکم دیا تو وہ خود کفر کا ارتکاب کرنے والا قرار پائے گا[6]	قاضیخان

[4] حکم نمبر $\frac{14}{494}$ کے دوسرے حاشیہ کا ج اور حکم نمبر $\frac{6}{494}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] جیساکہ شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ کے صفحہ ۱۴۹ میں ہے اور جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اُس کے قول پر ہے جس کے ہاں دوسرے کے کفر پر راضی ہونا، کفر ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۳۷ ۔ حکم نمبر $\frac{6}{494}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس نے اسے مرتد ہونے کا حکم نہیں دیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۳۳ ۔ اور جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ معلّم، تلقین کرنے والے اور ایسا فتوی بتلانے والے وغیرہ کو شامل ہے اور لکھا ہے کہ (اس صورت) میں معلّم تب کفر کا مرتکب قرار پاتا ہے جب اس نے اس لئے سکھایا اور بتایا تاکہ وہ مرتد ہو جائے اور اگر اس نے اس لئے اسے تعلیم دی تاکہ وہ مرتد نہ ہو بلکہ وہ اس سے احتراز کرے تو پھر (اس سے) معلم کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور لکھا ہے کہ یہ جمہور کا قول ہے اور صحیح ہے۔ اور بحوالہ المحیط و مجمع الفتاوی لکھا ہے کہ جس نے یہ عزم (یعنی پختہ ارادہ) کیا کہ وہ کسی شخص کو کفر کرنے کا حکم دے گا تو ایسا عزم کرنے سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۹ ۔ حکم نمبر $\frac{6}{494}$ نیز حکم نمبر $\frac{14}{493}$ کے حاشیہ کا "ج" اور حکم نمبر $\frac{83}{502}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۲	قال محمدؒ اذا اکرہ الرجل ان یتلفظ بالکفر بوعید تلف او ما اشبه ذلک فتلفظ به فهذا علی[1] وجوه الاول ان یتکلم بالکفر و قلبه مطمئن بالایمان ولم یخطر بباله شئ سوی ما اکرہ علیه من انشاء الکفر وفی هذا الوجه لا یحکم بکفرہ لا فی القضاء ولا فیما بینه وبین ربه الوجه الثانی ان یقول خطر ببالی ان اخبر عن الکفر فی الماضی کاذبا فاردت ذلک وما اردت کفرا مستقبلا جوابا لکلامهم وفی هذا الوجه یحکم بکفرہ قضاء حتی یفرق القاضی بینه وبین امرأته الوجه الثالث اذا قال خطر ببالی ان اخبر عن الکفر فی الماضی کاذبا الا انی ما اردت ذلک یعنی الاخبار عن الکفر فی الماضی کاذبا وانما اردت کفرا مستقبلا جوابا لکلامهم وفی هذا الوجه یکفر فی القضاء وفیما بینه وبین ربه	کذا فی المحیط
۳	واذا اکرہ ان یصلی الی هذا الصلیب فصلی فهو علی ثلاثة اوجه اما ان قال لم یخطر ببالی شئ وقد صلیت الصلیب مکرها وفی هذا الوجه لا یکفر لا فی القضاء ولا فیما بینه وبین ربه واما ان قال خطر ببالی ان اصلی لله تعالی و لم اصل للصلیب وفی هذا الوجه لا یکفر ایضا لا فی القضاء ولا فیما بینه وبین ربه واما ان قال خطر ببالی ان اصلی لله تعالی فترکت ذلک وصلیت للصلیب وفی هذا الوجه یکفر فی القضاء و فیما بینه وبین ربه	کذا فی المحیط

ـه ۱ "یا اسکی مانند" اس کے متعلق شرح الفقه الاکبر میں ہے کہ اکراہ یعنی جبر ہونے میں ضروری ہے کہ قتل یا دردناک ضرب یا زخم ہونے کے متعلق ہو اور جبر کرنے والا اسپر قادر ہو اور مجبور شخص کیلئے کسی اور وجہ سے اس کا دفع کرنا ممکن نہ ہو فتدبر۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد الهروی القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۰۴، ص ۲۳۹ (مترجم) ـه ۲ جیساکہ شرح الفقه الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ (آیت ۱۰۶ سورہ النحل۔ یعنی (جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لانے کے پیچھے) مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر) مفہوم ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۰۔ حکم نمبر ۳، ۴ / ۵۰۲، ۲۷ / ۴۹۶ اور ۶ / ۴۹۲ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) ـه ۳ جیساکہ شرح الفقه الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ جس امر کے متعلق اسپر جبر کیا گیا تھا اس سے وہ ہٹ گیا اور ماضی میں اپنا کفر بغیر جبر کے حکایت کیا اور جو شخص ماضی میں کفر کرنے کے متعلق اپنی مرضی سے اقرار کرے اور پھر کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تو وہ کفر کا مرتکب ہے اور حالت رضا کی بنا پر قاضی اس کے کذب کی تصدیق نہ

دفعات متن نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام - کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۲-۵۰۲	امام محمدؒ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی تلف کئے جانے یا اس کی مانند لے کی دھمکی سے کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا تو اس نے وہ کلمہ کفر کہا تو یہ صورت کئی قسموں پر ہے (ا) پہلی قسم یہ ہے کہ اس نے (زبان سے) کلمہ کفر کہا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا اور اس کے دل میں سوائے اس کے کہ کلمہ کفر کہنے کے لئے اسپر جبر کیا گیا اور کوئی چیز نہ کھٹکی تو اس صورت میں (وہ کلمہ کفر کہنے سے) اس کے متعلق کفر کا حکم نہ ہوگا نہ قضاء اور نہ بینہ وبین اللہ تعالی (ب) دوسری قسم یہ ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میں (وہ کلمہ کفر کہنے میں) گذشتہ زمانہ میں (اپنے) کفر کی جھوٹی خبر دوں پس میں نے اس ارادہ سے کلمہ کفر کہا اور میں نے ان کے کلام کے جواب کے طور پر آئندہ زمانہ میں کفر کا ارادہ نہ کیا تو اس صورت میں قضاء اس کے متعلق کفر کا حکم ہوگا حتی کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس میں اور اس کی بیوی میں تفریق کا حکم دے گا ۳ے (ج) تیسری قسم یہ ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میں گذشتہ زمانہ میں (اپنے) کفر کی جھوٹی خبر دوں لیکن میں نے اس کا ارادہ نہ کیا یعنی میں نے (وہ کلمۂ کفر کہتے وقت) گذشتہ زمانہ میں (اپنے) کفر کی جھوٹی خبر دینے کا ارادہ نہ کیا البتہ میں نے (وہ کلمہ کفر کہتے وقت) ان کے کلام کے جواب کے طور پر آئندہ زمانہ میں کفر کا ارادہ کیا ۴ے تو اس صورت میں اس کے متعلق کفر کا حکم ہوگا قضاء بھی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی بھی۔	محیط
۳	نیز (آپ نے فرمایا کہ) جب کسی شخص پر جبر کیا گیا کہ وہ اس صلیب (یعنی عیسائیوں کے مذہبی نشان) کی طرف نماز پڑھے پس اس نے نماز پڑھی تو یہ صورت مسئلہ تین قسموں پر ہے (ا) اگر اس نے یوں کہا کہ اس وقت میرے دل میں کوئی چیز نہ کھٹکی میں نے صلیب کی طرف (اس جبر سے) مجبور ہوکر نماز پڑھی تو اس صورت میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا نہ قضاء اور نہ فیما بینہ وبین ربہ تعالی (ب) اگر اس نے یوں کہا کہ اس وقت میں میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میں اللہ تعالی کے لئے نماز پڑھتا ہوں اور میں نے صلیب کے لئے نماز نہ پڑھی تو اس صورت میں بھی وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا نہ قضاء اور نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی (ج) اور اگر اس نے یوں کہا کہ (اس وقت) میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میں اللہ تعالی کے لئے نماز پڑھوں مگر میں نے اس خیال کو چھوڑ دیا اور صلیب کے لئے نماز پڑھی تو اس صورت میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے قضاء بھی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی بھی ۵ے	محیط

کرے گا پس وہ قضاء کفر کا مرتکب ہے لیکن چونکہ اس نے اپنے اقرار میں ایسا دعوی بھی کیا ہے جس کے متعلق اس کے الفاظ میں احتمال موجود ہے لہذا دیانۃً وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۰۔ حکم نمبر ۶/۴۹۲ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ے حکم نمبر ۵/۴۹۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ے حکم نمبر ۶/۴۹۲ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۲،۴،۵/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۴	ولو قیل لمسلم اسجد للملك والا قتلناك فالافضل ان لا یسجد	کذا فی الفصول العمادیة[1]
۵	اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمدا لکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر وقال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی	کذا فی البحر الرائق[2]
۶	ومن اتی بلفظة الکفر وهو لم یعلم انها کفر الا انه اتی بها عن اختیار یکفر عند عامة العلماء خلافا للبعض ولا یعذر بالجهل	کذا فی الخلاصة
۷	الهازل والمستهزئ اذا تکلم بکفر استخفافا واستهزاء ومزاحا یکون کفرا عند الکل وان کان اعتقاده خلاف ذلك	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	الخاطئ اذا اجری علی لسانه کلمة الکفر خطاء بان کان یرید ان یتکلم بما لیس بکفر فجری علی لسانه کلمة الکفر خطاء لم یکن ذلك کفرا عند الکل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹	یکفر بوضع قلنسوة المجوس علی رأسه علی الصحیح الا لضرورة دفع الحر والبرد	کذا فی البحر الرائق

[1] جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۳ میں ہے ۔نیز فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر اہل حرب نے کسی مسلمان سے یوں کہاکہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کردیں گے تو اس کے حکم کے متعلق فقہاءؒ نے کہاہے کہ اگر انہوں نے اسے اس سجدہ کا حکم (اس کی) عبادت کے لئے دیا تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سجدہ نہ کرے جیساکہ کسی کو کفر کا ارتکاب کرنے کے لئے جبر کیا جائے تو صبر افضل ہے اور اگر انہوں نے اسے اس سجدہ کا حکم (اس کے لئے) آداب اور تعظیم بجالانے کے لئے دیا تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سجدہ کردے یہ قاضیخان میں ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ص ۴۸ کتاب الکراھیة، باب ص ۲۸ ۔ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسلمان سے کہا گیا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ تجھے قتل کردوں گا تو پھر سجدہ تعظیم کرنے میں حرج نہیں اس لئے کہ سجدہ تعظیم کفر نہیں قرار پاتا ۔مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۱ اور جبر سے مجبور ہوکر ارتکاب کفر کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۹۲ مع حاشیہ اور غیر اللہ تعالی کے لئے سجدہ تعظیمی حرام ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲، ۳، ۴۵، ۵۰، ۷/۵۰۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۵۵/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اور اس حکم کے ماخذ البحر الرائق میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے دین کو ہلکا جانا ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵ وھکذا فی البزازیة علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۷ حکم نمبر ۲ تا ۶، ۸، ۳۶، ۴۴، ۴۸ تا ۸۶/۵۰۲ ، ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور آخری حاشیہ کا "د ۲" ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] جیساکہ شرح الفقه الاکبر میں بحوالہ منہاج المصلین لکھاہے اور مزید لکھاہے کہ کسی جاہل نے کلمہ کفر کہا اور اس نے نہ جاناکہ وہ کلمہ کفر ہے تو اسکے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہوگا اور جہالت کا عذر قبول ہوگا اور بعض کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرنے والا ہے نیز لکھاہے کہ جس شخص نے کلمہ کفر کہا اور اس نے نہ جاناکہ وہ کلمہ کفر ہے تو اسکے حکم کے متعلق فتاوی قاضیخان میں بلا ترجیح اختلاف کو حکایت کیاگیاہے اور پھر صاحب شرح الفقه الاکبرؒ لکھتے ہیں کہ میں کہتاہوں کہ زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ جہالت کے عذر کی وجہ سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن اگر وہ کلمہ ایسے امر کے متعلق ہو جو دین میں معلوم بالضرورہ ہو تو پھر اس کلمہ کفر کے کہنے سے وہ کفر کا ارتکاب کرتاہے اور جہالت کا عذر قبول نہیں ۔مفہوم ماخوذ از شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۸ ، ص ۱۳۲ ۔حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے آخری حاشیہ کا "د ۸" پہلے حاشیہ کا

دفعات و شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۴	اگر کسی مسلمان سے یوں کہا گیا کہ بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو افضلیت اس میں ہے کہ وہ (غیر اللہ تعالیٰ کو) سجدہ نہ کرے [1]	فصول عمادیہ
۵	جب کسی آدمی نے جان بوجھکر کلمہ کفر بولا لیکن اس نے (دل سے) اس کفر کا اعتقاد نہ کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) ہمارے بعض اصحاب کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور ہمارے بعض اصحاب کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور میرے ہاں یہی حکم صحیح ہے [2]	بحر رائق
۶	جس شخص نے کلمہ کفر کہا درآنحالیکہ وہ نہیں جانتا کہ یوں کہنا کفر ہے مگر اس نے وہ کلمہ کفر اپنے اختیار سے کہا تو عامۃ العلماء کے ہاں (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ بعض کا اختلاف ہے اور جہالت (یعنی نہ جاننے کی وجہ سے اس کا عذر قبول نہ ہوگا [3]	خلاصہ
۷	ھازل [4] (یعنی تمسخر کرنے والے) اور ٹھٹھا کرنے والے نے جب کلمہ کفر کہا درآنحالیکہ اس نے اسے ہلکا جاننے، ٹھٹھا کرنے اور مزاح اڑانے کے طور پر کہا تو یہ سب کے ہاں کفر ہے اگرچہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو [5]	قاضیخان
۸	خطا کرنے والے نے جب غلطی سے اپنی زبان پر کلمہ کفر جاری کیا بایں طور کہ وہ ایسی بات کہنا چاہتا تھا جو کفر نہیں ہے اور غلطی سے اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہوگیا تو یہ سب کے ہاں کفر نہ ہوگا [6]	قاضیخان
۹	(مسلمان شخص اگر) مجوس (یعنی آگ یا سورج پوجنے والوں) کی (مخصوص) ٹوپی اپنے سر پر پہنے تو صحیح حکم کے بموجب (یوں کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اگر بنا بر ضرورت (مثلاً گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لئے ایسا کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مذکورہ ٹوپی پہننے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) [7]	بحر رائق

"و"، $\frac{۳۰}{۴۹۶}$ کا پہلا حاشیہ اور $\frac{۵، ۷، ۸ا، ۱۸، ۳۶، ۸۴}{۵۰۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] ھازل اور خاطی میں فرق کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۵۰۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] نیز فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جس شخص نے کلمہ کفر کہا اور اس پر دوسرا آدمی ہنسا تو (اس سے) وہ دوسرا بھی کفر کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اگر ضرورۃ ایسا ہوگیا بایں طور کہ وہ کلام ہنسانے والا تھا اور اس وجہ سے وہ دوسرا آدمی ہنسا تو پھر یہ حکم نہیں (یعنی پھر وہ دوسرا آدمی کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۱ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جسنے کلمہ کفر کہا اور اس پر رضا اور پسند کے طور پر کوئی ہنسا تو وہ (دوسرا بھی ایسا کرنے میں) کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر وہ اس کلمہ کفر پر رضا و پسند کے طور پر نہ ہنسا بلکہ اس سبب سے ہنسا کہ وہ موجب الکفر کلام ایسا عجیب و غریب تھا کہ سننے والا ضرورۃ ہنس پڑتا ہے تو پھر اس ہنسی سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۲۲ حکم نمبر $\frac{۵}{۵۰۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ ھازل قصداً کہتا ہے البتہ اس پر حکم لاگو ہونے کا ارادہ نہیں کرتا اور خاطی قصداً نہیں کہتا بلکہ وہ کسی اور کلمہ کا قصد کرتا ہے اور اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہو جاتا ہے پس ان دونوں کے حکم میں فرق ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۷۔ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۹۱}$ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم) [7] فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مجوس کی (مخصوص) ٹوپی پہننا علامت کفر ہے جیسا کہ زنار (ہندو کا مخصوص نشان) علامت کفر ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے وہ ٹوپی اسلئے سر پر رکھی کہ اس کی گائے دودھ تب دیتی ہے کہ وہ اس ٹوپی کو پہنے (اور دودھ دوہے) تو پھر (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ مغول لوگوں کی (مخصوص) ٹوپی پہننے کیوجہ سے (کسی مسلمان کی) تکفیر نہ کی جائیگی اسلئے کہ یہ ایک ملک کے لوگوں کی (خصوصی) علامت ہے اسے دین (کی خصوصی علامت) سے تعلق نہیں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۱، ص ۳۳۲ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ مسلمانوں کو اہل کفر اور اہل بدعۃ سے وہ تشبیہ ممنوع ہے جو ان کا شعار (یعنی اہل کفر و اہل بدعۃ کا خصوصی نشان) ہو نہ کہ ہر نئی چیز میں۔ اسلئے کہ مدار شعار پر ہے اور لکھا ہے کہ جس مسلمان شخص نے مجوس کی (مخصوص) ٹوپی سر پر پہنی تو اس پر اعتراض کیا گیا تو اسنے (جواب میں) یوں کہا کہ قلب یعنی دل ٹھیک اور مستقیم ہونا چاہیئے تو اسنے یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ اسنے شریعت کے احکام ظاہر کو باطل قرار دیا۔ مفہوم ماخوذ

از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۱ حکم نمبر ۱۰، ۱۳، ۱۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد و تعلیمه و التشبه بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۱۰	وبشد الزنار فی وسطه الا اذا فعل ذلک خدیعة فی الحرب وطلیعة للمسلمین	کذا فی البحر الرائق
۱۱	وبقوله المجوس خیر مما انا فیه یعنی فعله وبقوله النصرانیة خیر من المجوسیة لا بقوله المجوسیة شر من النصرانیة وبقوله النصرانیة خیر من الیهودیة	کذا فی البحر الرائق
۱۲	وبقوله لمعامله "الکفر خیر مما انت تفعل" عند بعضهم مطلقا وقیده الفقیه ابو اللیث رح بان تصد تحسین الکفر لا تقبیح معاملته	کذا فی البحر الرائق

۱؎ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس (مسلمان) نے اپنی کمر پر زنار باندھا یا اس نے اپنے کندھے پر اس کا طوق ڈالا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا جبکہ ایسا کرنے کے لئے اس پر جبر نہ کیا گیا تھا۔ اور بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس (مسلمان) نے زنار باندھا تو اس کے حکم کے متعلق ابوجعفر الاستروشنی رح کا قول ہے کہ اگر اس نے قیدیوں کی رہائی کی خاطر ایسا کیا تو (ایسا کرنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ جس نے یہود و نصاری کا زنار باندھا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا خواہ وہ ان کے کنیسہ (اور گرجا) میں داخل نہ ہوا۔ نیز لکھا ہے کہ کسی مسلمان نے زنار باندھا اور تجارت کے لئے دارالحرب میں داخل ہوا تو (ایسا کرنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے کفر کا (خصوصی) لباس پہنا اور کسی مجبوری کی ضرورت کے بغیر ایسا کیا الخ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری رح الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۱۔ حکم نمبر ۱۶/۵۰۲ اور ۹/۱۳۰۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ معلّم (یعنی بچوں کے استاد) نے یوں کہا کہ یہود مسلمانوں سے خیر پر ہیں وہ اپنے بچوں کے معلموں کے حقوق ادا کرتے ہیں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۳ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۳ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ اس میں (بطور تأویل) اس کے کلام کو اس پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ اس نے یہود کے لئے خیر پر ہونے سے مراد یہ لی ہو کہ وہ (صرف) اس حیثیت سے مسلمانوں کی نسبت خیر پر ہیں نہ کہ تمام وجوہ شرعی کی حیثیت سے (اور پھر وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اس حکم کے ماخذ البحر الرائق میں مزید لکھا ہے کہ اسے چاہیئے کہ وہ یوں کہے نصرانیت بری ہے یہودیت سے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۳ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی (مسلمان) شخص نے یوں کہا کہ "نصرانیت خیر ہے یہودیت سے" تو یوں کہنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے اس شئ کے لئے خیر ہونا ثابت کیا ہے

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۱۰	نیز (مسلمان شخص) زنار (یعنی جنیو جو ہندوں کی مخصوص ڈوری سی ہوتی ہے اسے) اپنے وسط میں (یعنی کمر پر) باندھے تو اس کے لئے بھی یہی مذکورہ حکم ہے (یعنی ایسا کرنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے) لیکن اگر اس نے (کافروں سے) لڑائی میں دھوکہ دینے کے لئے ایسا کیا یا وہ مسلمانوں کے لئے بطور طلیعہ ہو (یعنی وہ بطور ہراول دستہ یا وہ دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو) تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ایسا کرنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) [1]	بحرالرائق
۱۱	(ا) نیز یہی حکم (یعنی کفر کے ارتکاب کا حکم) کسی (مسلمان) شخص کے یوں کہنے پر ہے کہ "مجوس خیر پر ہیں اس سے کہ جس میں میں ہوں" اور اس میں اس کی مراد اس کا فعل ہو [2] (ب) اور یہی حکم یوں کہنے پر ہے کہ "نصرانیت خیر ہے مجوسیت سے"، نہ یوں کہنے پر کہ "مجوسیت بری ہے نصرانیت سے" (ج) اور یہی حکم (یعنی کفر کے ارتکاب کا حکم) یوں کہنے پر ہے کہ "نصرانیت خیر ہے یہودیت سے" [3]	بحرالرائق
۱۲	نیز یہی حکم (یعنی کفر کے ارتکاب کا حکم) کسی (مسلمان) شخص کا اپنے ساتھ معاملہ کرنے والے کے لئے یوں کہنے پر ہے کہ "کفر اچھا ہے اس سے جو تو کرتا ہے"، بعض کے ہاں کفر ہونے کا حکم مطلقاً ہے اور فقیہ ابو اللیثؒ نے اس کے ساتھ یہ قید لگائی ہے کہ جب اس نے (یوں کہنے میں) کفر کو اچھا قرار دینے کا قصد کیا ہو نہ یہ کہ اس نے اس کے معاملہ کو قبیح قرار دیا ہو [4]	بحرالرائق

جو شرعا اور عقلا قبیح ہے اور اس کا قبیح ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہے اور لکھا ہے کہ اہل السنت کی بعض کتب میں جو یوں مذکور ہے کہ "المجوسی اسعد حالا من المعتزلۃ"، اس میں مجوسی کے لئے خیر کا اثبات لازم نہیں آتا کیونکہ "حال" بمعنی "وصف" ہے اور چونکہ مجوسی دو خالق قرار دیتا ہے اور معتزلہ لا محدود (یعنی بیشمار) خالق قرار دیتا ہے اور چونکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض کا کفر بعض سے خفیف ہے پس مجوس پر "اسعد حالا" کا اطلاق بوجہ ادنی اثباتا للمشرک ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آیت "اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ" (آیت ۸۲ سورۃ مائدہ۔ یعنی تو پاوے گا سب لوگوں میں زیادہ دشمن مسلمان سے، یہود کو، تو اس) میں بھی قوت عداوت اور ضعف عداوت مراد ہے (اور اس کا تعلق خیر کے اثبات سے نہیں) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ صفحہ ۳۳۰، صفحہ ۳۳۱۔ نیز شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ نصرانیت ملت اسلامیہ سے قریب ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ "وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى" (آیت ۸۲ سورہ المائدہ۔ یعنی تو پائیگا سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے، وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ، صفحہ ۱۵۰، صفحہ ۱۵۱۔ حکم نمبر ۱۲ تا ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۸۱ / ۵۰۲ اور ۱۲ / ۴۹۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۱، ۴۰ / ۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیم و التشبہ بالکفار	حوالہ
۲-۵-۱۲	وبخروجه الى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذلك اليوم وبشرائه يوم النيروز شيأ لم يكن يشتريه قبل ذلك تعظيما للنيروز لا للاكل والشرب وباهدائه ذلك اليوم للمشركين ولو بيضة تعظيما لذلك لا باجابة دعوة مجوسي حلق رأس ولده	كذا في البحر الرائق
۱۴	وبتحسين امر الكفار اتفاقا حتى قالوا لو قال ترك الكلام عند اكل الطعام حسن من المجوس او ترك المضاجعة حالة الحيض منهم حسن فهو كافر	كذا في البحر الرائق

[۱] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جو شخص نیروز کے دن السدۃ یعنی اہل کفر کی جائے اجتماع کو گیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس اجتماع میں اعلان کفر ہے اور وہاں جانے والے نے گویا اسمیں ان کی اعانت کی اور اسی قیاس پر یہ حکم ہے کہ مجوس نیروز کے دن جو کچھ کرتے ہیں اس میں اس دن ان کے ساتھ موافقت کرنا بھی موجب الکفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲۔ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مجوس میں سے مسلمان شدہ مسلمانوں میں سے اکثر نیروز کے دن ان کی موافقت میں نکلتے ہیں اور اسطرح غیر شعوری طور پر کفر کے مرتکب ہوتے ہیں اور لکھا ہے کہ اگر مجوس نوروز کے دن مسلمان اشراف اور متعارفین کو اپنے ہاں سے طعام کا تحفہ بھیجیں تو بطور ان سے موافقت کرنے کے، اس کا لینا حلال نہ ہوگا اور اگر اس طور پر نہ ہو تو پھر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اس سے بچنے میں سلامتی ہے اور لکھا ہے کہ نوروز کے دن مسلمان، مسلمان کو کوئی چیز تحفہ دے اور ایسا کرنے میں اس دن کی تعظیم مراد نہ ہو تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن اس دن ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ آگے پیچھے کرنا چاہیئے تاکہ نوروز کے دن مجوس سے مشابہت نہ ہو اور جب ان سے موافقت ممنوع ہونے کی بنا پر "اوقات ثلاثۃ"، (یعنی سورج کے طلوع دو پہر اور غروب کے وقت) میں نماز جیسی عبادت کو بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے تو غیر عبادت میں (ان کے خصوصی کاموں میں) موافقت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے اور امام ابو حفص (الکبیر البخاری) سے منقول ہے کہ کسی آدمی نے پچاس سال اپنے رب کی عبادت کی ہو اور پھر مشرکین کے یوم نوروز میں اس دن کی تعظیم کی خاطر بعض مشرکین کو تحفہ بھیجا تو اس نے کفر کیا (اور اس کے پچاس سالہ نیک اعمال ضائع ہوگئے) اور لکھا ہے کہ اگر یوں کرنا اس دن کی تعظیم کی خاطر نہ ہو تو (کفر نہ ہوگا مگر) پھر بھی اس کا ترک کرنا بہتر اور لازم ہے اسی طرح نصاری کے (خصوصی) دن میں ان سے موافقت کا حکم مذکورہ حکم کی طرح ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۳۳۳ تا ص ۳۳۴ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان کی ماں یا باپ ذمی ہوں تو وہ ان کے ساتھ ان کے عبادت گاہوں میں نہ جائے اس لئے کہ اس کے والدین کا وہاں جانا گناہ ہے اور خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت منع ہے البتہ وہاں سے انہیں گھر واپس لانا مباح ہے اس میں ان کی مساعدت کر سکتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲، ص ۱۶۲ اور رد المحتار میں غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ " والحكم بردة المسلم بهذا القدر لا يمكن والاولى للمسلمين ان لا يوافقوهم على مثل هذه الاحوال لاظهار الفرح والمسرة الخ یعنی کسی مسلمان کو اتنی سی بات سے مرتد قرار دینا ممکن نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے اولی یہی ہے کہ وہ مذکورہ قسم کے احوال میں خوشی اور مسرت کے اظہار کے لئے غیر مسلموں سے موافقت نہ کریں۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۸۱ عنوان مسائل شتی،

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۳-۵۰۲	(ا) نیز یہی حکم (یعنی کفر کے ارتکاب کا حکم) اس پر ہے کہ کوئی (مسلمان) شخص مجوس کے نوروز کے دن ان کاموں میں ان کی موافقت میں ان کے ساتھ نکلا جو کام وہ لوگ اس دن کرتے ہیں ۱ـہ (ب) یا کسی (مسلمان) شخص نے نوروز کے دن نوروز کی تعظیم کی خاطر ایسی چیز خریدی جو (حسب عادت) پہلے نہ خریدتا تھا تو اس سے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے) نہ اس پر کہ جب وہ چیز کھانے پینے کی تھی ۲ـہ (ج) یا کوئی (مسلمان) شخص نوروز کے دن نوروز کی تعظیم کی خاطر، مشرکوں کو تحفہ دے خواہ وہ (تحفہ) ایک انڈا ہو (تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۳ـہ نہ اس پر کہ اس نے ایک ایسے مجوس کی دعوت قبول کی جس نے اپنے لڑکے کے سر مونڈھنے پر اسکی دعوت کی	بحرالرائق
۱۴	نیز یہی حکم (یعنی کفر کے ارتکاب کا حکم) اس پر بالاتفاق ہے کہ کوئی شخص کافروں کے (خصوصی) امر کو اچھا کہے حتی کہ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "مجوس کا یہ کام اچھا ہے کہ ان کے ہاں کھانا کھاتے وقت بات چیت متروک ہوتی ہے" یا یوں کہا کہ "ان کا یہ امر اچھا ہے کہ ان کے ہاں ایام حیض میں بیوی کے ساتھ (محض) مضاجعت (یعنی ساتھ لیٹنا) بھی متروک ہوتا ہے" تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہے ۴ـہ	بحرالرائق

واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۹ تا ۱۲، ۱۴، ۱۶ / ۵۰۲ مع حواشی، ۱۹ / ۴۹۸، ۱ / ۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ۱ / ۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ـہ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے کہ جس (مسلمان) نے نوروز کے دن کوئی ایسی چیز خریدی جو (حسب عادت) اس کے قبل نہ خریدتا تھا تو اگر اس نے نوروز کی تعظیم کی خاطر ایسا کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے کفار کی عہد کی تعظیم کی اور اگر اس نے اتفاقا کوئی چیز (خلاف عادت) اس دن خریدی اور اس نے یہ نہ جانا کہ یہ دن نوروز کا ہے تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ پھر صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ اسی طرح اگر اسے یہ معلوم ہو کہ یہ دن نوروز ہے لیکن اس نے کسی اور سبب سے مثلاً ضیافت وغیرہ پیش آنے کی وجہ سے کوئی چیز (خلاف عادت) خریدی تو اس سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲۔ حکم نمبر ۱۳ و / ۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ـہ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ لکھا ہے کہ جس (مسلمان) نے مجوسی کو نوروز کے دن ایک انڈا تحفہ دیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس کا یوں کرنا اس کے کفر اور اس کی گمراہی میں اعانت کرنا ہے اور (اس دن) اسے تحفہ دینے میں ان سے مشابہت ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲۔ حکم نمبر ۱۳ و / ۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۴ـہ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ مجمع النوازل لکھا ہے کہ مجوس نے نوروز کے دن اجتماع کیا تو کسی مسلمان نے یوں کہا کہ اچھی سیرت ہے جو انہوں نے وضع کی تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے وضع کفر کو اچھا جانا جو کہ اسلام کی سیرت کو قبیح سمجھنے کو متضمن ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کوئی (مسلمان) شخص نصاری کے محلہ سے گزرا تو وہ لوگ راگ اور شراب نوشی میں مصروف تھے تو اس نے (یوں) کہا کہ ان کے ساتھ رہنے اور خوشی خوشی دنیا گذارنے میں لطف ہے (وغیرہ) تو یوں کہنے کے کفر ہونے پر اتفاق ہے یہ الذخیرہ میں ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۲، ص ۳۳۳۔ حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳ / ۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد و تعلیمہ والتشبہ بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۱۵	رجل ذبح لوجه انسان فی وقت الخلعة او اتخذ الجوزات وما اشبه ذلك قال الشيخ الامام ابو بكرؒ هو كفر والمذبوح ميتة لا يؤكل قال الشيخ الامام اسمعيل الزاهدؒ اذا ذبح البقر والابل فی الجوزات لقدوم الحاج او للغزاة قال جماعة من العلماء يكون كفرا	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	امرأة شدت على وسطها حبلا وقالت هذا زنار تكفر	كذا فی الخلاصة
۱۷	رجل قال لغيره بالفارسية "كبرکی به از این کار که تو میکنی ؎" قالوا ان اراد تقبيح ذلك الفعل لا يكفر	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	رجل قال "کافری کردن به از خیانت کردن ؎" اكثر العلماءؒ على انه يكفر	كذا فی المحيط
	وبه افتى ابو القاسم الصفارؒ	هكذا فی الخلاصة
۱۹	رجل ضرب امرأة فقالت المرأة لست بمسلم فقال الرجل "هبی انی لست بمسلم" قال الشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضلؒ لا يصير كافرا بذلك وقد حكى عن بعض اصحابنا ان رجلا لو قيل له ألست بمسلم فقال "لا" ؎ يكون ذلك كفرا	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	قالت امرأة لزوجها ليس لك حمية ولا دين الاسلام ترضى بخلوتي مع الاجانب فقال الزوج ليس لی حمية ولا دين الاسلام فقد قيل انه يكفر	كذا فی المحيط

؎ نذر لتقرب غیر اللہ تعالیٰ کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۲۸۷ مع حواشی میں فقہی حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ نیز غیر اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقرب یعنی غیر اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ڈھونڈھنے کے لئے جانور ذبح کرنے، غیر اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح کرنے اور مرتد کے ذبیحہ وغیرہ کے متعلق قرآن و سنت اور فقہ حنفی سے ماخوذ مزید مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) قرآن مجید کی سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۳ میں ہے کہ "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" الآیۃ یعنی یہی حرام کیا ہے تم پر، مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا اللہ تعالیٰ کے سوا کا۔ اور سورۃ المائدۃ کی آیت ۳ میں ہے کہ "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" الآیۃ۔ یعنی حرام ہوا تم پر، مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا اللہ تعالیٰ کے سوا کا۔ اور سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۶ میں حرام شدہ چیزوں کے بیان میں ہے کہ "اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" الآیۃ یعنی مگر یہ کہ مردہ ہو یا لہو پھینک دینے کا یا گوشت سور کا، کہ وہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جس پر پکارا اللہ تعالیٰ کے سوا کی

دفعات/شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۱۵	(ا) کسی آدمی نے خلعت کے وقت (یعنی سلطان کی طرف سے انعامی پوشاک ملنے کے وقت) کسی انسان (یعنی مخلوق) کی تعظیم کے لئے جانور ذبح کیا یا اس نے الجوزات (یعنی ایک قسم کا استقبالیہ خیمہ) بنایا یا اسکی مانند (اور اس میں کسی انسان کی تعظیم کے لئے جانور ذبح کیا) تو اس کے حکم کے متعلق الشیخ الامام ابوبکرؒ کا قول ہے کہ ایسا کرنا کفر ہے اور ذبح کردہ وہ جانور مردار ہے اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ الشیخ الامام الزاہدؒ کا قول ہے کہ جب کسی نے الجوزات (یعنی استقبالیہ چہار طاق) میں حاجیوں یا غازیوں کی آمد (پر ان) کی تعظیم کے لئے گائے یا اونٹ ذبح کیا تو اس کے حکم کے متعلق علماءؒ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ ایسا کرنا کفر کا ارتکاب ہوگا [1]	قاضیخان
۱۶	کسی عورت نے اپنی کمر پر ڈوری باندھی اور یوں کہا کہ یہ زنار ہے (یعنی یہ ہندوؤں کے مذہبی نشان کی مخصوص ڈوری ہے) تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہے [2]	خلاصہ
۱۷	کسی آدمی نے دوسرے سے یوں کہا کہ گبر ہونا (یعنی آتش پرست مجوسی ہونا) اس کام سے بہتر ہے جسے تو کرتا ہے تو (اسکے حکم کے متعلق) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر اس نے اس کام کو قبیح قرار دینے کے ارادے سے یوں کہا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [4]	قاضیخان
۱۸	(ا) کسی آدمی نے یوں کہا "کفر کرنا خیانت کرنے سے بہتر ہے" تو اکثر علماءؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔	محیط
	(ب) اور اسی (مذکورہ) حکم پر ابوالقاسم الصفارؒ نے فتویٰ دیا ہے [6]	خلاصہ
۱۹	کسی آدمی نے اپنی بیوی کی پٹائی کی تو اس عورت نے (اسے) کہا کہ "تو مسلمان نہیں ہے"، تو اس آدمی نے (جواب میں یوں) کہا کہ "یوں ہی فرض کرلو کہ میں مسلمان نہیں ہوں"، تو اس کے حکم کے متعلق الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ کا قول ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور ہمارے بعض اصحابؒ سے منقول ہے کہ کسی آدمی سے اگر یوں کہا گیا کہ "تو مسلمان نہیں ہے" تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "نہیں" تو یوں کہنا کفر ہوگا [8]	قاضیخان
۲۰	کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تجھے نہ حمیت (یعنی غیرت) ہے اور نہ دین اسلام تو مجھے اجنبیوں کے ساتھ تنہا چھوڑنے پر راضی ہوتا ہے تو خاوند نے (جواب میں) یوں کہا کہ "نہ مجھے حمیت ہے نہ دین اسلام" تو اس کے حکم کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [9]	محیط

کا نام اور سورۃ النحل کی آیت ۱۱۵ میں ہے کہ "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ الآیۃ - اور اس آیت کا مفہوم بھی وہی ہے جو سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۳ میں مذکور ہوا۔ اور اس آیت کی ذیل میں تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری میں ہے کہ "قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیر اللہ تعالی صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد الخ - اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص کسی (حلال) جانور کو ذبح کرے اور اس میں اسکا قصد تقرب الی غیر اللہ تعالی ہو تو اس سے وہ شخص مرتد قرار پاتا ہے اور اسکا ذبیحہ، مرتد کا ذبیحہ ہے۔ ماخوذ از تفسیر غرائب القرآن مصری ج ۱ ص ۱۰۲ للعلامہ نظام الدین الحسن بن محمد حسین القمی النیشاپوری رح الجزء الثانی علی ھامش التفسیر الکبیر الجزء الثانی۔

دفعہ وشق نمبر	الباب التاسع ـ فی احکام المرتدین　موجبات الکفر مایتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمہ والتشبہ بالکفار	حوالہ

(ب ۵ ۲) صحیح مسلم میں بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مری ہے کہ "لعن اللہ من لعن والدہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ولعن اللہ من آوی محدثا ولعن اللہ من غیر منار الارض الحدیث۔ یعنی جس شخص نے اپنے والد پر لعنت کی اسپر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے، جس شخص غیر اللہ تعالیٰ کیلئے جانور ذبح کیا اسپر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے، جس نے محدث (یعنی مثلاً مجرم اور دین میں بدعت پیدا کرنے والے) کو پناہ دی اسپر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے اور جس نے زمین میں مقرر کردہ حدوں کے نشانات کو تبدیل کیا اسپر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے ماخوذ از الصحیح لمسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری م ۲۶۱ھ مع شرح النووی مطبوعہ مطبع اصح المطابع ج ۲ ص ۱۶۰ وھکذا فی سنن النسائی لابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر النسائی ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعہ کارخانہ تجارت کتب اور ابو داؤد شریف میں بروایت حضرت جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرنے سے پہلے یوں ارشاد فرمایا کہ "انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد وامتہ بسم اللہ اللہ اکبر"، ثم ذبح الخ۔ یعنی میں نے اپنا منہ کیا اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین، ایک طرف ہو کر اور میں نہیں شریک کرنے والا میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے جو صاحب سارے جہاں کا، کوئی نہیں اسکا شریک، اور یہی مجھکو حکم ہوا اور میں فرماں برداروں سے ہوں۔ اے اللہ یہ تیرا دیا ہوا اور تیرے لئے ہے (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ان کی امت کی طرف سے، اور پھر آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح فرمایا۔ ماخوذ از سنن ابی داؤد لسلیمان بن الاشعث ابی داؤد السجستانی م ۲۷۵ھ مطبوعہ مطبع اصح المطابع ج ۲ ص ۳۰

(ج) (۱) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ الجوزات (یعنی اخروٹ) جس سے کھیل کھیلا جاتا ہے اور الجوزہ چہار طاق کو کہتے ہیں (اور کریم اللغات ص ۴۷ میں ہے کہ چہار طاق ایک قسم کا خیمہ ہے) وہ چہار طاق محلوں اور گلیوں میں، حاجیوں، نمازیوں اور حاکموں کی آمد پر بنائے جاتے ہیں اور وہاں اس آنے والے کی تعظیم کیلئے اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری ذبح کئے جاتے ہیں ایسا مذبوح مردار قرار پاتا ہے اور اس غرض سے ذبح کرنیوالے کے کفر کے متعلق اختلاف ہے الشیخ السفکردری، عبد الواحد الدرنی الحدیدی، النسفی اور الحاکم الکفینی رح کے ہاں حکم یہ ہے کہ (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور الفضلی اور اسمٰعیل الزاہد کے ہاں حکم یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۹

(۲) البحر الرائق میں ہے کہ "ذبح شیئاً فی وجہ انسان وقت الخلعۃ او للقادم من الحج او الغزو والمذبوح میتۃ وقیل لا یکفر الخ۔ یعنی جہاد اور حج سے آنے والے یا خلعت (یعنی انعامی پوشاک پانے) کے وقت کسی انسان کی تعظیم کیلئے جانور ذبح کرنا موجب الکفر ہے اور وہ مذبوح جانور مردار ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ ماخوذ از البحر الرائق مصری ج ۵ ص ۱۲۴

(۳) شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ الامام الفضلی سے الجوزات کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں جاہل لوگ کسی آنے والے کے استقبال کے لئے بناتے ہیں تو آپ نے یہ جواب دیا کہ یہ لہو ولعب ہے اور حرام ہے اور جس نے خلعت کے وقت یا کسی کی آمد پر یا اس کی مانند مثلاً الجوزات میں کسی انسان کی تعظیم کی خاطر بکری ذبح کی تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور پھر صاحب شرح الفقہ نے لکھا ہے کہ جبکہ اس نے (یعنی اس بکری کے ذبح کرنے والے مالک نے) اسے ذبح کرنے میں اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا یا اس نے اسے ذبح کرنے میں، اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اس آنے والے کے نام کو بھی شریک کیا ورنہ وجہ کفر ظاہر نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۸ (غالباً یہ اس لئے کہ بنا بر تاویل یہ کہا سکتا ہے کہ اس صورت میں اس بکری کے مالک کا اس بکری کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر ذبح کرنا، تقرب الی غیر اللہ تعالیٰ کی بجائے، تقرب الی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع وتوبہ قرار پاکر کفر نہ رہے گا واللہ اعلم بالصواب) حکم نمبر ۱۳/۴۹۲ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں

(۴) درمختار میں ہے کہ "ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام اللہ تعالی۔ یعنی کسی شخص نے حاکم یا ایسے ہی کسی بڑے آدمی کی آمد پر (اس کی تعظیم وتقرب کے لئے کوئی حلال) جانور ذبح کیا تو (اس سے) وہ جانور حرام قرار پاتا ہے کیونکہ وہ "اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" ہے اگرچہ اس پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو

دفعات/شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۱۵/۵۰۲

اگر کسی نے مہمان کی مہمانی کے لئے ذبح کیا تو حرام نہ ہوگا اس لئے کہ ایسا کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کرنا اور اللہ تعالی کے حکم کا اکرام کرنا ہے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار مصری ج ۵ ص ۲۶۹ کتاب الذبائح۔

(۵) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ کسی (حلال) جانور کے (جائز) ذبح کی شرائط میں سے ہے کہ ذبح کرنیوالا مسلمان ہو یا اہل کتاب سے ہو پس اہل شرک اور مرتد کا ذبیحہ نہ کھایا جائیگا نیز لکھا ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ بھی تب کھایا جائیگا کہ جب اس نے اس ذبح کے متعلق کوئی ایسی (ممنوع) بات نہ سنی ہو اور یہ بنا بر حسن ظن ہے اور جیسا کہ مسلمان ذبح کرنیوالے کے متعلق بھی یوں ہی حکم ہے لیکن اگر اس نے غیر اللہ کے نام پر یا اللہ تعالی اور مسیح علیہ السلام کے نام پر ذبح کیا تو پھر وہ جانور نہ کھایا جائے گا نیز لکھا ہے کہ ذبح کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالی کا نام محض اس کام کے افتتاح کے ارادہ سے نہیں بلکہ اس جانور کو اللہ تعالی کے نام پر ذبح کرنے کے ارادہ سے لے اور اللہ تعالی کی تعظیم کا قصد کرے۔ نیز لکھا ہے کہ ذبح کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ ذبح کرنے میں صرف اللہ تعالی ہی کا نام لے اسمیں غیر اللہ کا نام شریک نہ کرے خواہ وہ کسی نبی علیہ السلام کا نام ہو نیز بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ مُحرِم یعنی احرام والے شخص نے کوئی (ممنوع) شکار ذبح کیا تو وہ حلال نہ قرار پائیگا خواہ وہ حِل (کے علاقہ) میں کرے یا حرم شریف میں۔ اسی طرح حرم شریف میں شکار ذبح کرنا حلال نہیں خواہ ذبح کرنیوالا مُحرِم ہو یا غیر مُحرِم (تفصیل کیلئے حکم نمبر ۶۹ تا ۷۱/۲۱۴ اور ۳۴/۳۰۲ و دیگر متعلقہ احکام ملاحظہ ہوں)

نیز بحوالہ التتارخانیہ بنقل جامع الفتاوی لکھا ہے کہ کسی مجوسی کی ایسی بکری جو انکے آتشکدہ کیلئے تھی یا کسی کافر کی ایسی بکری جو انکے الھوں کیلئے تھی اگر اس بکری کو کسی مسلمان نے ذبح کیا تو اسے کھایا جائیگا اسلئے کہ اس مسلمان نے اس پر اللہ تعالی کا نام لیا ہے البتہ مسلمان کیلئے اسکا کھانا مکروہ ہے

نیز بحوالہ الجوھرہ النیرہ لکھا ہے کہ المشکل میں ہے کہ کسی شخص نے مہمان کے روبرو اسکی تعظیم کیلئے جانور ذبح کیا تو اسکا کھانا حلال نہ ہوگا اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے کسی حاکم وغیرہ کی آمد پر اسکی تعظیم کیلئے ایسا کیا اور اگر کسی نے مہمان کے روبرو نہیں (یعنی اسکی تعظیم کیلئے نہیں) اس کی مہمانی کے لئے جانور ذبح کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مفہوم ملخصاً ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۲۸۵ تا ص ۲۸۷ کتاب الذبائح۔ حکم نمبر ۷۸/۵۰۲ و حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ے ۲ اس صورت کے متعلق فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اکثر (اہل علم) کے ہاں (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہے اسلئے کہ یہ تصریح بالکفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۲۔ حکم نمبر ۱۰/۵۰۲ اور حکم نمبر ۱۳، ۹/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۳ المجوسیۃ احسن من ھذا الامر الذی تفعلہ ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مجوسیت اس کام سے اچھی ہے جس کام کو تو کرتا ہے (مترجم) ے ۴ حکم نمبر ۱۱/۵۰۲ کے حاشیہ میں شرح الفقہ الاکبر کا حوالہ نیز حکم نمبر ۵ ب/۴۹۵ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۵ الکفر احسن من الخیانۃ ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی کفر، خیانت سے اچھا ہے (مترجم) ے ۶ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ آدمی کا کافر ہونا خیانت کرنے سے خیر اور بہتر ہے تو ابوالقاسم الصفار نے یوں کہنے پر کفر کا فتوی دیا ہے اس لئے کہ اس نے معصیت پر خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو، کفر کو ترجیح دی ہے جو کہ بالاجماع اکبر الکبائر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م سنہ ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲۔ حکم نمبر ۱۶/۵۰۲ کے حاشیہ میں بزازیہ کا حوالہ اور حکم نمبر ۸۱، ۱۱/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۷ فتاوی عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ اور میمنیہ مصر ہر دو میں بحوالہ فتاوی قاضیخان یہ عبارت یوں ہی درج ہے کہ "فقال لا" یکون ذلک کفرا"۔ یعنی اس نے جواب میں کہا کہ "نہیں"، تو یوں کہنا کفر ہوگا البتہ عربی عبارت میں "لا" کے بعد جگہ خالی ہے اور اس حکم کے اصل مأخذ فتاوی قاضیخان میں "لا" کا تکرار ہے چنانچہ فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور میں ہے کہ "فقال لا لا یکون کافرا" الخ۔ اسی طرح فتاوی قاضیخان مطبوعہ مطبع میمنیہ اور امیریہ مصر میں ہے کہ "فقال لا لا یکون ذلک کفرا" یعنی اس نے جواب میں کہا کہ نہیں تو یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۷۲ اور فتاوی قاضیخان میں مابعد کی عبارت بھی فتاوی قاضیخان میں درج ماقبل عبارت کا قرینہ ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۵۰۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) ے ۸ حکم نمبر ۱۹/۵۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو اور اس حکم کے مأخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت) اسلئے کفر نہ

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار	حوالہ

۱۵/۵۰۲

ہوگا کہ (جواب میں) اسکا یوں کہنا کہ "وہ مسلمان نہیں"، لوگوں کے ہاں (عرفاً) اس کا یہ معنی قرار پاتا ہے کہ اس کے کام مسلمانوں کے کام نہیں ہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۵۷۲ وھکذا فی البزازیۃ اور لکھا ہے کہ "تو مسلمان نہیں ہے"، کا معنی لوگوں کے ہاں یہ قرار پاتا ہے کہ اس کے کام مسلمانوں کے کام نہیں ہیں (پس اس تاویل کی بنا پر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۳۳ اور اگر قائل کی مراد ظاہر الفاظ کے بموجب ہی ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ المحیط اور الجواھر لکھا ہے کہ کسی ضرب لگانے والے شخص سے کہا گیا تو کیا تو مسلمان نہیں ہے تو اس نے (جواب میں) جان بوجھ کر یوں کہا کہ "نہیں"، تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر تو نے خطاء یوں کہا تو پھر (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ کسی شخص نے (کسی سے یوں) کہا کہ "کیا تو مسلمان نہیں ہے"، تو اس نے (جواب میں یوں) کہا کہ "نہیں"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ نیز بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ (جب کسی نے کسی سے کہا کہ کیا تو مسلمان نہیں ہے تو اگر) اس نے یوں کہا کہ "ھیئتنی کذلك"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ اسکا معنی یہ ہے کہ تو مجھے ایسا ہی شمار کر اور ایسا ہی سمجھ جیسا کہ تو نے مجھے کہا۔ نیز بحوالہ فتاوی قاضیخان اور الصغری لکھا ہے کہ کسی شخص کو مسلمان ہوئے ایک ماہ ہوگیا تھا کہ اسے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہیں ہے تو اس نے کہا کہ "نہیں"، تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور غالباً ایک ماہ کی قید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے کم عرصہ میں بسا اوقات اس کے پہلے مذہب کی بنا پر اسکی زبان پر یوں جاری ہوسکتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۷۔ حکم نمبر ۲۰ تا ۳۱، ۸۶/۵۰۲، ۴۴/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۹/۵ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں لکھا ہے کہ جب اس نے کہہ دیا کہ میرا دین (اسلام) نہیں ہے تو اس اعتراف سے وہ دین اسلام سے نکل گیا جیسا کہ اس کا اقرار کرنے سے ہی وہ دین اسلام میں داخل تھا۔ خواہ اقرار کرنا شرط ہو یا رکن ہو۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۷۔ حکم نمبر ۱۹، ۲۱ تا ۳۱/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۲۶/۴۹۶ کتاب۔ ص ۸۵ بازر

الزیدیۃ :- الزیدیۃ کے چھ فرقے ہیں- الجارودیہ، السلیمانیۃ، التبریۃ، النعیمیۃ، الیعقوبیۃ اور چھٹا وہ فرقہ ہے جو وفات یافتہ لوگوں کے دنیا میں لوٹ آنے سے انکار کرتا ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

الرافضۃ :- الرافضۃ کے چودہ فرقے ہیں- القطعیۃ، الکیسانیۃ، الکربیہ، المغیریہ، المحمدیہ، الحسینیۃ، النادِ سیّۃ، الاسماعیلیۃ، القرامطیۃ، المبارکیۃ، الشمیطیۃ، العماریۃ، المحطوریۃ، الموسویۃ، الامامیۃ،

رافضہ فرقے اسپر متفق ہیں کہ امامت کا ثبوت عقل پر ہے اور یہ کہ امامت منصوص ہوتی ہے اور یہ کہ تمام ائمہ سہو، خطار اور غلطی کی آفتوں سے پاک ہوتے ہیں اور منجملہ یہ بھی ہے کہ وہ افضل کی موجودگی میں مفضول کی امامت سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر فضیلت دیتے ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت منصوص کہتے ہیں اور وہ چند نفر کو چھوڑکر باقی تمام صحابہؓ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور اس میں فرقہ زیدیہ ان سے اختلاف رکھتا ہے۔ اور یہ کہ وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت ترک کرنے کی وجہ سے سوائے چھ آدمیوں کے باقی ساری امت مرتد ہوگئی اور وہ چھ آدمی یہ ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ حضرت مقداد بن الاسودؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور دو آدمی اور ہیں۔ اور یہ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ امام بطور تقیہ یوں کہہ سکتا ہے کہ میں امام نہیں ہوں اور اللہ تعالی ہونے والے امر کو ہونے سے پہلے نہیں جانتا اور وفات یافتہ لوگ، یوم حساب سے پہلے دنیا میں لوٹ آتے ہیں مگر غالیہ اس سے انکار کرتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ حساب اور حشر کوئی نہیں۔ اور یہ کہ امام، دین و دنیا کی ہر شی کو جو تھی اور جو ہوگی سب جانتا ہے حتی کنکریوں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کو جانتا ہے اور اماموں کے ہاتھ پر انبیاء علیہم السلام کی طرح معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی وہ کافر ہے وغیرہ وغیرہ ان فرقوں میں سے غالیہ اس میں منفرد ہیں کہ وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور وہ یہ دعوی بھی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرح مٹی میں دفن نہیں ہوئے بلکہ وہ اللہ تعالی کے دشمنوں سے جنگ کے لئے بادلوں میں ہیں آپ آخری زمانہ میں واپس آکر اپنے دشمنوں اور اپنے سے بغض رکھنے والوں سے جنگ کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے سب اماموں کو موت نہیں آئی وہ قیامت تک باقی ہیں موت ان کے نزدیک نہیں آتی اور وہ یہ دعوی بھی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نزول وحی میں غلطی کی اور وہ یہ دعوی بھی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ الہ (یعنی معبود ہیں) اور لکھا ہے کہ ایسوں پر اللہ تعالی، اس کے فرشتوں اور ساری مخلوق کی پھٹکار ہو انہوں نے اسلام اور ایمان کو چھوڑا خدا تعالی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انکار کیا اور کفر پر جم گئے الخ۔ مفہوم ماخوذ از غنیۃ الطالبین مولفہ الشیخ عبد القادر الجیلانیؒ مع ترجمہ زبدۃ السالکین ص۱۵۶ ص۱۵۷۔ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے آخری حاشیہ کا ج اور ۲۵،۲۱،۷/۴۹۲ نیز حکم نمبر ۴۰/۴۹۳، ۱/۴۹۱ کا آخری حاشیہ اور باغیوں کے متعلق فتاوی عالمگیری کی بحث ۱۳، باب ۱۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والتشبہ بالکفار وغیرہ	حوالہ
٥٠٢-٢١	رجل قال لامرأته یا کافرة یا یهودیة یا مجوسیة فقالت « همچنینم » اوقالت « همچنینم طلاق ده مرا[٢] » اوقالت « اگر همچنین نیمی با تو نباشمی » اوقالت « همچنین نیمی با تو صحبت نه دارمی » اوقالت « تو مرا نداری[٢] » کفرت ولو قالت « اگر من چنینم مرا مدار[٤] » لا یکفر وقد قیل یکفر ایضا والاول اصح وبه کان یفتی القاضی الامام جمال الدین رح	کذا فی المحیط
٢٢	وعلی هذا اذا قالت المرأة لزوجها یا کافر یا یهودی یا مجوسی فقال الزوج « همچنینم از من بیرون آ » اوقال « اگر همچنین نیمی ترا ندارمی[٥] » فقد کفر ولو قال « اگر چنینم با من مباش[٩] » فهو علی الاختلاف والصحیح انه لا یکفر ولو قال « یکراه که چنینم با من مباش » فالاظهر انه یکفر وقد قیل بخلافه ایضا	کذا فی المحیط
٢٣	ولو قال لاجنبی یا کافر یا یهودی فقال « همچنینم با من صحبت مدار » اوقال « اگر همچنین نیمی با تو صحبت نه دارمی »[١٣] الی آخر ما ذکرنا من الالفاظ فهو علی ما قلنا بین الزوجین	کذا فی المحیط

[١] حکم نمبر ٢٢/٤٦٧ مع پانچواں حاشیہ اور حکم نمبر ٢٠، ٢٢، ٢٣/٥٠٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [٢] انا هكذا او قالت انا هكذا اعطني الطلاق او قالت ان لم اكن هكذا ما كنت بقيت معك او قالت ان لم اكن هكذا ما كنت صاحبتك او قالت لا تمسكني - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی میں ایسی ہی ہوں یا یوں کہا کہ میں ایسی ہی ہوں مجھے طلاق دیدے یا یوں کہا کہ اگر میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ نہ ہوتی یا یوں کہا کہ اگر میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا یوں کہا کہ تو مجھے نہ رکھتا (مترجم) [٣] هكذا فی شرح الفقه الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ١٠١٤ھ ص ١٤٧ حکم نمبر ٢٠/٥٠٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [٤] ان کنت هکذا فلا تمسکنی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اگر میں ایسی ہی ہوں تو تو مجھے نہ رکھ (مترجم) [٥] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ اگر (کسی نے کسی سے کہا کہ اے کافر، اے مجوسی، اے یہودی تو اس کے جواب میں) اس نے یوں کہا کہ اگر میں ایسا ہی ہوں تو مجھ سے الگ ہو جا تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) کلمہ ان کی بجائے کلمہ اذا کہا یعنی یوں کہا کہ جب میں ایسا ہی ہوں تو میرے ساتھ یا یوں کہا کہ میرے ہاں مت ٹھہر تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے کہ کلمہ اذا متحقق الوقوع کے لئے موضوع ہے البتہ یہ کبھی ان کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ اگر میں ایسا ہوں تو نہ ٹھہر تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔

دفعات و شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں کے مشابہت وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۲۱	(ا) کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اے کافرہ ۵؎"، "اے یہودیہ"، "اے مجوسیہ" تو بیوی نے (جواب میں یوں) کہا کہ "میں ایسی ہی ہوں"، یا اس نے یوں کہا کہ "میں ایسی ہی ہوں تو مجھے طلاق دے دے"، یا اس نے یوں کہا کہ "اگر میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ نہ ہوتی"، یا اس نے یوں کہا کہ "میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی"، یا کہا کہ "تو مجھے نہ رکھتا"، تو (ان سب صورتوں میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۳؎ (ب) اور اگر اس عورت نے جواب میں یوں کہا کہ "اگر میں ایسی ہوں تو مجھے مت رکھ"، تو (اس سے) وہ کفر کی مرتکب نہ ہوگی اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں بھی وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہے اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے اور قاضی امام جمال الدینؒ اسی پر فتوی دیتے تھے ۵؎	محیط
۲۲	(ا) اسی مذکورہ صورت (یعنی خاوند کے مذکورہ کلمات کے جواب میں بیوی کے مذکورہ جواب) کے حکم کی طرح جب کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ "اے کافر ۶؎"، "اے یہودی"، "اے مجوسی"، تو خاوند نے جواب میں یوں کہا کہ "اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تجھے نہ رکھتا" تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۸؎ (ب) اور اگر خاوند نے (جواب میں یوں) کہا کہ "اگر میں ایسا ہی ہوں تو تو میرے ساتھ نہ رہ" تو اس کے حکم میں مذکورہ اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۱۰؎ (ج) اور اگر خاوند نے (جواب میں) یوں کہا کہ "یکراہ ۱۱؎ (یعنی بالکل یوں جان لو کہ) میں ایسا ہی ہوں میرے ساتھ نہ رہ"، تو اس کے متعلق زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب ہوگا - اور بعض کا قول اس کے خلاف بھی ہے ۱۲؎	محیط
۲۳	اور اگر (خاوند یا بیوی کے مذکورہ کلمات اور جوابی کلمات کی بجائے) کسی شخص نے کسی اجنبی سے کہا کہ "اے کافر"، "اے یہودی"، تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "میں یوں ہی ہوں تو میرے ساتھ نہ رہ"، یا یوں کہا کہ "اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ نہ رہتا"، آخر تک (وہ الفاظ کہے) جو ہم نے (حکم نمبر ۲۱، ۲۲/۵۰۲ میں) ذکر کیے تو ان کے متعلق وہی حکم ہے جو ہم نے بیوی اور خاوند کے مابین (مذکورہ کلمات اور جوابی کلمات کی صورتوں کے حکم میں) بیان کیا ہے ۱۴؎	محیط

مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م سنہ ۱۰۱۴ھ ص۱۴۷ حکم نمبر ۲، ۲۲، ۲۳/۵۰۲ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ مع پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ مع پانچواں حاشیہ اور ۲۱/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ اناھکذا اخرجی من عندی او قال ان لم اکن ھکذا ماکنت امسکتک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میں ایسا ہی ہوں میرے ہاں سے چلی جا یا یوں کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تجھے نہ رکھتا (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۲۱/۵۰۲ و ملاحظہ ہو (مترجم) ۹؎ ان کنت ھکذا فلا تکونی معی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اگر میں ایسا ہوں تو میرے ساتھ نہ رہ (مترجم) ۱۰؎ حکم نمبر ۲۱ ب/۵۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۱؎ یکراہ یعنی تمام و کمال - ماخوذ از لغات کشوری ص۵۸۲ (مترجم) ۱۲؎ حکم نمبر ۱۹، ۲۰/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۳؎ اناھکذا فلا تصاحبنی او قال ان لم اکن ھکذا ماکنت اصاحبک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی میں یوں ہی ہوں میرے ساتھ نہ رہ یا یوں کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ نہ رہتا (مترجم) ۱۴؎ حکم نمبر ۱۹ تا ۲۲/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والتشبہ بالکفار وغیرہ	حـوالـہ
۵۰۲-۲۴	رجل اراد ان یفعل فعلا فقالت له امرأته "اگر آن کارکنی کافر باشی [۱]"، ففعل ذلك الفعل ولم یلتفت الیها لا یکفر	کذا فی الذخیرة
۲۵	ولو قال لامرأته یا کافرة فقالت المرأة لا بل انت او قالت لزوجها یا کافر فقال الزوج بل انت لم یقع بینهما فرقة هکذا ذکر الفقیه ابو اللیث[۲] فی فتاواه	کذا فی الذخیرة
۲۶	قالت لزوجها "چون مغ چغت آگنده شد" فقال الزوج "پس چندین گاه بامغ باشیدهٔ [۴]"، او قال "بامغ چرا باشیدهٔ [۵]"، فهذا من الزوج کفر	کذا فی الذخیرة
۲۷	ولو قال الزوج لها یا مغ انج فقالت "پس چندین گاه مغ انج را داشتهٔ"، او قالت "مغ انج را چرا داشتهٔ [۷]"، هذا کفر منها	کذا فی الذخیرة
۲۸	ولو قال لمسلم اجنبی یا کافر او لاجنبیة یا کافرة ولم یقل المخاطب شیئا او قال لامرأته یا کافرة ولم تقل المرأة شیئا او قالت امرأة لزوجها یا کافر ولم یقل الزوج شیئا کان الفقیه ابو بکر الاعمش البلخی[۸] یقول یکفر هذا القائل وقال غیره من مشائخ بلخ[۸] لا یکفر والمختار للفتوی فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان کان اراد الشتم ولا یعتقده کافرا لا یکفر وان کان یعتقده کافرا فخاطبه بهذا بناء علی اعتقاده انه کافر یکفر	کذا فی الذخیرة

[۱] ان فعلت هذا الامر فانت کافر - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اگر تونے یہ کام کیا تو تو کافر ہے (مترجم) [۲] حکم نمبر ۴۱/۵۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ مع پانچواں حاشیہ، ۱۹، ۲۸، ۲۹، ۳۰/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ مع آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] غلافک صار ملآن مثل المجوس فقال الزوج فحینئذ مکثت مدة طویلة مع المجوسی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (عورت نے کہا کہ) تیرا غلاف مجوسی کی طرح بھرا ہوا ہے تو خاوند نے (جواب میں یوں) کہا کہ پس تو اس وقت تک لمبا عرصہ مجوسی کے ساتھ رہی (مترجم) [۵] او قال لم مکثت مع المجوسی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یا اس نے یوں کہا کہ تو اتنا عرصہ مجوسی کے ساتھ کیوں رہی (مترجم) [۶] حکم ۲۰، ۲۷/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] یا مجوسیة فقالت حینئذ قد امسکت المجوسیة هذه المدة الطویلة او قالت لم امسکت المجوسیة عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی (خاوند نے بیوی سے کہا کہ) اے مجوسیہ تو بیوی نے (جواب میں یوں) کہا کہ تونے اتنا لمبا عرصہ مجوسیہ کو رکھا ہے یا اس نے یوں کہا کہ تونے مجوسیہ کو کیوں رکھا ہوا ہے (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۰، ۲۶/۵۰۲

دفعات شق نمبر	نواں باب، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۲۴	کسی مرد نے کسی کام کا ارادہ کیا تو اسے اس کی بیوی نے یوں کہا کہ "اگر تو وہ کام کرے تو کافر ہوگا"، پس اس نے وہ کام کر دیا اور بیوی کی (اس بات کی) پرواہ نہ کی تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ؎۲	ذخیرہ
۲۵	اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اے کافرہ"، تو اس عورت نے (جواب میں یوں) کہا کہ "بلکہ تو ہے"، یا بیوی نے خاوند سے کہا کہ "اے کافر"، تو خاوند نے (جواب میں یوں) کہا کہ "بلکہ تو ہے"، تو اس سے (کفر کا ارتکاب نہ ہوگا پس) ان دونوں میں تفریق نہ کی جائے گی۔ فقیہ ابو اللیث ؒ نے یوں ہی اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے ؎۳	ذخیرہ
۲۶	کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ "تیرا غلاف مجوسی کی طرح بھرا ہوا ہے" تو خاوند نے (جواب میں یوں) کہا کہ "پس تو اتنی مدت مجوسی کے ساتھ رہی ہے"، یا یوں کہا کہ "تو مجوسی کے ساتھ رہی ہے"، تو خاوند کا یوں کہنا کفر ہے ؎۶	ذخیرہ
۲۷	اگر (عورت کے مذکورہ کلمات کی بجائے) خاوند نے بیوی سے کہا کہ "اے مغرانج (یعنی اے مجوسیہ) تو بیوی نے (جواب میں یوں) کہا کہ "تو نے اتنا عرصہ مغرانج کو رکھا ہے"، یا اس نے یوں کہا کہ "تو نے مغرانج کو کیوں رکھا ہوا ہے" تو اس عورت کا یوں کہنا کفر ہے ؎۸	ذخیرہ
۲۸	(د) اگر (بیوی اور خاوند کے مذکورہ کلمات اور جوابی کلمات کی بجائے) کسی شخص نے کسی مسلمان اجنبی سے کہا کہ "اے کافر"، یا کسی اجنبی عورت سے کہا کہ "اے کافرہ"، اور مخاطب (یعنی اس اجنبی یا اجنبیہ) نے (جواب میں) کچھ نہ کہا، یا کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ "اے کافرہ"، اور عورت نے (جواب میں) کچھ نہ کہا یا عورت نے خاوند سے کہا کہ "اے کافر"، اور خاوند نے (جواب میں) کچھ نہ کہا تو (ان سب صورتوں کے حکم کے متعلق) فقیہ ابو بکر الاعمش البلخی ؒ کہا کرتے تھے کہ یوں کہنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور آپ کے علاوہ مشائخ بلخ ؒ کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا (ب) اور اس جنس کے مسائل میں فتوی کے لئے مختار حکم یہ ہے کہ ایسے مقولوں کی مانند کہنے والے شخص نے اگر (یوں کہنے میں) اسے گالی دینے کے ارادہ سے یوں کہا اور اپنے اعتقاد میں اسے کافر نہ قرار دیا تو یوں کہنے والا کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اگر یوں کہنے میں اپنے اعتقاد میں اسے کافر قرار دیتے ہوئے اس بنا پر اس مقولہ سے مخاطب کیا کہ اس کے اعتقاد کے بموجب وہ کافر ہے تو (کسی مسلمان کو کافر کہنے والا) وہ شخص کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۹	ذخیرہ

مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۹ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ جب اس نے ایک مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد کیا کہ وہ کافر ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر اعتقاد کیا اور جس نے دینِ اسلام کو کفر اعتقاد کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۱۔ حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ مع پانچواں حاشیہ ۱۹، ۲۹، ۳۰/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع ۔ احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والتشبہ بالکفار وغیرہ	حوالہ
۲۹-۵۰۲	امرأۃ قالت لولدھا" ای مغ بچہ " او " ای کافر بچہ " او " ای جھود بچہ [۱]" ، قال اکثر العلماء لایکون ھذا کفرا وقال بعضھم یکون کفرا ولو قال الرجل ھذہ الالفاظ لولدہ اختلفوا فیہ ایضا والاصح انہ لایکفر ان لم یرد بھا کفر نفسہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	ولو قال لدابتہ " اے کافر خداوند [۳]" ، لایکفر بالاتفاق	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۱	واذا قال لغیرہ " یا کافر یا یھودی یا مجوسی " ، فقال " لبیک " یکفر وکذلک اذا قال " آری ھچنین گیر [۵]" ، یکفر ولو قال " توئی خود [۷]" ، او لم یقل شیئا وسکت لا یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۲	اذا قال لغیرہ " بیم بود کہ کافر شد می [۹]" ، او قال " خشیت ان اکفر " لا یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۳	ولو قال " چنداں برنجانیدی کہ کافر خواستم شدن [۱۱]" ، یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ

[۱] یاابن المجوسی او یا ابن الکافر او یا ابن الیھودی ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (اس نے کہاکہ) اے مجوسی کے بیٹے ، یایوں کہاکہ اے کافر کے بیٹے یایوں کہاکہ اے یہودی کے بیٹے (مترجم) [۲] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ لکھاہے کہ جس شخص نے اپنے بچہ سے کہاکہ اے مجوسی کے بچے یایوں کہاکہ اے کافر کے بچے تو (اسکے حکم کیمتعلق) بعض علماءؒ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ میں کہتاہوں زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ یوں کہنے میں وہ کفر کامرتکب نہ ہوگا اسلئے کہ یوں کہنے میں اس نے اسے گالی دینے اور اسپر تہمت لگانے کا قصد کیا ہے نہ یہ کہ اس نے اپنے آپ کو مجوسی یاکافر قرار دیا ہے اور جب احتمال متحقق ہو تو کفر کا لزوم ممنوع ہے ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۸ ، حکم نمبر ۲۲/۴۲۷ مع پانچواں حاشیہ ، ۱۱/۴۲۷ کاحاشیہ ، ۲۸، ۳۰/۵۰۲ ، ۴، ۵/۴۹۴ مع حواشی اور ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۳] یادابۃ الکافر ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی اے کافر کے جانور (مترجم) [۴] جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس میں عدم کفر کی وجہ یہ ہے کہ جانور ہاتھوں ہاتھ لئے اور دیئے جاتے ہیں نیز اسلئے کہ اس قسم کے الفاظ جہاں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اور وہ اس سے انکا کفر مراد نہیں لیتے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۵۸۰ ۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے اپنے جانور سے یوں کہاکہ اے کافر کے جانور یایوں کہاکہ اے کافر کی ملکیت تو اگر وہ جانور اس کے ہاں پیدا ہوا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا ورنہ نہیں اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ اس کا پہلا مالک کافر ہو اور بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ اس نے اپنے جانور کو یا اپنے بچہ کو یوں کہا اور کسی چیز کے متعلق نیت نہ کی اور اگر اس نے یوں کہنے میں اپنے آپ کے متعلق نیت کی تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے اپنے متعلق کفر کا اقرار کیا مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۸ ۔ حاشیہ ہذا میں درج قاضیخان سے منقول عدم کفر کی دوسری وجہ اور ۲۸، ۲۹/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] نعم افرض ھکذا ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی جی ہاں تو یونہی جان لے (مترجم) [۶] حکم نمبر ۲۰/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] بل انت ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی بلکہ تو ہے (مترجم) [۸] حکم نمبر ۱۹، ۲۵، ۲۸/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۲۹	(ا) کسی عورت نے اپنے بیٹے سے یوں کہا کہ "اے مجوسی کے بیٹے"، یا یوں کہا کہ "اے کافر کے بیٹے"، یا یوں کہا کہ "اے یہودی کے بیٹے"، تو (اس کے حکم کے متعلق) اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ یہ کفر نہ ہوگا اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ یہ کفر ہوگا (ب) اور اگر (یہ (مذکورہ) الفاظ کسی آدمی نے اپنے بیٹے سے کہے تو اس کے حکم میں بھی اہل علم کا) اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر اس نے یوں کہنے میں اپنے متعلق کفر کا ارادہ نہیں کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ؎۲	قاضیخان
۳۰	اگر کسی شخص نے اپنے جانور کو یوں کہا کہ "اے کافر مالک والے"، تو (یوں کہنے سے) وہ بالاتفاق کفر کا مرتکب نہ ہوگا ؎۴	فصول عمادیہ
۳۱	(ا) جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے کافر اے یہودی اے مجوسی"، تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ "لبیک" (یعنی میں حاضر ہوں) تو (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اسی طرح جب اس نے جواب میں یوں کہا کہ "جی ہاں تو یوں ہی جان لے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۶ (ب) اور اگر اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "خود تو ہی ہے"، یا اس نے جواب میں کچھ نہ کہا اور چپ رہا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ؎۸	فصول عمادیہ
۳۲	جب کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "مجھے یہ ڈر تھا کہ میں کافر ہو جاتا"، یا اس نے یوں کہا کہ "مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں کفر کروں گا"، تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ؎۱۰	فصول عمادیہ
۳۳	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "تو نے مجھے اتنا رنج دیا کہ میں نے کافر ہونا چاہا"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؎۱۲	فصول عمادیہ

؎۹ خشیت ان اکفر۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں کفر کروں گا (مترجم) ؎۱۰ نیز حکم نمبر ۳۳/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱۱ آذیتنی کثیرا حتی اردت ان اکون کافرا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی تو نے مجھے اتنی زیادہ ایذا دی کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کافر ہو جاؤں (مترجم)

؎۱۲ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ فلاں شخص مجھ سے بھی زیادہ کافر ہے یا یوں کہا کہ میں اتنا دلتنگ ہوا کہ میں نے کافر ہونا چاہا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۱۔ اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ "فلان اکفر منی"، یعنی فلاں شخص مجھ سے زیادہ کفر کرنیوالا ہے اور اس نے "اکفر" کا کلمہ "کفر" سے بطور افعل التفضیل کہا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے "اکفر" کا کلمہ "کفران" سے کہا یعنی زیادہ ناشکری کرنے والا تو پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَہٗ (آیت ۱۷ سورہ عبس یعنی مارا جائیو آدمی کیسا ناشکر ہے) اور اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں اتنا دلتنگ ہوا کہ میں نے ارادہ کیا کہ کفر کروں تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا یعنی جبکہ "ارادہ کیا"، سے اسکی مراد یہ تھی کہ میں نے قصد کیا اور میں نے نیت کی اور اگر یوں کہنے میں اسکی مراد یہ تھی کہ میں کرنے لگا تھا یا قریب تھا کہ کروں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب ہوگا) نیز بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ مجھے چھوڑ تا کہ میں کافر ہو جاؤں تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ اسنے کفر کرنے کی نیت کی۔ یا اسنے یوں کہا کہ قریب تھا کہ میں کفر کروں تو یوں کہنے میں اسنے کفر کا ارتکاب کیا اور لکھا ہے کہ اس میں کلام یہ ہے کہ کفر کے قریب ہونے سے کفر کا تقارب اور ارتکاب لازم نہیں ہوتا البتہ اگر وہ اس سے یہ مراد لے کہ میں نے کفر کرنیکا قصد کیا اور کفر نہیں کیا تو (یوں کہنے میں) کفر کے قصد اور نیت کی وجہ سے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۱، ص ۱۴۸، ص ۱۴۹۔ حکم نمبر ۸۳، ۳۹، ۴۰، ۴۲/۵۰۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳۲/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والتشبہ بالکفار وغیرہ	حوالہ
۵۰۲-۳۴	رجل قال" ایں روزگار مسلمانی ورزیدن نیست روزگار کافری است"[1] قیل یکفر قال صاحب المحیط وانہ لیس بصواب عندی	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۵	وفی واقعات الناطفی" مسلم ومجوسی فی موضع فدعا رجل المجوسی فقال یا مجوسی فاجابہ المسلم قال ان کانا فی عمل واحد لذلک الداعی فتوھم المسلم انہ یدعوہ لاجل ذلک العمل لم یلزمہ الکفر وان لم یکونا فی عمل واحد خیف علیہ الکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۶	مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ما علمت انہ کفر لا یعذر بھذا	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۷	رجل تکلم بکلمۃ زعم القوم انہا کفر ولیست بکفر علی الحقیقۃ فقیل لہ کفرت وطلقت امرأتک فقال " کافر شدہ گیر وزن طلاق شدہ گیر[2] " یکفر وتبین منہ امرأتہ	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۸	وفی الیتیمۃ سألت والدی عن رجل قال " انا فرعون " او " ابلیس " فحینئذ یکفر	کذا فی التتارخانیۃ

[1] ھذا الزمن لیس زمن الاشتغال بالاسلامیۃ بل زمن الکافریۃ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی یہ زمانہ مسلمانی میں مشغول ہونے کا نہیں بلکہ یہ زمانہ کافری کا ہے (مترجم) [2] شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے یوں کہا کہ یہ زمانہ کفر کا ہے نہ کہ اسلام پر عمل کرنے کا تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا جبکہ اسکی مراد یہ ہو کہ اس زمانہ میں کفر کا کام کرنا چاہیئے نہ کہ اسلام کا کام اور اگر یوں کہنے میں اسکی مراد یہ ہو کہ یہ زمانہ اہل کفر وجہالت کے کاموں کے غلبہ اور اسلام اور علم دین کے کاموں کے ضعف کا ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۷ حکم نمبر ۱۴/۵۰۲ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۰/۵۰۲ کا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] ملحد، زندیق، مرتد، دہری، منافق اور جادوگر کے مفہوم میں فرق اور ان کے حکم کے متعلق رد المحتار ج ۳ سے ماخوذ مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) رد المحتار ج ۳ صفحہ ۴۰۹ میں بحوالہ ابن کمال باشا لکھا ہے کہ لسان العرب میں زندیق کا اطلاق اسپر ہوتا ہے جو ذات باری کی نفی کرے یا جو اس کا شریک ثابت کرے یا جو اسکی حکمت کا انکار کرے اس لحاظ سے زندیق اور مرتد میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص زندیق ہو اور مرتد نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ ایسا زندیق ہے کہ پہلے مسلمان نہ تھا اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مرتد ہو اور زندیق نہ ہو مثلاً یہ کہ کوئی مسلمان یہودی یا نصرانی ہو جائے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مرتد بھی ہو اور زندیق بھی ہو مثلاً یہ کہ کوئی مسلمان شخص زندیق ہو جائے اور شرعی اصطلاح میں زندیق اور مرتد کا فرق واضح ہے کیونکہ فقہاء نے

دفعات و شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۳۴	کسی آدمی نے یوں کہا کہ "یہ زمانہ مسلمانی میں مشغول ہونے کا نہیں ہے یہ زمانہ کافری کا ہے" تو (اس کے حکم کے متعلق بعض فقہاءؒ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور صاحب المحیط کا قول یہ ہے کہ میرے ہاں یہ حکم ٹھیک نہیں ہے [2]	فصول عمادیہ
۳۵	واقعات الناطفی" میں مذکور ہے کہ مسلمان اور مجوسی (دونوں) ایک جگہ تھے پس کسی آدمی نے مجوسی کو بلایا اور کہا کہ "اے مجوسی"، تو اس مسلمان نے جواب دیا (یعنی ہاں کہی) تو (اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ) اگر وہ دونوں (یعنی مسلمان اور مجوسی) اس بلانے والے کے کسی ایک کام میں لگے ہوئے تھے اور مسلمان نے یہ گمان کیا کہ وہ اسے اس کام کے متعلق بلاتا ہے تو اس مسلمان پر (مذکورہ جواب کی بنا پر) کفر لازم نہ ہوگا اور اگر وہ دونوں کسی ایک کام میں نہ تھے تو اس پر کفر کا خوف ہے [3]	فصول عمادیہ
۳۶	کسی مسلمان نے یوں کہا کہ "میں ملحد [4] ہوں (یعنی دین سے پھرا ہوا کافر ہوں) تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں نے نہ جانا کہ یوں کہنا کفر ہے تو اس سے اس کا عذر قبول نہ ہوگا [5]	فصول عمادیہ
۳۷	کسی آدمی نے ایسی بات کہی کہ لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یوں کہنا کفر ہے حالانکہ یوں کہنا درحقیقت کفر نہ تھا پس اسے کہا گیا کہ تو نے کفر کیا اور تیری بیوی کو طلاق واقع ہوگئی تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ" (مجھے) کافر شدہ ہی جان لو اور (میری) بیوی کو طلاق شدہ ہی جان لو"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کی عورت اس سے بائنہ ہو جائے گی (یعنی اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا) [7]	فصول عمادیہ
۳۸	الیتیمہ میں مذکور ہے کہ میں نے اپنے والدؒ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جس نے یوں کہا کہ" میں فرعون ہوں" یا یوں کہا کہ" ابلیس ہوں"، تو اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ اس صورت میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [8]	فصول عمادیہ

زندیق کے مفہوم میں اس کا اعتبار کیا ہے کہ وہ کفر چھپا کر رکھتا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرتا ہے جیسا کہ شرح المقاصد میں ہے لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اعتراف کی قید اسلامی زندیق کے متعلق ہوسکتی ہے دوسرے زندیق کے لئے نہیں - اور لکھا ہے کہ زندیق، منافق، دہری اور ملحد سب میں باہم یہ امر مشترک ہے کہ وہ کفر پوشیدہ رکھتے ہیں اور ان میں باہم فرق یہ ہے کہ (قرآن مجید کا بیان کردہ) منافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معترف نہیں ہوتا اور دہری بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معترف نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ مزید یہ کہ وہ حوادث کو ذاتِ باری کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتا ہے اور ملحد وہ شخص ہے جو شرع کے صراط مستقیم سے کفر کی کسی جہت کی طرف مائل ہوگیا یعنی وہ دین سے پہلو تہی کر گیا اور ایک طرف ہٹ گیا اور اس میں یہ شرط نہیں کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت یا وجود باری کا اعتراف کرے چنانچہ اسمیں اور دہری میں یہ بھی وجہ فرق ہے - نیز ملحد میں یہ بھی شرط نہیں کہ وہ اپنا کفر چھپا کر رکھے اور اس میں اور منافق میں یہی وجہ فرق ہے نیز ملحد میں یہ بھی شرط نہیں کہ وہ پہلے مسلمان ہو اور اسمیں اور مرتد میں یہی وجہ فرق ہے - پس کفر کے فرقوں میں ملحد کا مفہوم زیادہ وسیع اور عام ہے اھ پھر صاحب ردالمحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ زندیق میں بھی یہ شرط نہیں کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرے اس لئے کہ وہ کبھی تو پہلے مسلمان ہوتا ہے پھر زندیق ہو جاتا ہے اور کبھی وہ پہلے بھی کافر ہوتا ہے اور پھر زندیق بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ الفتح میں زندیق کا مفہوم یوں لکھا ہے کہ زندیق وہ ہے جو کسی دین پر نہیں ہوتا پھر صاحب الفتح نے اس کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جان لو کہ زندیق یا تو گمراہی کا داعی ہوگا یا نہ دوسری صورت

(باقی اگلے صفحہ پر)

دلدادشتی نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین	کفر کی تلقین اور کافروں کی مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان

۳۶/۵۰۲ یعنی جبکہ زندیق گمراہی کا داعیِ معروف نہ ہو تو اس کے متعلق صاحب الہدایۃ نے التجنیس میں لکھا ہے کہ وہ تین قسم پر ہے ایک یہ کہ وہ باعتبار اصل تو علی الشرک ہو تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ عجم یعنی غیر عرب میں ہو تو اسے اس کے حسبِ حال چھوڑا جاسکتا ہے۔ دوم یہ کہ وہ باعتبار اصل مسلمان تھا پھر زندیق ہوگیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ پھر سے مسلمان نہ ہو تو اسے قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ مرتد ہے سوم یہ کہ وہ باعتبار اصل ذمی تھا پھر زندیق بھی ہوگیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اسے بھی اپنے حال پر چھوڑا جاسکتا ہے اس لئے کہ کفر سب ایک ہی ملت ہے۔ اور زندیق کی پہلی صورت یعنی جبکہ وہ گمراہی کا داعی معروف ہو تو اگر وہ گرفتار کئے جانے سے قبل اپنے اختیار سے رجوع اور توبہ کرلے تو اسے قتل نہ کیا جائے گا ورنہ اسے قتل کیا جائے گا۔ اور صـ۴۰۹، صـ۴۱۰ میں اس کے داعی معروف ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ اس اعتراض کہ "جب اس کا کفر چھپا ہوتا ہے" تو وہ داعی معروف کیونکر ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ زندیق اپنے کفر کو ایسا ملمع کرتا اور اپنے فاسد عقیدہ کو یوں رواج دیتا ہے کہ وہ اسے صحیح صورت دے کر پیش کرتا ہے اور کفر چھپا ہونے کا مفہوم یہی ہے۔ اور صـ۴۱۱ میں "اس کا کسی دین پر نہ ہونے" کے مفہوم کے متعلق لکھا ہے کہ اسے کسی دین پر قرار نہیں ہوتا یا یہ کہ وہ کسی دین پر نہیں ہوتا یعنی اسکا اعتقاد سب دینوں سے خارج ہوتا ہے یہ دوسرا مفہوم ظاہر ہے

(ب) نیز درمختار مع ردالمحتار صـ۴۱۰، صـ۴۱۱ میں بحوالہ الشمنی لکھا ہے کہ بعض کے ہاں کاہن، الساحر (یعنی جادوگر) کے حکم میں ہے اور بحوالہ حاشیہ البیضاوی لکھا ہے کہ الحاد کا داعی اور اباحی، زندیق کے حکم میں ہے اور بحوالہ الفتح لکھا ہے کہ وہ منافق جو باطن میں کفر رکھے اور اسلام ظاہر کرے وہ بھی زندیق کے حکم میں ہے جو کسی دین پر نہیں ہوتا اسی طرح اس شخص کا یہی حکم ہے جس کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ باطن میں بعض ضروریات دین مثلاً خمر (شراب) کے حرام ہونے کا انکار کرتا ہے اور اس کے حرام ہونے کے اعتقاد کا اظہار کرتا ہے۔

(ج) اور رد المحتار صـ۴۱۰ اور صـ۴۱۱ میں ہے کہ الاباحی وہ ہے جو حرام امور کو مباح اعتقاد کرتا ہے اور بحوالہ قاری الہدایہ لکھا ہے کہ زندیق وہ ہے جو بقاء دہر کا قائل ہوتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اموال اور حرم مشترک ہوتے ہیں اور امام غزالیؒ کی کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ کے حوالہ سے رسالہ ابن کمالؒ میں ہے کہ اس جنس کے مسائل سے یہ ہے کہ تصوف کے مدعیوں میں سے بعض کا یوں کہنا ہے کہ وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ اس سے نماز ساقط ہوگئی ہے اسکے لئے نشہ دار پینا، گناہوں کا ارتکاب اور سلطان کا مال کھانا حلال ہوگیا ہے تو اسکے قتل کے وجوب میں مجھے کوئی شک نہیں اس لئے کہ دین میں اس کا ضرر اعظم اور اباحی سے بھی زیادہ ہے (اور شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صـ۱۵۳ میں ہے کہ جس نے یوں کہا کہ میرے لئے حرام جائز ہوتا ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ اباحی ہے سوائے اسکے کہ اسکے یوں کہنے میں اسکی مراد یہ ہو کہ وہ حالتِ اضطرار میں ہے لہٰذا حرام مباح ہے تو پھر یوں کہنے سے وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور صـ۹۶ میں ہے کہ جبتک کوئی بندہ عاقل بالغ ہو وہ کسی ایسے مقام پر نہیں پہنچتا کہ اس سے (شرعی) امر اور نہی ساقط ہو جائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (آیت ۹۹ سورہ الحجر۔ یعنی اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچے تجھکو یقین) اور مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں الیقین سے مراد وفات ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جو یہ کہے کہ مجھ سے امر و نہی ساقط ہوگیا ہے تو یہ کفر، زندقہ، ضلالت اور جہالت ہے۔)

(د) اور رد المحتار صـ۴۱۱ میں بحوالہ نور العین عن التمہید لکھا ہے کہ جب اہل الاھواء (یعنی محض خواہشاتِ نفس پر چلنے والوں) کی بدعت یوں ظاہر ہو کہ وہ موجب کفر ہو تو وہ اگر اس سے رجوع اور توبہ نہ کریں تو انکا قتل مباح ہو جاتا ہے اور لکھا ہے کہ اگر ان کی وہ بدعت موجب کفر نہ ہو تو ان پر ایسی تعزیری سزا واجب ہے جسکے ذریعہ اس بدعت سے منع کرنا ممکن ہو حتی کہ اگر کسی اور سزا سے انہیں منع کرنا ممکن نہ ہو تو (حسب ضرورت) حبس یا ضرب حتی کہ اس کے داعی اور مقتدا کو سیاسۃ قتل کی تعزیری سزا بھی دی جاسکتی ہے اور لکھا ہے جو بدعت موجب کفر ہو تو ایسی بدعت والوں کو قتل کی سزا دی جاسکتی ہے اور اگر وہ بدعت موجب کفر نہ ہو تو اسکے سردار کو زجراً و امتناعاً قتل کی (تعزیری) سزا دی جاسکتی ہے

(س) نیز رد المحتار صـ۴۱۱ میں ہے کہ باطن کے کفر کی (مذکورہ) حالت کے علم کا طریق یوں ہوسکتا ہے کہ بعض آدمی تفتیش کرکے اسے ایسا پائیں یا وہ خود کسی معتمد کو خفیۃ

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۳۶/۵۰۲ بتائیے

(س) نیز السحر (یعنی جادو) کے متعلق رد المحتار ص۴۰۸ میں بحوالہ الفتح لکھا ہے کہ السحر (یعنی جادو) بلا خلاف حرام ہے اسکے مباح ہونے کا اعتقاد کفر ہے اور بحوالہ الخانیۃ لکھا ہے کہ محض عمل سحر سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا جبتک کہ اسمیں ایسا اعتقاد یا ایسا عمل نہ ہو جو موجب کفر ہو اور ص۴۰۸، ص۴۰۹ میں بحوالہ تبیین المحارم امام ابو منصورؒ سے منقول ہے کہ جادو کو علی الاطلاق کفر کہنا خطا ہے اسکے حکم کیلئے ضروری ہے کہ اسکی حقیقت دریافت کی جائے اگر جادو میں شرطِ ایمان کیلئے ضروری امور میں سے کسی امر کا رد ہو تو وہ جادو کفر ہے ورنہ نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ ہمارے اصحاب سے منقول حکم جو الفتح میں ہے وہ اسپر مبنی ہے کہ جادو تب ہی ہوتا ہے کہ وہ کفر کو متضمن ہو اور ص۴۱۲ میں بھی یوں ہی لکھا ہے - مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۴۰۸ تا ص۴۱۲

نیز بدعتی کے متعلق حکم نمبر ۱و/۱۵۹ مع حاشیہ، ۶۹/۴۶۳ کے آخری حاشیہ میں رد المحتار کا حوالہ، اور خمر کے متعلق حکم نمبر ۱و/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "د" اور "س" اور کاہن کے متعلق حکم نمبر ۵۱و/۴۹۶ کا دوسرا حاشیہ اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۷/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـــــہ۵ جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصۃ لکھا ہے کہ جس شخص نے یوں کہاکہ میں ملحد ہوں تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ کفار کی انواع میں سے سب سے زیادہ قبیح نوع ملحد ہے اور بحوالہ المحیط اور الحاوی لکھا ہے کہ اس لئے کہ ملحد کافر ہے اور اگر اس نے یوں کہاکہ مجھے یہ معلوم نہ تھاکہ یہ کلمہ کفر ہے تو اس سے اس کا عذر قضاءً ظاہر میں قبول نہ ہوگا - خواہ وہ عند اللہ مسلمان ہو جبکہ وہ مذکورہ عذر میں سچا تھا - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۱۴۹ - حکم نمبر ۸۴،۶،۵/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـــــہ۶ افرض انی صرت کافراً وان امرأتی طلقت - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یوں ہی جان لے کہ میں کافر ہوگیا ہوں اور یہ کہ میری بیوی کو طلاق ہوگئی (مترجم)

ـــــہ۷ حکم نمبر ۲۰/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـــــہ۸ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہاکہ میں ابلیس ہوں یا یوں کہاکہ میں فرعون ہوں تو (یوں کہنے میں اگر اس نے محض نام میں مشارکت یا محض نفس کی شرارت مراد لی تو وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اگر اس نے (یوں کہنے میں) فرعون کا کفر اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے) ابلیس کا انکار رہنا مراد لیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے) اور لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہاکہ میں فرعون کے اعتقاد پر ہوں یا یوں کہاکہ میں ابلیس کے اعتقاد پر ہوں یا یوں کہاکہ میرا اعتقاد فرعون کے اعتقاد کی طرح ہے یا یوں کہاکہ میرا اعتقاد ابلیس کے اعتقاد کی طرح ہے تو (ان صورتوں میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا - مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص۱۴۸ اور البحر الرائق میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہاکہ میں فرعون ہوں یا یوں کہاکہ میں ابلیس ہوں تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن جب اس نے یوں کہاکہ میرا اعتقاد ایسا ہی ہے جیسا فرعون کا اعتقاد تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ یوں کہنے میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے) مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۲۴ - حکم نمبر ۵۵/۴۹۵، ۵۰،۱۰/۴۹۶، ۴۴/۵۰۲ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب۴" ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر و التشبہ بالکفار وغیرہ	حوالہ
۳۹-۵۰۲	رجل وعظ فاسقا وندبہ الی التوبۃ فقال لہٗ "ازپس ازیں ہمہ کلاہ مغاں برسر نہم"[1] یکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴۰	قالت امرأۃ لزوجہا "کافر بودن بہتر از با تو بودن"[3] تکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴۱	اذا قال "ہر چہ مسلمانی کردہ ام ہمہ بکافراں دادم اگر فلاں کار کنم و فلاں کار کرد"[5] لایکفر ولا تلزمہ کفارۃ الیمین	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴۲	امرأۃ قالت "کافرام اگر چنیں کار کنم" قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل تکفر و تبیین من زوجہا للحال وقال القاضی الامام علی السغدی ہذا تعلیق ویمین ولیس بکفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴۳	ولو قالت لزوجہا "ان جفوتنی بعد ہذا وقالت ان لم تشتر لی کذا لکفرت" کفرت فی الحال	کذا فی الفصول العمادیۃ

[1] بعد ہذا کلہ اضع علی رأسی قلنسوۃ المجوس - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی میں اس سب کچھ (یعنی اس تمام وعظ و نصیحت) کے بعد اپنے سر پر مجوس کی ٹوپی رکھوں گا (مترجم) [2] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اس صورت میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور لکھا ہے کہ یہ خبر دینا کہ میں کچھ عرصہ بعد کفر کروں گا اس سے وہ تصدیق زائل قرار پاتی ہے جو (ایمان کی بنا پر تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور) دائمی عزم کے ساتھ تھی - ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ط ۳۳۱، ص ۳۲۲ - اور شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ جس شخص کو گناہ کرنے اور فاسقوں سے میل جول رکھنے، اور اعلانِ معاصی پر لوگوں نے ملامت کی اور اسے وعظ و نصیحت کی تو اس نے یوں کہا کہ میں آج سے مجوس کی (خصوصی) ٹوپی پہنوں گا تو اگر اس نے دل کی استقامت کے باوجود یوں ارادہ کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اس نے شرطِ ایمان میں معتبر اقرار کی ضد، یعنی انکار کی خبر دینے کا وعدہ کیا - بعض کے ہاں (بطور تأویل) یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ اسے دل کی استقامت حاصل تھی اور مذکورہ اقرار پہلے سے حاصل ہے اور اب غایۃ اس نے وہ ٹوپی پہننے کی نیت سے، معصیت کی نیت کی ہے اور یہ کفر نہیں ہے - تاہم شرح الفقہ الاکبر میں لکھا ہے کہ ارادہِ کفر، کفر ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۲، حکم نمبر ۴۳، ۸۳ / ۵۰۲، ۱ / ۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" اور ۱ / ۴۹۱ کے پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] الکفر احسن من معاشرتک - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی تیرے ساتھ رہنے سے تو کفر کرنا اچھا ہے (مترجم) [4] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے (اپنے خاوند سے) یوں کہا کہ مجھے کفر کا ارتکاب کرنا، تیرے ساتھ رہنے سے اچھا ہے تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا - نیز لکھا ہے کہ (بطور تأویل) اس عورت کا یہ کلام اس پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ کفر کی حالت میں رہنا باوجودیکہ کفر قبیح ہے تیرے ساتھ رہنے سے آسان ہے - نیز لکھا ہے کہ جس شخص کو صلح کی دعوت دی گئی اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں بت کو سجدہ کر دوں گا مگر اس صلح میں داخل نہ ہوں گا تو اس کے حکم کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہو گا اس لئے کہ (بطور تأویل یہ کہا جا سکتا ہے کہ) اس نے بت کو سجدہ کرنا اور مذکورہ صلح کرنا دونوں کو قبیح سمجھا ہے البتہ اس نے صلح میں داخل

دفعات و شق نمبر	نواں باب ، مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۳۹	کسی آدمی نے کسی فاسق شخص کو وعظ کیا (یعنی نصیحت کی بات کہی) اور اسے توبہ کی طرف اکسایا تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں اس سب کچھ کے بعد مجوسیوں کی (خصوصی) ٹوپی سر پر رکھوں گا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [2]	فصول عمادیہ
۴۰	کسی عورت نے اپنے خاوند سے یوں کہا کہ "تیرے ساتھ رہنے سے تو کافر ہونا بہتر ہے تو (یوں کہنے میں) وہ عورت کفر کا ارتکاب کرتی ہے [4]	فصول عمادیہ
۴۱	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر میں فلاں کام کروں تو میں نے اسلام کے جتنے کام کئے ہیں وہ سب کافروں کو دے دیئے" اور اس نے وہ کام کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور نہ اسے قسم کا کفارہ لازم ہوگا [6]	فصول عمادیہ
۴۲	(و) کسی عورت نے یوں کہا کہ "اگر میں ایسا کروں تو میں کافر ہوں"، تو (اس کے حکم کے متعلق) الشیخ الاسلام ابوبکر محمد بن الفضلؒ کا قول ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہے اور وہ فی الحال اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائے گی (یعنی اسکا نکاح ٹوٹ جائے گا) (ب) قاضی علی السغدیؒ کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا معلق کرنا اور قسم کھانا ہے اور کفر نہیں ہے [8]	فصول عمادیہ
۴۳	اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے یوں کہا کہ "اگر تو نے اس کے بعد مجھ سے بدسلوکی کی یا یوں کہا کہ اگر تو نے میرے لئے فلاں چیز نہ خریدی تو میں کفر کروں گی"، تو (یوں کہنے میں) وہ فی الحال کافرہ ہوگی [9]	فصول عمادیہ

ہونے کو زیادہ مشکل اور زیادہ ناپسند جانا ہے اور صاحب المحیط برہان الدینؒ کا قول یہ ہے کہ میرے ہاں (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور آپکا مذکورہ قول غالباً اس بنا پر ہے کہ اس نے (عدم قبول میں) صلح کو کفر پر ترجیح دی ہے حالانکہ صلح خیر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَالصُّلْحُ خَيْرٌ" آیت ۱۲۸ سورۃ النساء یعنی "اور صلح کرنا خوب چیز ہے"، اور کفر محض شر ہے نیز اس لئے کہ جب اس نے یوں کہا کہ میں بت کو سجدہ کردوں گا تو اس نے اول میں ہی ارتکاب کفر کرلیا - مفہوم فی الجملہ وملخصاً ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۵۰ - حکم نمبر ۱۲، ۱۱، ۳۳/۵۰۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۵/۴۹۴ اور ۱۴/۴۹۳ کے دوسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] کل ما فعلته من امور الاسلام اعطیته کله للکفار ان فعلت ذلك الامر وفعله - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اگر میں فلاں کام کروں تو میں نے اسلام کے جتنے کام کئے وہ سب کافروں کو دے دیئے اور اس نے وہ کام کیا - (مترجم) [6] حکم نمبر ۴۲/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] انا کافر ان فعلت کذا - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اگر میں ایسا کروں تو میں کافرہ ہوں (مترجم) [8] شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جب کسی شخص نے مستقبل میں کسی امر کے متعلق یوں کہا کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ یہودی ہے یا مجوسی ہے یا وہ اسلام سے بری ہے یا اسکی مانند کہا تو یوں کہنا ہمارے ہاں قسم ہے - پس (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے ایسا کیا اور اس کے ہاں یہ ہے کہ وہ کفر کر رہا ہے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہے - اور اگر اس کے ہاں یہ ہے کہ وہ کفر نہیں کر رہا ہے تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس کا وہ کلام مبالغہ پر محمول ہوگا اور اسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا - اور اگر کسی شخص نے ماضی کے کسی امر کے متعلق یوں کہا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ یہودی ہے یا وہ مجوسی ہے الخ - (اور وہ جانتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے) تو اسپر قسم کا کفارہ نہ ہوگا اس لئے کہ وہ یمین غموس ہے اور وہ ناقابل کفارہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کے کفر ہونے یا نہ ہونے کے متعلق وہی حکم ہے جو ذکر ہوا یعنی اگر ایسا کرنے میں اسکے ہاں یہ ہے کہ وہ کفر کر رہا ہے تو وہ کفر کا مرتکب ہے اسلئے کہ یہ رضا بالکفر ہے اور رضا بالکفر کفر ہے اسپر فتوی ہے - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۵۷ - حکم نمبر ۴۳/۵۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر کل ایسا ہوگیا (تو فبہا) ورنہ میں کفر کروں گا تو (یوں کہنے میں) وہ فی الحال کفر کا ارتکاب کرتا ہے - مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۹ حکم نمبر ۸۳، ۳۹، ۴۰/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ۔ احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والتشبه بالکفار وغیرہ	حـوالـہ
۵۰۲-۴۴	رجل قال کنت مجوسیا الا انی اسلمت علی سبیل التمثیل[1] ولم یعتقد ذلک حکم بکفرہ[2] قاله شمس الائمة السرخسی رح	كذا في السراجية
۴۵	اذا سجد لانسان سجدة تحية لا يكفر	كذا في السراجية
۴۶	وفی الخزانة لو قال لمسلم " خدائی عز وجل مسلمانی از تو بستاند [3] " وقال الآخر " آمین " یکفران جمیعا	كذا في التتارخانية
۴۷	رجل آذی رجلا فقال من مسلما نم مرا مرنجان فقال المؤذی " خواهی مسلمان باش وخواهی کافر [5] " یکفر وکذا لو قال " اگر کافر باشی مرا چه زیان [6] " یلزمه الکفر	كذا في التتارخانية
۴۸	کافر اسلم واعطاه الناس اشیاء فقال مسلم " کاش که وے کافر بودی تا مسلمان شدمی ومردمان اورا چیزی دادی [9] " او تمنی ذلک بقلبه فانه یکفر هکذا حکی عن بعض المشائخ رح	كذا في المحيط
۴۹	رجل تمنی ان لم یحرم الله الخمر لا یکفر ولو تمنی ان لم یحرم الله الظلم والزنا وقتل النفس بغیر الحق فقد کفر لان هذه الاشیاء لم تکن حلالا فی وقت	

۱ حکم نمبر $\frac{۸۴ ، ۸ تا ۵}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں۔ نیز شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ فتاوی قاضیخان اور فتاوی الصغری لکھا ہے کہ جس نے یوں کہا کہ اگر میں مسلمان کے ہاں مجلس کروں (تو میں مسلمان ہوں) اور اگر میں نصرانی کے ساتھ مجلس کروں تو میں نصرانی ہوں اور اگر میں یہودی کے ساتھ مجلس کروں تو میں یہودی ہوں تو یوں کہنے میں اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس لئے کہ (یوں کہنے میں) وہ زندیق ہے اور تمام دینوں سے خارج ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ص ۱۴۷ و مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲۲۔ حکم نمبر $\frac{۵۵}{۴۹۵}$ ، $\frac{۵۰ ، ۱۰}{۴۹۶}$ ، $\frac{۳۸}{۵۰۲}$ نیز $\frac{۱}{۴۹۱}$ کے پہلے حاشیہ کا ب ۴ " ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی نے صاحب اکراہ (یعنی سلطان وغیرہ) کیلئے بطور تحیہ (یعنی سلام بجالانے کیلئے) سجدہ کیا تو بعض اہل علم کے ہاں مختار حکم یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہوگا اور بصیر تھا۔ شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہی حکم زیادہ ظاہر ہے اور بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ (ایسا کرنے میں) وہ علی الاطلاق کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ اس نے صاحب اکراہ (یعنی جبر کر سکنے والوں) کو سجدہ کیا ورنہ سب کے ہاں کفر ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد الہروی القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۹ اور مزید تفصیل حکم نمبر $\frac{۷۵}{۵۰۲}$ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔ تاہم حکم ہذا یعنی $\frac{۴۵}{۵۰۲}$ میں بحوالہ السراجیہ اذا سجد لسلطان " نہیں لکھا ہے بلکہ " اذا سجد لانسان " لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب نیز حکم نمبر $\frac{۵۵ ، ۴ تا ۲}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ اللہ تعالی یسلب منک الایمان۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اللہ تعالی تجھ

دفعات/شق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۴۴	کسی آدمی نے یوں کہا کہ "میں مجوسی تھا لیکن میں نقل کے طور پر مسلمان ہوا اور اس نے (یوں کہنے کے متعلق) اعتقاد نہ کیا تو اس (کے مذکورہ قول) پر یہ حکم کیا جائے گا کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا یہ شمس الائمۃ الحلوانیؒ کا قول ہے [۱]	سراجیہ
۴۵	جب کسی شخص نے کسی انسان کو (یعنی مخلوق کو) بطور تحیہ سجدہ کیا (یعنی عبادت کے لئے نہیں صرف سلام بجالانے کے لئے سجدہ کیا) تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [۲]	سراجیہ
۴۶	الخزانہ میں مذکور ہے کہ کسی شخص نے دوسرے مسلمان سے یوں کہا کہ "خدا تعالیٰ تجھ سے مسلمانی (واپس) لے لئے اور دوسرے نے کہا کہ "آمین" (یعنی یوں ہی ہو) تو (اس سے) وہ دونوں کفر کا ارتکاب کرتے ہیں [۴]	تتارخانیہ
۴۷	(و) کسی آدمی نے دوسرے آدمی کو ایذا دی تو اس نے کہا میں مسلمان ہوں مجھے ایذا نہ دے تو ایذا دینے والے نے (جواب میں) یوں کہا کہ "تو چاہے مسلمان ہو چاہے کافر"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷] (ب) اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) اس ایذا دینے والے نے یوں کہا کہ "اگر تو کافر ہوگا تو میرا کیا نقصان" تو یوں کہنے پر اسے کفر لازم ہوگا [۸]	تتارخانیہ
۴۸	کوئی کافر شخص اسلام لایا تو (مسلمان) لوگوں نے اسے کئی قسم کی چیزیں دیں (یعنی اسے مال متاع دیا) تو کسی مسلمان نے یوں کہا کہ "کاش وہ بھی کافر ہوتا تاکہ مسلمان ہو جاتا اور لوگ اسے (بھی) چیزیں دیتے"، یا اس نے اپنے دل میں یہ تمنا کی تو (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ یونہی بعض مشائخؒ سے حکایت کیا گیا ہے [۱۰]	محیط
۴۹	(و) کسی (مسلمان) آدمی نے یہ تمنا کی کہ "کاش اللہ تعالیٰ نے شراب حرام نہ کی ہوتی"، تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اگر اس نے یہ تمنا کی کہ کاش اللہ تعالیٰ نے ظلم، زنا اور ناحق قتل کو حرام نہ کیا ہوتا تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کیا اس لئے کہ یہ چیزیں (یعنی ظلم و زنا وغیرہ) کبھی بھی حلال نہیں رہیں پس پہلی صورت میں (یعنی شراب کے حلال ہونے کی	

ایمان چھین لے (مترجم) [۴] حکم نمبر ۶/۴۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] انا مسلم فلا تؤذینی فقال المؤذی کن مسلما ان اردت او کافرا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میں مسلمان ہوں مجھے ایذا نہ دے تو ایذا دینے والے نے یوں کہا کہ تو چاہے مسلمان ہو چاہے کافر (مترجم) [۶] لو صرت کافرا فما الضرر علی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اگر تو کافر ہوا تو میرا کیا نقصان (مترجم) [۷] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الفتاوی الصغری لکھا ہے کہ جس شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ تو چاہے مسلمان ہو اور چاہے یہودی ہو میرے ہاں دونوں برابر ہیں تو (یوں کہنے میں) اسنے کفر کیا اس لئے کہ یوں کہنا رضا بالکفر ہے اور جو شخص دوسرے کے کفر پر راضی ہوتا ہے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اس میں اختلاف بھی مذکور ہے (حکم نمبر ۶/۴۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) اور لکھا ہے کہ اس صورت میں وجہ کفر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسکے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ اسکے ہاں اسلام اور یہودیت دونوں برابر ہیں لیکن سیاق الکلام اسکی اس مراد پر دلالت کرتا ہے کہ اس مقابل کا اسلام اور کفر اسکے ہاں برابر ہے کیونکہ اسے اسکے معاملہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۰۔ حکم نمبر ۶/۴۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۴۷ و/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] یا لیتہ کان کافرا حتی یسلم فتعطیہ الناس اشیأ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی کاش کہ وہ بھی کافر ہوتا حتی کہ اسلام لاتا پھر لوگ اسے (بھی) چیزیں دیتے (مترجم) [۱۰] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے دل میں مذکورہ (یعنی مستقبل میں کفر کرنے کی) تمنا کی اور زبان سے کچھ نہ کہا تو اسنے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ دل ہی تصدیق کا محل اور مقام ایمان ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۷ اور جیسا کہ اس صورت کے متعلق فتاوی بزازیہ میں ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے (حکم نمبر ۱۰۰، ۵، ۴/۴۹۴، ۳۹، ۴۲، ۸۲ ب/۵۰۲ اور مع حواشی ۱/۴۹۱ کا تیسرا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ مع پہلے

حاشیہ کے تم ملاحظہ ہوں) نیز لکھا ہے کہ کسی مسلمان نے کسی کافر کو "میرے باپ" یا کافرہ کو "میری ماں" کہا تو اس سے کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کافر باپ سے کہا تھا "یا ابت" (آیت ۴۲ سورہ

دفعات شق نمبر	الباب التاسع، احکام المرتدین — موجبات الکفر مایتعلق بتلقین الکفر و الامر بالارتداد و تعلیمه و التشبه بالکفار	حوالہ
۵۰۲-	ما ففی الفصل الاول تمنی مالیس بمستحیل و فی الفصل الثانی تمنی ما هو مستحیل وعلی هذا لو تمنی ان لم تکن المناکحة بین الاخ والاخت حراما لا یکفر لانه تمنی مالیس بمستحیل فانه کان حلالا فی الابتداء والحاصل ان ما کان حلالا فی زمان ثم صار حراما فتمنی ان لم یکن حراما لم یکفر	کذا فی المحیط
۵۰	مسلم رأی نصرانیة سمینة فتمنی ان یکون هو نصرانیا حتی یتزوجها یکفر	کذا فی المحیط
۵۱	رجل قال لغیره مرا بحق یاری ده فقال ذلك الغیر "بحق هرکس یاری دهد من ترا بناحق یاری دهم [۳]" یکفر	کذا فی الفصول العمادیة
۵۲	رجل قال لمن ینازعه افعل کل یوم عشرة امثالك من الطین او لم یقل من الطین فان عنی به من حیث الخلقة یکفر وان عنی به ضعفه لا یکفر۔ وقعت فی زماننا من هذا الجنس واقعة ان رستاقیا قال قد خلقت هذه الشجرة فاتفق اجوبة المفتین انه لا یکفر لانه یراد بالخلق فی هذه المقام عادة الغرس حتی لو عنی حقیقة الخلق یکفر	کذا فی المحیط

[۱] جیساکہ فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۵ میں ہے۔ اور جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الخلاصہ لکھاہے۔ نیز لکھاہے کہ اللہ تعالی کا کوئی حکم جو پہلے انبیاء علیہم کی شریعتوں میں اور پہلی کتب سماوی میں بھی ہو اور اس شریعت میں بھی یا صرف اس شریعت میں ہو، حکم الہی ہونے میں توکوئی فرق نہیں پڑتا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۳۔ حکم نمبر ۲۴ و / ۴۹۸ ملاحظہ ہو اور تمنا کی بجائے انکار کی صورت میں حکم نمبر ۳۰ و / ۴۹۶ کے پہلے حاشیہ کا "د" نیز حکم نمبر ۱، ۱۶ / ۵۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی مسلمان شخص نے نصرانیہ جمیلہ یعنی خوبصورت باجمال نصرانیہ دیکھی تو نصرانی ہونے کی تمنا کی تاکہ اس سے نکاح کرے تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۵ اور جیساکہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ کسی نے نصرانیہ سمینہ دیکھی اور نصرانی ہونے کی تمنا کی تاکہ اس سے نکاح کرے تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور پھر صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کا یوں کہنا اسکی حماقت ہے اس لئے کہ مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ نصرانیہ سے نکاح کرے اور پھر مسلم خواتین میں سمینہ اور جمیلہ کثیر ہیں الخ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۷ حکم نمبر ۴، ۵، ۱۰ / ۴۹۴ اور ۴۸ / ۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] ساعدنی بحق فقال ذلك الغیر کل انسان یعاون مع الحق انا اساعدک بدون الحق۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی (اس نے کہا کہ حق کام میں میرے ساتھ تعاون کر تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ حق کام میں ہر کوئی تعاون کرتا ہے

حوالہ	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر
محیط	صورت میں) اس نے ایسی چیز کی تمنا کی جو محال نہ تھی اور دوسری صورت میں (یعنی ظلم و زنا وغیرہ کے حلال ہونے کی تمنا کی صورت میں) اس نے ایسی چیز کی تمنا کی جو محال تھی (ب) اس (مذکورہ) کی بنا پر اگر کسی نے یہ تمنا کی کہ کاش بہن اور بھائی کے درمیان نکاح حرام نہ ہوتا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے ایسی چیز کی تمنا کی ہے جو محال نہیں کیونکہ ابتدا میں (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں) ایسا (نکاح) حلال تھا اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی زمانہ میں حلال رہی ہو اور پھر حرام قرار پا گئی اور اس کے متعلق کسی نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ حرام نہ ہوتی تو (اس سے) اس نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا [1]	۵۰۲۔
محیط	کسی مسلمان شخص نے کوئی فربہ نصرانیہ (یعنی صحتمند و خوبصورت نصرانی عورت) دیکھی تو اس نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ نصرانی ہوتا تاکہ اس سے نکاح کر لیتا ، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [2]	۵۰
فصول عمادیہ	کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ تو حق کام میں میرے ساتھ تعاون کر تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ " حق کام میں ہر کوئی تعاون کرتا ہے میں ناحق میں (بھی) تیرے ساتھ تعاون کروں گا " تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [3،4]	۵۱
محیط	(ا) کسی آدمی نے اپنے ساتھ جھگڑا کرنے والے سے یوں کہا کہ " میں مٹی سے تجھ جیسے دس بنانا ہر روز کرتا ہوں " یا مٹی سے نہ کہا (یعنی یوں کہا کہ میں تجھ جیسے دس بنانا ہر روز کرتا ہوں) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے یوں کہنے میں بطور پیدائش کے مراد لیا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے یوں کہنے میں اس (جھگڑنے والے) کی کمزوری مراد لی تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا [5] (ب) مذکورہ جنس کے مسائل میں سے ایک واقعہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا کہ ایک دیہاتی (کسان) نے یوں کہا کہ " میں نے یہ درخت پیدا کیا " ، تو اس کے متعلق مفتیوں نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ عادۃً اس موقع پر ، درخت پیدا کرنا کہنے سے " درخت لگانا مراد لیا جاتا ہے ۔ حتیٰ کہ اگر اس نے پیدا کرنا کہنے سے حقیقی معنی مراد لیا تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [6]	۵۲

میں ناحق میں (بھی) تیرے ساتھ تعاون کروں گا (مترجم) [4] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے دوسرے سے کہا کہ حق کام میں میرے ساتھ تعاون کر تو اس نے کہا کہ حق کے ساتھ " یا یوں کہا کہ حق پر ، ہر ایک تعاون کرتا ہے اور میں ناحق کام اور ظلم میں بھی تیرے ساتھ تعاون کروں گا تو اس کے حکم کے متعلق بعض علماء رح کا قول ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ اس نے ایسا کرنا حلال جانا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (آیت ۲ سورہ مائدہ یعنی اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور زیادتی پر) حکم نمبر ۵/۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ الجواہر لکھا ہے کہ جس شخص نے اپنے ساتھ جھگڑا کرنے والے سے یوں کہا کہ میں مٹی سے تجھ جیسے بنانا ہر ساعت کرتا ہوں تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور لکھا ہے کہ اسمیں کلام ہے اور اگر یوں کہے کہ میں ہر ساعت تجھ جیسے پیدا کرتا ہوں تو یوں کہنا بظاہر کفر ہے مگر اس میں عدم کفر کا احتمال بھی ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اِنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ (آیت ۴۹ سورہ آل عمران یعنی میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی کی صورت جانوروں کی پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاویں اڑتا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے) حکم نمبر ۱/۱۹۴ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۴۹ ، صفحہ ۳۵۰ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر مایتعلق بتلقین الکفر والارتداد وتعلیمہ والتشبہ بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۵۳	قال رجل " رھی وار کار کنیم و آزاد وار بخوریم [1] "، فقد قیل ھذا خطاء من الکلام و ھو کلام من یری الرزق من کسبہ اذا قال تافلاں برجا است "[3] واذا قال " تا مرا ایں بازوی زریں برجا است مرا روزی کم نیاید [3] "، قال بعض مشائخنا یکفر وقال بعضھم یخشی علیہ الکفر	کذا فی المحیط
۵۴	قال " درویشی بد بختی است [5] "، فھو خطاء عظیم	کذا فی المحیط
۵۵	قال لآخر " یک سجدہ خدای راکن ویک سجدہ مرا [8] فقیل لا یکفر ھذا القائل	کذا فی المحیط
۵۶	سئل ابو بکر القاضی عمن کان یلعب بالشطرنج فقالت لہ امرأتہ لا تلعب بالشطرنج فانی سمعت العلماء قالوا من یعمل بالشطرنج فھو من اعداء اللہ تعالی فقال الزوج بالفارسیۃ ای دون کہ من دشمن خدایم نشکیبم و نیارامم [9] "، فقال للسائل ھذا امر صعب علی قول علمائنا ینبغی ان تبین امرأتہ ثم یجدد النکاح وقال غیرہ لا یکفر	کذا فی المحیط
۵۷	سئل عبد الکریم عن رجل ینازع قوما فقال الرجل " من ازدہ مغ ستمکارہ ترم "، اوقال " من ازدہ مغ بترم [11] "، قال لا یکفر وعلیہ التوبہ و الاستغفار	کذا فی المحیط

[1] نشتغل مثل العبید ونأکل کالاحرار - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی ہم غلاموں کی طرح کام کرتے ہیں اور آزاد لوگوں کی طرح کھاتے ہیں (مترجم) [2] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ میں کام کرتا ہوں اور آزادانہ کھاتا ہوں تو یہ کلام مجوس کا کلام ہے اور یوں کہنا رزق کو اپنی کمائی کی بنا پر قرار دینا ہے اور یہ محال ہے - مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۵ (مترجم) [3] مادام فلاں مستمرا اوقال مادام ھذا الذراع الذھبی مستمرا لی لا ینقص رزقی - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی جبتک فلاں شخص اپنی جگہ پر موجود ہے یا یوں کہا کہ جبتک میرے لئے یہ سنہری بازو اپنی جگہ موجود ہے مجھے روزی کی کمی نہیں ہوتی ہے (مترجم) [4] حکم نمبر ۵۳/۵۰۲ و مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] الفقر سوء بخت - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی مفلسی بدبختی ہے (مترجم) [6] جیسا کہ فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۲ میں ہے، حکم نمبر ۱/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو - نیز فتاوی بزازیہ میں ہے کہ " درویشِ درویشاں " کہنے پر بعض کے ہاں کفر کا حکم ہے اسلئے کہ اسکا معنی بعض نے یہ کہا ہے کہ " ہر شئی مباح ہے " اور اس سے حرام بھی مباح قرار پاتا ہے پس یوں کہنا کفر ہے، حکم نمبر ۱/۵ مع حاشیہ اور ۳۶/۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا ۲ ملاحظہ ہوں، مگر مذکور معنی باطل ہے بلکہ درویش درویشان کا معنی یہ ہے " مسکنۃ المساکین " یا " فقر الفقراء " اور اسمیں کوئی امر موجب کفر نہیں ہے الخ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۷ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار اور رد المحتار میں بحوالہ نور العین لکھا ہے کہ (یہ) مذکورہ معنی وضعی ہے مگر اسکا ایک عرفی معنی جو ملاحدہ (ملحدین کیمتعلق حکم نمبر ۳۶/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) اور بعض قلندریہ کے عرف میں جاری ہے اسمیں درویشان درویشان کا معنی یہ مراد لیا جاتا ہے کہ تیرے لئے ہر شئی مباح ہے پس حق یہ ہے کہ اگر اسکا کہنے والا اس (مذکورہ) فرقہ سے ہو یا کہنے والا مذکورہ (فرقہ والا) معنی مراد لے یا اسے اسکا معنی معلوم نہ ہو مگر وہ ان مذکورہ فرقہ کے لوگوں کی تقلید میں انکے ساتھ تشبیہ

دفعات دشتی نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۵۳	(د) کسی آدمی نے یوں کہا کہ "ہم غلاموں کی طرح کام کرتے ہیں اور آزاد لوگوں کی طرح کھاتے ہیں"، تو اس کے حکم کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ کلام کی غلطی ہے اور یوں کہنا ایسے شخص کا کلام ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اس کی کمائی سے ہے ۲؎ (ب) جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "جب تک فلاں اپنی جگہ موجود ہے"، یا یوں کہا کہ "جب تک میرے لئے یہ سنہری باز و اپنی جگہ موجود ہے (یعنی سلامت ہے) مجھے روزی کی کمی نہیں ہوتی"، تو اس کے حکم کے متعلق بعض مشائخ رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور بعض مشائخ کا قول یہ ہے کہ اس پر کفر کا خوف ہے ۴؎	محیط
۵۴	کسی شخص نے یوں کہا کہ "درویشی (یعنی فقر و مفلسی) بدبختی ہے"، تو یوں کہنا بڑی غلطی ہے ۶؎	محیط
۵۵	کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "ایک سجدہ خدا کو کرا اور ایک سجدہ مجھے کر"، تو اس کے حکم کے متعلق کہا گیا ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۸؎	محیط
۵۶	ابوبکر القاضی رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کہ شطرنج سے کھیلتا تھا تو اس کی عورت نے اسے کہا کہ شطرنج سے مت کھیلا کر اس لئے کہ میں نے علماء رحمہم اللہ سے ان کا یہ قول سنا ہے کہ جو شخص شطرنج سے کھیلنے کا عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے قرار پاتا ہے تو اس کے خاوند نے (اس کے جواب میں) بزبان فارسی یوں کہا "ای دون من دشمن خدایم نشکیبم دنیا رامم (یعنی ای کمینی میں خدا کا دشمن ہوں میں (اس کام سے) نہ صبر کروں گا اور نہ اس سے اپنے آپ کو چھڑاؤں گا) تو آپ نے سوال کرنے والے سے فرمایا کہ ہمارے علماء رحمہم اللہ کے قول پر یہ امر دشوار رہے چاہیے کہ اس کی عورت بائنہ قرار پائے اور پھر وہ نکاح کی تجدید کرے اور آپ کے علاوہ کا قول یہ ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۱۰؎	محیط
۵۷	عبدالکریم رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں سے جھگڑ رہا تھا تو اس آدمی نے یوں کہا کہ "میں دس مجوسیوں سے بڑھکر ظالم ہوں"، یا یوں کہا کہ "میں دس مجوسیوں سے بدتر ہوں تو (آپ نے اس حکم کے متعلق) فرمایا کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اس پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔	محیط

کرتے ہوئے کہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر تجدید ایمان دجوباً ہوگی یا اس پر کفر کا خوف ہوگا اور پھر تجدید ایمان احتیاطاً ہوگی اور اگر اس نے بے علمی میں کہا تو (عند البعض) وہ خطاکار ہوگا اور اسے استغفار لازم ہوگا پس ایسے کلام کی رخصت نہ دی جائے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص۲۲۴، ص۲۲۵۔ حکم نمبر ۶۶، ۶۷، ۸۵، ۸۶/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ اسجد لله تعالى سجدة ولي سجدة۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی ایک سجدہ اللہ تعالیٰ کیلئے کرا اور ایک سجدہ میرے لئے کر (مترجم)، ۸؎ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "ینبغی لك ان تسجد لی سجدة" یعنی تجھے تو چاہیے کہ مجھے ایک سجدہ کرے تو (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ (عرف و محاورہ میں) اس سے مراد شکر کرنا اور احسان ماننا قرار پاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۲۴ اور اس شریعت میں (مخلوق کیلئے) سجدہ تحیہ حرام اور گناہ کبیرہ ہونے، اسکے کفر قرار پانے میں اختلاف ہونے اور اسے مباح سمجھنے کے کفر ہونے اور سجدہ عبادت کے کفر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۷۵، ۷۶/۵۰۲ نیز ۳، ۴، ۴۹/۵۰۲ اور ۱/۵۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۹؎ یا دنیئة انا عدو الله تعالى لا اصبر ولا استاح۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اے کمینی، میں اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوں میں (اس کام سے) نہ صبر کروں گا اور نہ اسے اپنے آپ کو چھڑاؤں گا (مترجم)، ۱۰؎ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص سے کہا گیا کہ شطرنج سے نہ کھیلا کر اس لئے کہ علماء دین کا قول ہے کہ جو شخص شطرنج سے کھیلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن قرار پاتا ہے تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ اس (صورت) میں کہ خدا کا دشمن قرار پاتا ہوں میں خوش ہوں"، تو (اسکے حکم کے متعلق) فقیہ العیاضی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور انکے علاوہ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۳۵ و ص۳۳۶۔ حکم نمبر ۵/۴۹۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۱۱؎ انا اظلم من عشرة من المجوس او قال انا اقبح من عشرة من المجوس۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میں دس مجوسیوں سے بڑھکر ظالم ہوں۔ یا یوں کہا کہ میں دس مجوسیوں سے زیادہ برا ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمہ والتشبہ بالکفار	حــوالــہ
۵۰۲-۵۸	سئل عن رجل قیل لہ یا یک درھم بدہ تا بعمارت مسجد صرف کنم یا بمسجد حاضر شو بنماز فقال "من نہ مسجد آیم نہ درھم دھم مرا با مسجد چہ کار"[۱] وھو مصر علی ذلک قال لا یکفر ولکن یعزر	کذا فی المحیط
۵۹	یکفر بقولہ عند رؤیۃ الدائرۃ التی تکون حول القمر "یکون مطرا" مدعیا علم الغیب	کذا فی البحر الرائق
۶۰	اذا قال نجومی "زنت بچہ نہادہ است"[۴] ویعتقد ما قال کفر	کذا فی الفصول العمادیۃ
۶۱	لو صاحت الھامۃ فقال "یموت المریض" او قال "بار گران خواھد شدن"[۶] او صاح العقعق فرجع من السفر اختلف المشائخ فی کفرہ	کذا فی الخلاصۃ
۶۲	سئل الامام الفضلی عمن قال لآخر یا احمر فقال ذلک الرجل "خلقنی اللہ تعالی من سویق التفاح وخلقک من الطین والطین لیس کذلک" ھل یکفر قال نعم	کذا فی المحیط
۶۳	وسئل عن رجل قال قولا منھیا عنہ فقال لہ رجل ایش تصنع قد لزمک الکفر قال "ایش اصنع اذا لزمنی الکفر" ھل یکفر قال نعم	کذا فی المحیط

[۱] اما ان تعطی درھما التصرفہ فی عمارۃ المسجد واما ان تحضر بالمسجد للصلوۃ فقال انا لا اتی المسجد ولا اعطی درھما ای شغل لی بالمسجد - عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی تو یا تو مجھے ایک درہم دے تاکہ اسے مسجد کی تعمیر میں خرج کروں اور یا نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ میں نہ مسجد میں آؤں گا اور نہ میں درہم دوں گا مجھے مسجد سے کیا کام (مترجم) [۲] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی آدمی سے کہا گیا کہ معالح المسجد (یعنی مسجد کے تقاضوں اور اسکی ذمہ داریوں کو پورا کرنے) کے لئے ایک درہم دے اور یا مسجد میں (نماز کے لئے) حاضر ہو تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ میں نہ مسجد میں حاضری دوں گا اور نہ درہم دوں گا مجھے مسجد سے کوئی کام نہیں تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا البتہ اس پر تعزیری سزا لازم ہوسکے گی اور اس سے اس پر دلالت ہے کہ جب کوئی لفظ ایسا ہو کہ وہ کفر نہ قرار پاتا ہو لیکن یوں کہنے میں شرع کا ادب ترک ہوتا ہو تو اس پر اسے تعزیری سزا دی جاسکتی ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۳۵ - حکم نمبر $\frac{۱}{۴۹۱}$ کے پہلے حاشیہ کا "ب ہ" نیز حکم نمبر $\frac{۷}{۵۰۲}$ اور $\frac{۴۰}{۴۶۷}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ جب اس نے کسی علامت کی بنا پر نہیں بلکہ علم غیب کا مدعی ہو کر یوں کہا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۲۰ - حکم نمبر $\frac{۵۱}{۴۹۲}$ و مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۶۰، ۶۱، ۴۱}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] امرأتک وضعت ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی تیری بیوی کے ہاں بچہ ہوا ہے (مترجم) [۵] حکم نمبر $\frac{۵۱}{۴۹۲}$ و مع حاشیہ $\frac{۵۹}{۵۰۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] سیقع حملا ثقیلا ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی بھاری بوجھ واقع ہونے

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۵۸	آپ (یعنی شیخ مذکور) سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جسے (یہ) کہا گیا کہ تو یا ایک درہم دے تاکہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کروں یا نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ "میں نہ مسجد میں آؤں گا اور نہ درہم دوں گا مجھے مسجد سے کیا کام"، اور اس پر اس نے اصرار کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن اسے تعزیری سزا دی جائے گی ۲؎	محیط
۵۹	وہ شخص کفر کا ارتکاب کرتا ہے جس نے چاند کے گرد ہونے والا دائرہ دیکھ کر یوں کہا کہ "بارش ہوگی"، درآنحالیکہ وہ علم غیب کا دعوی کنندہ ہو ۳؎	بحرالرائق
۶۰	جب کسی نجومی نے یوں کہا کہ "تیری بیوی کے ہاں بچہ ہوا ہے"، اور اس شخص نے اس نجومی کے کہنے پر اعتقاد کیا تو اس شخص نے کفر کا ارتکاب کیا ۵؎	فصول عمادیہ
۶۱	اگر ھامہ (یعنی الو کی قسم کے جانور) نے آواز کی تو کسی شخص نے یوں کہا کہ "بیمار وفات پا جائے گا"، یا یوں کہا کہ "بھاری بوجھ واقع ہونے والا ہے"، یا عقعق (یعنی کوے کی قسم کے جانور) نے آواز کی تو کوئی شخص (بدشگونی سمجھ کر) سفر سے لوٹ پڑا تو (ان سب صورتوں میں) مشائخ رح نے اس کے کفر ہونے میں اختلاف کیا ہے ۷؎	خلاصہ
۶۲	امام فضلی رح سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے دوسرے سے کہا کہ "اے سرخ" تو اس دوسرے آدمی نے یوں کہا کہ اللہ تعالی نے مجھے سیب کے ستو (یعنی گودے) سے پیدا کیا اور تجھے مٹی سے پیدا کیا اور مٹی اس طرح کی نہیں ہوتی تو کیا (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "ہاں"، ۸؎	محیط
۶۳	نیز آپ سے (یعنی امام فضلی رح سے) اس آدمی کے بارے میں سوال جس نے کوئی ناجائز کلمہ کہا تو اسے دوسرے آدمی نے کہا کہ تو کیا کر رہا ہے (یوں کہنے سے) تجھے کفر لازم ہوگیا ہے تو اس نے جواب میں) یوں کہا کہ "میں کیا کروں جب مجھ پر کفر لازم ہوگیا ہے تو کیا (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ "ہاں"، ۹؎	محیط

دلا ہے (مترجم) ۷؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں اس قسم کے فقروں کے متعلق لکھا ہے کہ وجہ کفر دعوی علم غیب ہے اور وجہ عدم کفر کسی دلیل (اور علامت) کی بنا پر کہنا اور بطور تفاؤل کہنا ہے۔ ماخوذ از قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۵۷۹ ۔ حکم نمبر ۵۱/۴۹۶ مع حاشیہ، حکم نمبر ۳۲ د/۴۶۳ کے حاشیہ میں البحرالرائق کا حوالہ، نیز حکم نمبر ۵۹، ۶۰، ۷۱، ۸۵، ۸۶/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی کے اس قول کو رد کیا ہے کہ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ (آیت ۱۲ سورہ المؤمنون یعنی اور ہم نے بنایا ہے آدمی چن لی مٹی سے) اور یہ اس لئے کہ منی غذا سے، غذا خواہ گوشت ہو یا اناج (وغیرہ) سب پانی اور مٹی سے ہیں اور یہی الطین ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۳۵ ۔ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ وجہ کفر افترا علی اللہ تعالی ہے اور اس بنا پر کہ اس نے اپنے دعوی میں جھوٹ کہا احتمال عدم کفر ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح م ۱۰۱۴ھ ص۱۴۸ ۔ حکم نمبر ۹۲/۴۹۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اد سویق یعنی ستو۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص۱۵۴۷ دھکن ای المنجد اردو ص۶۰۶ ۔ حکم نمبر ۲ ق/۴۹۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹؎ جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس حکم میں کلام ہے ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی رح م ۱۰۱۴ھ ص۱۶۲ ۔ حکم نمبر ۸۲، ۳۷/۵۰۲ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر مایتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمہ والتشبہ بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۶۴	سئل عمن یقرأ الزای مقام الصاد و قرأ اصحاب الجنة مقام اصحاب النار قال لا تجوز امامته ولو تعمد یکفر	کذا فی المحیط
۶۵	فی الجامع الاصغر قال علی الرازیؒ اخاف علی من یقول بحیاتی وحیاتک و ما اشبه ذلک الکفر	کذا فی المحیط
۶۶	واذا قال الرزق من الله تعالی ولکن ازبندہ جنبش خواهد ۳ فقد قیل هذا شرک	کذا فی المحیط
۶۷	رجل قال انا بریٔ من الثواب والعقاب فقد قیل انه یکفر	کذا فی المحیط
۶۸	وفی النوازل لوقال هرچه فلاں گوید بکنم واگر همه کفر گوید ۲ یکفر	کذا فی المحیط
۶۹	رجل قال بالفارسیة ازمسلمانی بیزارم ۵ اوقال ذلک بالعربیة فقد قیل انه یکفر	کذا فی المحیط

۱ حکم نمبر ۱۴۱، ۱۴۴ اور حکم نمبر ۸۴/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں علی الرازیؒ کے مذکورہ قول میں مزید یہ بھی لکھا ہے کہ اگر یہ (امر مانع) نہ ہوتا کہ عوام یوں کہہ دیتے ہیں اور اسے جانتے نہیں تو میں کہتا کہ یوں کہنا شرک ہے اس لئے کہ "لا یمین الا بالله تعالی" (یعنی کوئی قسم نہیں مگر اللہ تعالی کے نام کیساتھ) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے غیر اللہ تعالی کے (نام کے) ساتھ سچی قسم کھانے کی نسبت میرے ہاں یہ پسندیدہ ہے کہ میں اللہ تعالی کے (نام کے) ساتھ جھوٹی قسم کھاؤں. مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۸ اور شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ علی الرازیؒ کا قول ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم یا یوں کہا مجھے تیری زندگی کی قسم یا اسکی مانند کہا تو اسنے کفر کیا اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من حلف بغیر الله فقد اشرک (یعنی جسنے اللہ تعالی کے (نام کے) علاوہ کے ساتھ قسم کھائی تو اسنے شرک کیا (بحوالہ الترمذی) مشکوۃ مترجم ج ۲ ص ۴۶۱) لیکن جب یوں قسم کھانے والے نے محض اپنی یا مخاطب کی فی الجملہ تعظیم کا ارادہ کیا اور اسنے اللہ تعالی کی تعظیم سے مقابلہ اور مشارکت کے طور پر نہ کہا تو اس کا کفر ہونا یقینی نہ رہا اور مذکورہ کی مانند میں، نبی علیہ السلام کی قسم یا روح نبی علیہ السلام کی قسم یا حیات النبی علیہ السلام کی قسم یا خانہ کعبہ کی قسم یا امانت کی قسم وغیرہ بھی شامل ہیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ عام لوگ یوں کہتے اور جانتے نہیں تو میں کہتا کہ یوں کہنا شرک خفی ہے اسلئے کہ کوئی قسم اللہ تعالی کے نام سے بغیر منعقد نہیں ہوتی اور جس نے غیر اللہ تعالی کے (نام کے) ساتھ قسم کھائی اس نے شرک کیا یعنی اس نے بظاہر شرک کیا یا وہ مشرکین سے مشابہ ہوگیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میرے ہاں غیر اللہ تعالی (کے نام) کے ساتھ سچی قسم کھانا اللہ تعالی (کے نام) کے ساتھ جھوٹی قسم کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے (یعنی گناہ ہونے میں بڑھکر ہے) پھر صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ قول اسپر صریح ہے کہ غیر اللہ تعالی (کے نام) کیساتھ قسم کھانا کفر نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من حلف بغیر الله تعالی فقد کفر رواه الحاکم یعنی جسنے اللہ تعالی (کے نام) کے علاوہ کے ساتھ قسم کھائی اس نے کفر کیا۔ (جیسا کہ ترمذی ج ۱ ص ۱۹۶ میں ہے اور) اسکا معنی یہ ہے کہ اس نے کفر سے درے کفر کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ اس نے شرک کیا، اس کا معنی یہ ہے کہ اسنے شرک خفی کیا یا یہ حکم اسپر محمول ہوگا کہ اسنے غیر اللہ تعالی کی قسم کھانے میں اسکی تعظیم کا اعتقاد کیا (یعنی اللہ تعالی کی تعظیم سے مقابلہ اور مشارکت کے طور پر کہا) یا اس نے غیر اللہ تعالی کی قسم کھانے کو حلال جانا، مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۷، ص ۱۵۸، ص ۱۳۱ ۔ حکم نمبر ۶۸/۴۹۵ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ یحتاج الی الحمر کذ من العبد - عربی حاشیہ فتاوی ہذا- یعنی

دفعات شق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۶۴	نیز آپ سے (یعنی امام فضلی سے) اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو (حرف) صاد کے بجائے زای پڑھتا ہو یا اس نے قرأت میں اصحاب الجنۃ (یعنی اہل جنت) کی بجائے اصحاب النار (یعنی اہل جہنم) پڑھا تو آپ نے (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا [۱]	محیط
۶۵	الجامع الاصغر میں ہے کہ علی الرازیؒ نے فرمایا کہ جو شخص یوں کہتا ہے کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم اور تیری زندگی کی قسم یا اس کی مانند (مثلاً تیری جان کی قسم اور تیرے سر کی قسم) تو میں اس پر کفر کا خوف کرتا ہوں [۲]	محیط
۶۶	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اسے بندے کی حرکت کی چاہت (یا احتیاج) ہے تو (یوں کہنے کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ یوں کہنا شرک ہے [۴]	محیط
۶۷	کسی آدمی نے یوں کہا کہ میں ثواب اور عذاب سے بری ہوں تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۵]	محیط
۶۸	النوازل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "جو کچھ فلاں شخص کہے گا میں کروں گا اگرچہ وہ سبھی کفر کہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۷]	محیط
۶۹	کسی آدمی نے فارسی زبان میں یوں کہا کہ "از مسلمانی بیزارم" (یعنی میں مسلمانی سے بیزار ہوں) یا اس نے یہ بات عربی زبان میں کہی تو (اسکے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۹]	محیط

اسے بندے کی حرکت کا احتیاج ہے (مترجم)، [۴] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن وہ بندے کیطرف سے حرکت چاہتا ہے تو یوں کہنا شرک ہے اس لئے کہ بندے کی حرکت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۵ حکم نمبر ۶۰۱/۴۹۵ ملاحظہ ہوں۔ تاہم یہ حکم "قیل" کے ساتھ ہے یعنی یہ غیر قوی حکم ہے جبکہ "از بندہ جنبش خواہد" کا مفہوم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ بندے کی طرف سے حرکت کی چاہت رکھتا ہے اور اگر مفہوم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی طرف سے حرکت کا احتیاج ہے تو پھر حکم واضح ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)، [۵] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ میں ثواب اور عذاب سے بری ہوں تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۵۔ تاہم یہ حکم (بھی) قیل کے ساتھ ہے جس سے واضح ہے کہ اس حکم میں اختلاف بھی ہے۔ چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس نے یوں کہا کہ میں ثواب اور عقاب سے (یعنی نیکی کی جزا اور گناہ کے عذاب سے) بری ہوں یا یوں کہا کہ میں موت اور ثواب سے بری ہوں تو (اسکے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ ثواب اور عذاب کا ثبوت امر قطعی ہے اور موت (کا وقوع) بلاشبہ ہے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اسلئے کہ "بری ہونا" اسکی طرف متوجہ نہ ہونے سے کنایہ (بھی) ہے مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۶۳ حکم نمبر ۱۱ب/۵۰۱ نیز حکم نمبر ۴۲/۵۰۲ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کا پہلا اور آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] ماقالہ فلان افعلہ ولو قال کفرا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (اسنے کہا کہ) جو کچھ فلاں نے کہا میں کروں گا اگرچہ اسنے کفر کہا (مترجم)، [۷] چنانچہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے یوں کہا کہ فلاں شخص یعنی مشائخ، علماء یا امراء، میں سے فلاں شخص مجھے جو حکم دیگا میں کروں گا خواہ وہ کفر ہو یا یوں کہا کہ میں کروں گا خواہ وہ کلمہ کفر ہو تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا اسلئے کہ اسنے زمانہ استقبال میں کفر کرنے کی نیت کی جسکی بنا پر وہ فی الحال کفر کا مرتکب ہے اور اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق" (یعنی خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایمان لانے اور کفر سے رکنے کا ہے مگر اس نے اسپر مخلوق کے حکم کو ترجیح دی خواہ وہ حکم کفر کا ہو۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۵۰ نیز لکھا ہے کہ یوں کہنا رضا بالکفر ہے اور اپنے متعلق رضا بالکفر، کفر ہے۔ حکم نمبر ۵/۴۹۴ نیز حکم نمبر ۸۳، ۳۰، ۲۹، ۸۳/۵۰۲ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب ۴" ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۸] ملت من الاسلام۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میں اسلام سے اکتا گیا ہوں (یعنی بیزار ہو گیا ہوں) (مترجم)، [۹] حکم نمبر ۵، ۴/۴۹۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ۔ احکام المرتدین موجبات الکفر مایتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمہ والتشبہ بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۷۰	حکی ان فی زمن المامون الخلیفۃ سئل فقیہ عمن قتل حائکا چہ واجب شود فقال "تغاریت[1] واجب شود"[2] فأمر المامون بضرب الفقیہ حتی مات وقال ھذا استھزاء بحکم الشرع والاستھزاء باحکام الشرع کفر	کذا فی المحیط
۷۱	اگر درویشی راگوید "مدبر وسیاہ گلیم شدہ است[3]" فھذا کفر	ھکذا فی العتابیۃ
۷۲	من قال لسلطان زماننا عادل یکفر باللہ تعالی کذا قال الامام علم الھدی ابو منصور الماتریدی[4] وقال بعضھم لا یکفر	کذا فی الخلاصۃ

[1] تغار بمعنی طشتِ گِل یعنی مٹی کا تھال ۔ ماخوذ از غیاث اللغات ص۱۰۲ اور تغاری یعنی مٹی کا کونڈا ۔ ماخوذ از کریم اللغات ص۳۳ ، اور تغار کے متعلق ایک مقولہ بھی منقول ہے کہ "شکم فقیراں تغارِ خدا" (مترجم) [2] اور شرح الفقہ الاکبر میں یوں بھی لکھا ہے کہ خلیفہ مامونؒ کے عہد میں کسی شخص سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کسی جولاہے کو قتل کر دیا تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ غضارۃ غرّاء یعنی جوان خوبصورت دوشیزہ ۔ خلیفہ مامونؒ نے یہ بات سنی تو ایسا جواب دینے والے کی گردن اڑانے کا حکم دیا حتی کہ وہ جواب دہندہ موت کے گھاٹ اتر گیا تو خلیفہ مامونؒ نے کہا کہ یوں کہنا شرع کے حکم کے ساتھ استہزاء یعنی مزاح کرنا ہے اور احکام شرع میں سے کسی حکم کے ساتھ مزاح کرنا کفر قرار پاتا ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ منقول ہے کہ الامیر الکبیر تیمورؒ ایک دن ملول اور کبیدہ خاطر تھا اس نے کسی کے کسی سوال کا جواب نہ دیا اس کا مسخرہ (یعنی بھانڈ) آیا اور از راہ مزاح کہنے لگا کہ فلاں شہر کے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں ایک آدمی رمضان المبارک کے مہینہ میں آیا اور کہا کہ "اے حاکم شرع فلاں شخص نے ماہ رمضان کا روزہ کھالیا ہے اس بارے میں میرے پاس گواہ موجود ہیں تو اس قاضی نے (جواب میں) یوں کہا کہ کاش کوئی اور شخص نماز کو بھی کھالے تو ہم (روزہ ونماز) دونوں سے خلاصی پالیں"، مسخرہ نے یہ بات امیر کو ہنسانے کے لئے کہی تو امیر کبیر تیمورؒ نے کہا کہ "امام دجدتم مضحکا سوی امر الدین"، یعنی تم نے امر دین کے علاوہ ہنسانے والی کوئی بات نہیں پائی"، پس امیر نے اس مسخرہ کو سزا دینے کا حکم دیا حتی کہ اسے نڈھال کر دیا ۔ اس کے بعد صاحب شرح الفقہ لکھتے ہیں کہ "فرحم اللہ تعالی من عظم دین الاسلام"، یعنی اللہ تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جس نے دین اسلام کی عظمت قائم کی ۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص۱۴۲ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب م" ۷/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] اذا قال لفقیر صار مدبرا وعدیم البخت ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی جب کسی شخص نے کسی فقیر یعنی مفلس شخص کے متعلق یوں کہا کہ وہ بدبخت اور نحوست زدہ ہوگیا ہے (مترجم) [4] اس صورت میں وجہ کفر واللہ اعلم (۱) غالبا یہ ہے کہ اس نے یوں کہہ کر درویش لوگوں یعنی اولین وآخرین فقراء کی توہین کی ہے جبکہ مومن فقراء کے متعلق احادیث میں کئی فضائل وارد ہیں ۔ مثلا یہ کہ قیامت کے دن اغنیاء مومنین کی نسبت فقراء مومنین بقدر نصف خدائی یوم یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے ۔ یا مثلا یہ کہ اللہ تعالی اس فقیر سے محبت فرماتا ہے جو مومن نیک اور عیالدار ہو ۔ یا یہ کہ وہ فاقہ پر صبر کرے یا مثلا یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا منقول ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ تعالی مجھے مسکینوں کی زندگی دے ، مسکینوں کی موت دے اور قیامت میں مسکینوں کے زمرہ میں حشر فرما ۔ ابن ماجۃ ص۳۱۳ ، ترمذی ج ۲ ص۲۸۳ (۲) یا وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ اس نے یوں کہہ کر افتراء علی اللہ تعالی کا ارتکاب کیا ہے ۔ حکم نمبر ۶۲/۵۰۲ کے حاشیہ میں شرح الفقہ الاکبر کا حوالہ ملاحظہ ہو (۳) یا وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ جیسا کہ اس کی نظیر کے متعلق فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالے نے فلاں شخص کو پیدا کیا اور اسے اپنے ہاں سے دھتکار دیا تو ریوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ اس سے علم غیب کا دعوی قرار پاتا ہے ، مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۲۳ اور اس مذکورہ نظیر کے متعلق شرح الفقہ الاکبر میں بحوالہ فتاوی قاضیخان لکھا ہے کہ جس شخص نے دوسرے شخص کے متعلق یوں کہا کہ اللہ تعالی نے اسے پیدا کیا

دفعات وشق نمبر	نواں باب۔ مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۷۰	منقول ہے کہ خلیفہ مامون الرشیدؒ کے عہد میں کسی فقیہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس نے کسی جولاہے کو قتل کر دیا تو اس پر کیا واجب ہوگا۔ تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ انغار بیت (مٹی کا تھال) واجب ہوگا تو خلیفہ مامون الرشیدؒ نے (اطلاع پاکر) اس فقیہ کو سزا دینے کا حکم دیا حتی کہ وہ (ان ضربوں سے) مرگیا اور خلیفہؒ نے کہا کہ (اس کا) یوں کہنا شریعت کے حکم کا مزاح اڑانا ہے اور شریعت کے حکموں کا مزاح اڑانا کفر ہے ۲ھ	محیط
۷۱	اگر کوئی شخص کسی درویش (یعنی فقیر ومفلس) شخص کے متعلق (بلا سبب) یہ کہے کہ وہ (یعنی وہ درویش شخص) بدبخت اور نحوست زدہ ہوگیا ہے۔ تو یوں کہنا کفر ہے ۴ھ	عتابیہ
۷۲	(۱) جس شخص نے ہمارے زمانہ کے کسی سلطان (یعنی حاکم مجاز) کے متعلق یوں کہا کہ وہ (یعنی سلطان) (شرعی) عادل ہے تو یوں کہنے والا اللہ تعالی سے کفر کا ارتکاب کرتا ہے امام علم الھدیٰؒ نے یوں ہی کہا ہے (ب) اور بعض فقہاءؒ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا ۵ھ	خلاصہ

اور اسے اپنے ہاں سے دھتکار دیا تو (اسکے حکم کے متعلق) اکثر مشائخؒ کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے پھر صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ظاہر حکم یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اسلئے کہ اسکے بارے میں یوں کہنے میں احتمال موجود ہے کہ وہ یوں کہنے میں سچا ہو یا جھوٹا ہوا اور پھر لکھا ہے کہ اس تاویل میں شکل یہ ہے کہ الظہیریہ اور المحیط میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ سبکے ہاں حکم یہ ہے کہ یوں کہنے میں اس نے کفر کیا اور شاید صاحب الظہیریہ اور صاحب المحیط نے "سب" سے یہ مراد لیا ہو کہ اکثر کے ہاں یہ حکم ہے فتدبر۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۴۸ حکم نمبر ۵۴/۵۰۲، ۳۲ د/۴۶۳ کے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ حکم نمبر ۵۱ ا/۴۹۹ مع حواشی، ۱۱ ا/۵۰۱ کا حاشیہ اور ۳۶، ۵۹ تا ۶۱/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ھ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ جس شخص نے ہمارے زمانہ کے سلطان کے متعلق یوں کہا کہ وہ عادل ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے کہ وہ (یعنی ہمارے زمانہ کا سلطان) یقینی طور پر جائر (یعنی ظالم اور غیر عادل) ہے اور جسنے (بیقین) ظلم کو عدل کا نام دیا اسنے کفر کیا اور بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اسکی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ وہ یہ کہے کہ میری مراد یہ ہے کہ "وہ ہمارے غیر کی نسبت عادل ہے" یا یہ کہ وہ راہ حق سے عادل (یعنی عادل کرنے والا اور پھر جانے والا) ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (آیت ۱ سورہ انعام۔ جبکہ "بِرَبِّهِمْ" جار مجرور "کفروا" سے متعلق ہوا اور پھر معنی یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا وہ راہ حق سے پھر جانے والے ہیں اور اگر "بِرَبِّهِمْ" جار مجرور "یعدلون" سے متعلق ہو تو معنی یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے کیسا تھا دروں کو برابر کرتے ہیں اور تفسیر جلالین مع حاشیہ صفحہ ۱۱۱ میں دونوں مفہوم لکھے ہیں اور پہلے مفہوم کو بعض کا قول کہا ہے۔ پس لفظ "عادل" بمعنی پھر جانے والا مراد لینے کی صورت میں وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ السماۃ بالجامع الوجیز للشیخ الامام الحافظ محمد بن محمد شہاب المعروف بابن البزاز الکردری الحنفی م ۸۲۷ھ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۳۶ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی کا کلمہ کفر میں ایسے معنی کا احتمال موجود ہو جس کی رو سے وہ کلمہ کفر نہ قرار پاتا ہو تو اسکے قائل کے متعلق کفر کا حکم نہ ہوگا سوائے اسکے کہ وہ قائل خود اس کلمہ کا موجب الکفر معنی مراد لینے کی تصریح کرے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے زمانہ کے سلطان سے جسطرح ظلم کا وقوع ہوتا ہے اسیطرح کبھی اس سے عدل کا وقوع بھی ہوتا ہے پس اس پر عادل کا اطلاق جائز ہونا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ جب ہمارے زمانہ کے سلطان کا ظلم (اسکے عدل کی نسبت) زیادہ ہے تو اسے عادل نہ کہا جائے گا جیسا کہ جو شخص کبھی کبھی نماز پڑھے تو وہ نمازی نہیں کہلاتا جو کبھی ایک آدھ گناہ سے بچ جائے تو وہ متقی نہیں کہلاتا اور جو کبھی کسی معصیت میں واقع ہو جائے تو اس سے وہ فاسق نہیں کہلاتا اسلئے کہ حکم تو قدر غالب سے دیا جاتا ہے جیسا کہ عالم اور جاہل، عارف اور غافل کے الفاظ کے اطلاق میں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ صفحہ ۱۲۹، صفحہ ۱۳۰، صفحہ ۱۵۹، صفحہ ۱۲۰ اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ ہمارے زمانہ کے سلطان کے متعلق کسی شخص کا یوں کہنا کہ "وہ عادل ہے" کفر ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق للشیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری م ۹۷۰ھ ج ۵ صفحہ ۱۲۴ بہر حال یہ حکم مختلف فیہ ہے کیونکہ تاویل کی گنجائش موجود ہے۔ نیز کفر قرار پانے کی صورت میں بطور مخصوص جزئیہ تو اسکا مصداق ہوسکتا ہے مگر بطور کلیہ اس حکم میں تامل چاہیئے اس لئے کہ صاحب البزازیہ اور صاحب البحر الرائق کے عہد اور مابعد میں کسی سلطان کا عادل ہونا ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر و الامر بالارتداد و تعلیمہ و التشبہ بالکفار	حوالہ
۷۳-۵-۲	ولو قال لواحد من الجبابرة " ای خدای [1] " یکفر ولو قال " ای بارخدای [2] " اکثر المشائخ على انه لا يكفر وهو المختار	كذا في الخلاصة
۷۴	فی اصول الصفار سئل عن الخطباء الذین یخطبون على المنابر یوم الجمعة ما قالوا في القاب السلاطين العادل الاعظم ، شهنشاه الاعظم ، مالك رقاب الامم ، سلطان ارض الله تعالى ، مالك بلاد الله تعالى ، معين خليفة الله تعالى هل يجوز على الاطلاق والتحقيق ام لا قال لا لان بعض الفاظه كفر وبعضه معصية وكذب واما شهنشاه فمن خصائص اسماء الله تعالى بدون وصف الاعظم ولا يجوز وصف العباد بذلك واما مالك رقاب الامم فهو كذب محض واما سلطان ارض الله تعالى واخواتها على الاطلاق فهو كذب محض	كذا في التتارخانية
۷۵	قال الامام ابو منصور اذا قبل احد بين يدى احد الارض او انحنى له او طأطأ رأسه لا يكفر لانه يريد تعظيمه لا عبادته وقال غيره من مشائخنا اذا سجد واحد لهؤلاء الجبابرة فهو كبيرة من الكبائر وهل يكفر قال بعضهم يكفر مطلقا وقال اكثرهم هذا على وجوه ان اراد به العبادة يكفر وان اراد به التحية لم يكفر ويحرم عليه ذلك وان لم تكن له ارادة كفر عند اكثر اهل العلم واما تقبيل الارض فهو قريب من السجود الا انه اخف من وضع الخد والجبين على الارض	كذا في الظهيرية

[1] یا اللہ عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اے معبود (مترجم) [2] یا رب - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی اے پالنے والے (مترجم) [3] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے جابروں میں سے کسی جابر کو یوں کہا کہ " اے خدای " (یعنی اے معبود) تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے یوں کہا کہ " اے بار خدای " (یعنی اے پالنے والے) تو (یوں کہنے میں) وہ اکثر مشائخ رح کے ہاں کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور یہی حکم مختار ہے اور روم کے علاقہ میں سردار اور کاموں کے نگران کو " کدخدای " کہا جاتا ہے اور ہمارے علاقہ میں شادی شدہ آدمی کو " کدخدای " کہا جاتا ہے نیز لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے کسی کو یوں کہا کہ بار خدای من (یعنی اے میرے بار خدا) تو اگر وہ اس کا معنی جانتا ہوا اور اس کا وہی (حقیقی) معنی مراد لے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے اس کا حقیقی معنی نہ جانا تو مجھے امید ہے کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور " یار " بعض لغات میں بزرگ یعنی عظیم کے معنی (بھی) آتا ہے - مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۳

دفعات وشق نمبر	نواں باب ۔ مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۳-۷۳	اگر کسی شخص نے جابر لوگوں میں سے کسی جابر سے یوں کہا کہ "اے خدا" (یعنی صریحاً اے اللہ ، اے معبود) تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے یوں کہا کہ "اے بار خدا" (یعنی اے پالنے والے) تو (اس کے حکم کے متعلق اکثر مشائخ رحمہم اللہ اس پر ہیں کہ (یوں کہنے سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور یہی حکم مختار ہے ۳	خلاصہ
۷۴	اصول الصفار میں مذکور ہے کہ (آپ سے) سوال کیا گیا کہ جمعہ کے دن منبروں پر خطبہ دینے والے (بعض) خطیب سلاطین کے القاب میں جو کچھ کہتے ہیں (مثلاً یہ کہ) "العادل الاعظم (یعنی انصاف والا سب سے عظیم) سب سے عظیم شہنشاہ ، امتوں کی گردنوں کا مالک ، خدا تعالیٰ کی زمین کا سلطان ، اللہ تعالیٰ کے شہروں کا مالک ، اللہ تعالیٰ کے خلیفہ (یعنی نائب) کا معاون ، (وغیرہ) تو کیا (ایسے) الفاظ مطلقاً کہنا اور حقیقی معنوں میں کہنا جائز ہوتا ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ "نہیں" ، اس لئے کہ ان میں سے بعض الفاظ تو ایسے ہیں کہ ان کا کہنا کفر ہے بعض کا کہنا گناہ ہے اور بعض کا کہنا جھوٹ ہے چنانچہ "شہنشاہ" کا لفظ "الاعظم" کی صفت کے بغیر (بھی) اللہ تعالیٰ کے ناموں کی خصوصیات سے ہے بندوں کو اس صفت سے موصوف کرنا جائز نہیں ہے ۔ اور (سلاطین کیلئے) "امتوں کی گردن کا مالک" کہنا محض جھوٹ ہے اور خدا تعالیٰ کی زمین کا سلطان اور اس کی مانند الفاظ علی الاطلاق کہنا (بھی) محض جھوٹ ہے ۴	تتارخانیہ
۷۵	امام ابو منصور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے کسی کے آگے زمین چومی یا اس کے آگے کمر ٹیڑھی کر کے جھکا ، یا اس نے اپنا سر جھکایا تو (ان امور سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا یوں کرنا اس کی تعظیم کے ارادہ سے ہے نہ اس کی عبادت سے اور ہمارے مشائخ رحمہم اللہ میں سے آپ کے علاوہ کا قول یہ ہے کہ جب کسی شخص نے ان جابر لوگوں کے لئے سجدہ کیا تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور کیا ایسا کرنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے ؟ اس کے متعلق بعض مشائخ رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ (یوں کرنے میں) وہ مطلقاً کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اکثر مشائخ رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ اس میں کئی صورتیں ہیں اگر اس نے ایسا کرنے میں عبادت کا ارادہ کیا تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے ایسا کرنے میں سلام بجالانے کا ارادہ کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور اگر ایسا کرنے میں اس کا ارادہ کچھ نہ تھا تو اکثر اہل علم کے ہاں (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے نیز (کسی کے آگے) زمین چومنا سجدہ کرنے کے قریب ہوتا ہے لیکن ایسا کرنا ، زمین پر رخسار اور ماتھا رکھنے کی نسبت خفیف ہے ۵	ظہیریہ

صفحہ ۳۴۸ تا صفحہ ۳۴۹ ۔ حکم نمبر $\frac{۶، ۴۶، ۷۰، ۷۵}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر $\frac{۷۲ تا ۷۵}{۵۰۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ غیر اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم کرنے ، اسے چومنے ، اس کے لئے جھکنے اور اپنے ہاتھ چومنے کے متعلق مندرجہ ذیل مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں ۔

(ا) غیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا (۱) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے غیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ اسکی عبادت کے ارادہ سے کیا تو (یوں کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نے غیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ سلام بجالانے کے ارادہ سے کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور لکھا ہے کہ یہ حکم الاصل میں مذکورہ حکم کے موافق ہے (الاصل کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۴۹۷}$ کے آخری حاشیہ کے ۸ کا "د" ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے شیخ کے لئے سجدہ کرنا مباح اعتقاد کیا تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب ہوگا اور اگر اس کا شیخ اسے ایسا کرنے کا حکم دے اور وہ ایسا کرنے کو مستحسن سمجھتے ہوئے راضی ہو تو وہ (شیخ) بھی کفر کا مرتکب ہے ۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۴۳ ، صفحہ ۳۴۴ (۲) البحر الرائق میں ہے کہ جابر (بقیہ آگے)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمہ والتشبہ بالکفار	حوالہ

٧٥/٥٠٢ (بقیہ) لوگوں کے لئے سجدہ کرنا کفر ہے بشرطیکہ عبادت کے ارادہ سے ہو اور اگر سلام بجالانے کے ارادہ سے ہو تو اکثر کے قول کے بموجب کفر نہیں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ٥ ص ١٢٤ - (٣) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ جواھر الاخلاطی لکھا ہے کہ جس شخص نے سلطان کے لئے بطور سلام کرنے اور آداب بجالانے کے سجدہ کیا یا اس کے آگے زمین کو چوما تو (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا لیکن ایسا کرنے سے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار پاکر گنہگار ہوگا یہی حکم مختار ہے اور فقیہ ابو جعفرؒ کا قول ہے کہ اگر کسی نے سلطان کو عبادت کی نیت سے سجدہ کیا یا اس نے اسے سجدہ کیا تو اس کی کوئی نیت مستحضر نہ تھی تو (ایسا کرنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ص ٤٨ کتاب الکراھیۃ باب ص ٢٨ - (٤) شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ جس شخص نے عبادت کی نیت سے یا بغیر کسی نیت کے سلطان کو سجدہ کیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جس نے ان کے لئے سجدہ کیا تو اگر اس میں ان کی ایسی تعظیم کا ارادہ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے تعظیم کی جاتی ہے تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر اس میں انہیں سلام بجالانے کا ارادہ کیا تو بعض علماءؒ نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ (اس سے) وہ کفر کا مرتکب نہ ہوگا اور پھر صاحب شرح الفقہ الاکبرؒ لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہی حکم زیادہ ظاہر ہے اور بحوالہ الظھیریہ لکھا ہے کہ (سلام بجالانے کے ارادہ سے سجدہ کرنے کے متعلق) بعض علماءؒ کا قول ہے کہ (ایسا کرنے میں) وہ علی الاطلاق کفر کا ارتکاب کرتا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے اہل اکراہ یعنی جبر کر سکنے والوں کو سجدہ کیا اور اگر اس نے اس کے بغیر کو سجدہ کیا خواہ اسے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہو تو (یوں کرنے میں) وہ بلا خلاف کفر کا ارتکاب کرتا ہے (٨٤/٥٠٢ ملاحظہ ہو) اور لکھا ہے کہ (کسی کے آگے) زمین چومنا سجدہ کرنے کے قریب ہے لیکن زمین پر ماتھا یا رخسار رکھنا، زمین چومنے کی نسبت زیادہ فحش اور زیادہ قبیح ہے اور صاحب شرح الفقہ الاکبر لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ (کسی کے آگے) ماتھا رکھنا سب سے زیادہ قبیح ہے اس لئے کہ ایسا کرنا سجدہ کرنا ہے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ١٠١٤ھ ص ١٥٩ (٥) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الجامع الصغیر لکھا ہے کہ کسی بڑے آدمی کے آگے زمین چومنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والا اور ایسا کرنے پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں یہ تتار خانیہ میں ہے اور بحوالہ الغرائب لکھا ہے کہ امراء اور نیک لوگوں کے آگے زمین چومنا جاہلوں کا کام ہے ایسا کرنے والا اور ایسا کرنے پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری، بحث ص ٤٨ کتاب الکراھیۃ۔ باب ص ٢٨، حکم نمبر ٤، ٤٥، ٥٥/٥٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں

(ب) **غیر کو چومنا** (١) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دوسرے شخص کا ہاتھ چومنے کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ (دوسرا شخص دین کا) عالم ہو یا سلطان عادل ہو تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٤٤ (٢) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الغیاثیۃ لکھا ہے کہ (دین کے) عالم اور سلطانِ عادل کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور اس کے علاوہ کا ہاتھ چومنے میں رخصت نہیں ہے یہی حکم مختار ہے اور بحوالہ الذخیرہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے (دین کے) عالم اور سلطانِ عادل کے علاوہ کا ہاتھ چوما تو ایسا کرنے میں اگر اس نے مسلمان کی تعظیم واکرام کا ارادہ کیا تو اس میں حرج نہیں ہے (اور مزید احکام بھی ہیں) (٣) نیز بحوالہ الغرائب لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی عالم یا نیک آدمی سے درخواست کی کہ وہ اپنا پاؤں آگے کرے تاکہ وہ اسے چوم لے تو اس کے متعلق بعض کے ہاں حکم یہ ہے کہ ایسا کرنے کی رخصت نہیں ہے اور نہ وہ ایسی درخواست قبول کرے اور بعض کے ہاں حکم یہ ہے کہ وہ ایسی درخواست قبول کر لے اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے اس کا سر یا اس کا ہاتھ چوم لینے کے متعلق درخواست کی (٤) اور بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ فقیہ ابو جعفر ہندوانیؒ سے منقول ہے کہ جب کوئی مرد فقیہ یا عالم یا زاہد ہو اور دوسرا مرد دین کے اعزاز کی خاطر اس کا چہرہ چوم لے تو اس میں حرج نہیں ہے اور الجامع الصغیر میں ہے کہ ایک مرد، دوسرے مرد کا چہرہ یا ماتھا یا سر چومے تو یہ مکروہ ہے (٥) اور بحوالہ القنیہ لکھا ہے کہ عورت، دوسری عورت کا منہ یا رخسار، ملاقات کرنے یا وداع ہونے کے وقت چومے تو یہ مکروہ ہے (نیز عورت کے متعلق حکم نمبر ٣٠٤/٣٠٣ کا حاشیہ اور حکم نمبر ٥٦/٤٦٧ ملاحظہ ہوں) (٦) اور بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ

۷۵/۵۰۲ - تقبیل یعنی بوسہ لینا اور چومنا پانچ قسم پر ہے قُبلہِ رحمت[۱] یعنی ازراہ مہر و رحم و ترس چومنا، مثلاً والد کا اپنی اولاد کو چومنا قُبلہ تحیہ[۲] یعنی سلام کے وقت (جائز موقع و محل میں) ایک مومن کا دوسرے مومن کو چومنا۔ قُبلہ شفقت[۳] بطور بھلائی چاہنے ڈرنے (اور انکساری کرنے) کے چومنا مثلاً اولاد کا والدین کو چومنا۔ قُبلہِ مودت[۴] - یعنی بطور محبت چومنا مثلاً ایک بھائی کا دوسرے بھائی کے ماتھا کو چومنا اور قُبلہِ شہوت[۵] مثلاً مرد کا اپنی بیوی یا باندی کو چومنا اور بعض نے قبلہ دیانت یعنی بطور دین کے حکم کے چومنا مثلاً حجر کے چومنے کا ذکر بھی کیا ہے یہ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ کتاب الکراھیة، باب ۲۸

(۷) شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ (کسی کے) ہاتھ چومنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ دوسرا شخص ایسا ہو کہ وہ شرعاً اکرام کا مستحق ہے مثلاً یہ کہ وہ صاحب علم و عمل، صاحب شرف ہے تو اس کا ہاتھ چومنے میں ثواب کی امید رکھی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے کیا تھا اور اگر کسی شخص نے کسی دنیادار کے ہاتھ چومے تو (ایسا کرنے میں) وہ فسق کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ وہ محض اس کی دنیا کی وجہ سے یا اس کے منصب کی وجہ سے یا اس کی دولت کی وجہ سے ایسا کرے اور اس کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اس نے اس کے کسی سابقہ احسان کی وجہ سے ایسا کیا یا اس نے ایسا کرنے میں اپنے سے یا اپنے غیر سے ظلم دفع کرنے کا ارادہ کیا اور اس حکم کی اصل وہ حدیث ہے کہ جس شخص نے کسی دولتمند کے لئے اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کی تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہا نیز لکھا ہے ایک روایت میں ہے کہ ایسے فقیر پر خدا کی لعنت ہے جس نے کسی دولتمند کے مال کی وجہ سے اس کے لئے تواضع کی (یعنی اس کی دولت کی وجہ سے اس سے انکساری کی) اور جس نے ایسا کیا اس کا دو تہائی دین جاتا رہا ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ م ۱۰۱۴ھ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ص ۱۵۹ و مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳۹ - ۳۸/۲۲۶ کے حاشیہ میں الغرائب کا حوالہ اور ۷۵/۵۰۲ کے حاشیہ کا "ہ" نیز اس کے "ج ۳" میں بحوالہ مسلم شریف حدیث شریف ملاحظہ ہو

(ج) **غیر اللہ تعالیٰ کے لئے جھکنا اور تواضع کرنا** (۱) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ جواہر الاخلاطی لکھا ہے سلطان وغیرہ کے لئے جھکنا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنا مجوس کے فعل کے مشابہ ہے (۲) اور بحوالہ التمرتاشی لکھا ہے کہ سلام کہنے کے وقت جھکنا مکروہ ہے اور اس کے متعلق نہی وارد ہے (۳) اور بحوالہ الملتقط لکھا ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع حرام ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ کتاب الکراھیة۔ باب ۲۸ اور مزید احکام بھی ہیں۔ حکم نمبر ۷۵/۵۰۲ کے حاشیہ کے "ب ۷" میں بحوالہ شرح الفقہ الاکبر حدیث شریف کا مفہوم ملاحظہ ہو۔ اور ریاض الصالحین میں بحوالہ مسلم شریف بروایت حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ حدیث شریف مروی ہے کہ "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَانَقَصَتْ صَدَقَۃٌ مِنْ مَالٍ وَمَازَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّاعِزًّا وَمَاتَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّارَفَعَہُ اللّٰہُ الحدیث۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور جو بندہ کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ، اللہ تعالیٰ کے لئے (اس کے حکم کی بنا پر) تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بڑھا دیتا ہے۔ ماخوذ از ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ محی الدین ابو بکر ذکریا بن شرف النوویؒ م ۶۷۶ھ مطبوعہ مصر ص ۲۵۲ وکذا فی الصحیح لمسلم الامام ابی الحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیشاپوری م ۲۶۱ھ مطبوعہ اصح المطابع ج ۲ ص ۳۲۱ -

(د) **اپنے ہاتھ چومنا** (۱) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اپنے ہاتھ چومنا مکروہ ہے اور اگر تو غور کرے تو اس میں کوئی تعظیم نہیں - ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴۴ (۲) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ فتاوی اہل سمرقند لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا ہاتھ (غیر کی تعظیم) کے لئے چوما تو یہ مکروہ ہے (۳) اور بحوالہ خزانۃ الفتاوی لکھا ہے کہ جو جاہل لوگ اپنے ساتھی کی ملاقات پر اپنے ہاتھ چومتے ہیں یہ بالاجماع مکروہ ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ کتاب الکراھیة - باب ۲۸ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد وتعلیمه والتشبه بالکفار	حوالہ
۵۰۲-۷۶	یکفر باعتقاد ان الخراج ملك السلطان	كذا في البحر الرائق
۷۷	وفی رسالة الصدر المرحوم اگر یکی بجای کسی بدی کند واو گوید کہ "من این بدای از تو دانم نہ از حکم خدای" کافر گردد	كذا في التاتارخانية
۷۸	وفی رسالته ایضاً در مجموع النوازل آورده است اگر یکی بوقت خلوت ۴ یعنی بوقت پوشیدن شاہ وبوقت تهنیة ازبرائے پوشیدن تشریف ورضاء او قربانی کند کافر شود وایں قربانی مردار باشد وخوردن آں روا نبود وآنکه در زمانِ ما شائع شده است وبیشتری از عورات مسلمانان بدان مبتلا اند استکه بوقت آنکه ابله کودکان رابیروں می آید که آنرا جدری میگویند بنام آں ابله صورتی کرده اند وآنرامی پرستند وشفائی کودکان ازو میخواهند واعتقاد میکنند آں سنگ مر ایں کودکان را شفامی دهد ایں عورات بدیں فعل وبدیں اعتقاد کافر میشوند وشوهران ایشان که بدیں فعل رضامند اند نیز کافر گردند ودیگر ازیں جنس آنست که برسر آب میروند وآں آب رامی پرستند وبنیتی که دارند گوسپند برسر آب ذبح میکنند ایں پرستندگان آب وذبح کنندگان گوسپند کافر می شوند وگوسپند مردار گردد وخوردن آں روا نبود وهمچنیں که زرخانها ۵ صورت میکنند چنانچه معهودِ پرستیدنِ گبران است آں رامی پرستند وبوقت زادن کودک بشنگرف نقش میکنند وروغن میریزند وآں را بنام بتی که آں را بهانی میخوانند می پرستند ومانند ایں هرچه میکنند بدان کافر میشوند واز شوهرانِ خود مباینه میشوند ۶	كذا في التاتارخانية

۱ خراج یعنی محصول۔ خراج کی ایک قسم خراج مقاسمہ ہے اور دوسری قسم خراج وظیفہ جو زمین عشری نہ ہو بلکہ خراجی ہو اس زمین کی پیداوار پر جو مقررہ حصہ واجب ہو وہ خراج مقاسمہ ہے اور اس زمین کی پیداوار سے قطع نظر، محض زمین سے انتفاع پر قدرت کی بنا پر جو واجب ہو وہ خراج وظیفہ ہے اور مزید احکام بھی ہیں۔ عشری اور خراجی زمین سے متعلق احکام فتاوی ہذا کی بحث ۱۳ کتاب السیر کے باب ۷ میں ہیں (مترجم) ۲ اسمیں وجہ کفر واللہ اعلم، غالبا یہ ہے کہ شرعی احکام کی رو سے سلطان، خراج اور بیت المال کا مالک نہیں ہوتا بلکہ اسکا امین اور منتظم ہوتا ہے اور مذکورہ صورت میں اس نے سلطان کیلئے یوں کہکر شرعی احکام سے استخفاف کا ارتکاب کیا ہے۔ حکم نمبر $\frac{۲۴}{۵۰۰}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۵۰۰}$ مع تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر $\frac{۴۹}{۴۹۵}$ مع حاشیا ور $\frac{۱۱ ج}{۵۰۲}$ کا حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۱۴، ۲۵}{۴۹۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ فتاوی عالمگیری عربی نسخہ مطبوعہ مصر مطبع امیریہ ومیمنیہ ہر دو میں یہ لفظ "خلوت" ہی لکھا ہے مگر غالبا طباعت کی غلطی ہے یہاں "خلوت" کی بجائے "خلعت" چاہیئے جیسا کہ مابعد کے قرینہ سے واضح ہے۔ چنانچہ ترجمہ میں یہ اصلاح ملحوظ ہے واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر $\frac{۱۵}{۵۰۲}$ ملاحظہ ہو

۵ فتاوی عالمگیری عربی نسخہ مطبوعہ مصر مطبع امیریہ ومیمنیہ ہر دو میں یہ لفظ "زرخانہا" ہی لکھا ہے مگر غالبا طباعت کی غلطی ہے یہاں "زرخانہا" کی بجائے "درخانہا" ہونا چاہیئے چنانچہ ترجمہ میں یہ اصلاح ملحوظ ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم) ۶ اور دفی مجموع النوازل قال اذا ذبح رجل قربانا عند خلوة السلطان او فی وقت التهنية یصیر کافرا ویکون هذا القربان نجسا ولا یجوز اکله والذی شاع فی زماننا وکثیر من نساء المسلمین مبتلیات بذلك هو انهن فی وقت طلوع الجدری للاطفال یفعلن صورة باسم ذلك الجدری ویعبدنها ویطلبن منها شفاء الاولاد ویعتقدن ان ذلك الحجر یشفی هذه الاطفال فتلك النساء یصرن کافرات

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق - موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۳-۶-۷۶	اگر کسی شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ خراج [۱] (یعنی محصول) سلطان کی ملکیت ہے تو (یوں کہنے میں) اس نے کفر کا ارتکاب کیا [۲]	بحرائق
۷۷	الصدر المرحوم کے رسالہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شخص سے برائی کرے اور وہ شخص (جس سے برائی کی گئی یوں) کہے کہ "میں یہ برائی تجھ سے جانتا ہوں نہ کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۳]	تتارخانیہ
۷۸	نیز اس (مذکورہ) رسالہ میں مذکور ہے کہ مجموع النوازل میں ہے کہ (ل) اگر کوئی شخص خلعت یعنی شاہی انعامی لباس پہنتے وقت یا خلعت پہننے کی وجہ سے مبارکباد کے وقت اور بادشاہ کی رضا کی خاطر (جانور) قربانی کرے تو (یوں کرنے سے) وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے وہ قربانی مردار ہوگی اور اس کا کھانا جائز نہ ہوگا (ب) اور وہ جو کچھ ہمارے زمانہ عام ہوگیا ہے اور مسلمانوں کی بہت سی عورتیں اس میں مبتلا ہیں کہ جب بچوں کو چیچک نکلتی جسے جدری کہتے ہیں تو اس چیچک کے نام پر ایک تصویر مقرر کرتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں۔ اس سے بچوں کے لئے شفا کی درخواست کرتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ پتھران بچوں کو شفا دیتا ہے تو ایسی عورتیں اس فعل اور اس اعتقاد کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرتی ہیں اور ان کے خاوند جو ان کے اس فعل پر راضی ہوں وہ بھی کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (ج) اور اسی جنس کی ایک اور رسم یہ ہے کہ وہ پانی کے کنارے جاتی ہیں اسے پوجتی ہیں اور اس نیت سے جو وہ (دل میں) رکھتی ہیں پانی کے کنارے بکرا ذبح کرتی ہیں تو یہ پانی پوجنے والیاں اور اس (مذکورہ) بکرے کی قربانی دینے والیاں کفر کا ارتکاب کرتی ہیں وہ ذبح شدہ بکرا مردار قرار پاتا ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں ہوتا (د) اسی طرح وہ گھروں میں ایک صورت بنا لیتی ہیں جیسا گبروں (یعنی آتش پرست مجوسیوں) کے ہاں پوجا میں کیا جاتا ہے۔ وہ اس صورت کو پوجتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے وقت (اس تصویر کو) شنگرف سے نقش کرتی ہیں تیل ڈالتی ہیں اور اسے بھانی بت کے نام سے پوجتی ہیں۔ اور اس کی مانند وہ جو کچھ کرتی ہیں وہ کفر کی ارتکاب کنندہ قرار پاتی ہیں اور اپنے خاوندوں سے بائنہ ہو جاتی ہیں (یعنی ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے) [۴]	تتارخانیہ

بهذا الفعل وبهذا الاعتقاد وبرضاء ازواجهن بهذا الفعل يصيرون كفارا ومن هذا القبيل انهن يذهبن الى عين ماء ويعبدن ذلك الماء ويذبحن على ذلك الماء شاة بالنية التي اضمرنها فهاتيك العابدات للماء والذابحات يصرن كافرات وتكون الشاة نجسة ولا يحل اكلها ومثل ذلك انهن يتخذن صورة في البيوت ويعبدنها مثل عبادة المجوس وعند وضع المولود ينقشنها بالزعفران ويقطرن عليها الزيت ويعبدنها باسم الصنم الذي يقال لها بهاني وكلما فعلن شيئا مثل هذا يصرن كافرات ويبن به من ازواجهن - عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا۔ یعنی مجموع النوازل میں ہے آپنے فرمایا کہ جب کسی آدمی نے شاہی انعامی لباس ملنے یا اسپر مبارکباد کے وقت (اسکی رضا کی خاطر) جانور ذبح کیا تو یہ قربانی نجس (یعنی مردار) ہوگی اسکا کھانا جائز نہ ہوگا اور وہ جو ہمارے زمانہ میں عام ہے اور مسلمانوں کی بہت سی عورتیں اسمیں مبتلا ہیں وہ یہ کہ بچوں کو چیچک نکلنے کے وقت وہ ایک تصویر اس چیچک کے نام سے بناتی ہیں۔ اسکی پوجا کرتی ہیں اور اس سے بچوں کی شفا طلب کرتی ہیں اور یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ وہ بت ان بچوں کو شفا دیتا ہے تو اس فعل کیوجہ سے اور اس اعتقاد کیوجہ سے وہ عورتیں کفر کی مرتکب ہیں۔ اور اس کام پر راضی ہونے کیوجہ سے انکے خاوند بھی کفر کے مرتکب ہیں اور اس جنس کی ایک اور رسم یہ ہے کہ وہ پانی کے چشمہ پر جاتی ہیں وہ اس پانی کو پوجتی ہیں اور اس نیت سے جو وہ اپنے دل میں رکھتی ہیں اس پانی پر بکری کی قربانی دیتی ہیں تو یہ پانی کی پوجا کرنے والیاں اور مذکورہ قربانی کرنے والیاں کفر کی مرتکب ہیں اور وہ بکری نجس (یعنی مردار) ہے اسکا کھانا حلال نہیں ہوتا۔ اور اس کی مانند یہ رسم ہے کہ وہ گھروں میں ایک تصویر بناتی ہیں جیسا کہ مجوس کے ہاں پوجا میں ہوتا ہے وہ اسکی پوجا کرتی ہیں۔ اور بچہ پیدا ہونے کے وقت وہ اس تصویر کو شنگرف سے نقش کرتی ہیں۔ اسپر تیل کے قطرے ٹپکاتی ہیں اور بھانی بت کے نام سے اسکی پوجا کرتی ہیں اور جب بھی انہوں نے ایسا کام کیا تو (اس سے) وہ کفر کی مرتکب ہیں۔ اور وہ اپنے خاوندوں سے بائنہ ہو جاتی ہیں۔ (یعنی ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے) (مترجم) [۴] مکرر بعد حاشی اور [۱۴] کے دوسرے حاشیہ کا "ج د" ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع - احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر و الامر بالارتداد و تعلیمہ و التشبہ بالکفار	حوالہ
۵۰۲ / ۷۹	اگر گوید" درین روزگار تا خیانت نکنم و دروغ نگویم روز نمیگذرد" ویا گوید" تا در خرید و فروخت دروغ نہ گوئی نانی نیابی کہ بخوری" ویا یکی را گوید چرا خیانت میکنی یا چرا دروغ میگوئی گوید " ازینہا چارہ نیست" بدین ہمہ لفظہا کافر شود [1]	کذا فی التتارخانیۃ
۸۰	اگر مردی را گویند دروغ مگو پس او گوید" این سخن راست تر است از کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کافر شود [3]	کذا فی التتارخانیۃ
۸۱	اگر کسی بخشم شود و دیگری گوید " کافری بہ ازین کار [5]" کافر گردد	کذا فی التتارخانیۃ
۸۲	اگر مردی سخن گوید کہ آن منہی بود و دیگر گوید چہ میگوئی بر تو کفر لازم میگردد او گوید " چہ کنی از مرا کفر لازم آید [6] " کافر شود	کذا فی التتارخانیۃ
۸۳	من خطر بقلبہ ما یوجب الکفر ان تکلم بہ وھو کارہ لذلک فذلک محض الایمان واذا عزم علی الکفر ولو بعد مائۃ سنۃ یکفر فی الحال	کذا فی الخلاصۃ
۸۴	رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان یکون کافرا ولا یکون عند اللہ تعالی مؤمنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸۵	ماکان فی کونہ کفرا اختلاف فان قائلہ یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط وماکان خطاء من الالفاظ ولا یوجب الکفر فقائلہ مؤمن علی حالہ ولا یؤمر بتجدید النکاح والرجوع عن ذلک	کذا فی المحیط

[1] لو قال رجل مادمت لم اخن فی ھذا الزمان ولم اقل کذبا لا یمضی الیوم او قال ان لم تقل کذبا فی البیع والشراء لا تجد خبزا تاکلہ او قال لآخر لای شیئ تخون او لای شیئ تکذب فقال لابد من ھولاء یصیر کافرا بھذہ الالفاظ کلھا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اس زمانہ میں جبتک خیانت نہ کروں اور جھوٹ نہ بولوں تب تک دن نہیں گذرتا یا کسی نے یوں کہا کہ اگر تو خرید و فروخت میں جھوٹ نہ بولے تو کھانے کے لئے روٹی نہ پائے گا یا کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو کس لئے خیانت کرتا ہے یا تو کس لئے جھوٹ بولتا ہے تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ ان کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ تو ان سبھی الفاظ سے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اذا قیل الرجل لا تکذب فقال ھذا اللفظ اصدق من کلمۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یصیر کافرا۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی کسی آدمی سے کہا گیا کہ تو جھوٹ نہ کہہ تو اس نے یوں کہا کہ یہ بات کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ سچی ہے تو یوں کہنے میں وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے (مترجم) [4] اس صورت میں واللہ اعلم، وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ اسنے دروغ گوئی یعنی جھوٹ کہنے کو کلمہ طیبہ سے بھی زیادہ سچا کہکر اسلام کے بنیادی کلمہ سے استخفاف کا ارتکاب کیا حکم نمبر ۱/۴۹۴ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو۔ یا وجہ کفر غالبا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اللہ تعالی کا قول ہے۔ آیت ۱۹ سورۃ محمد، ۳۵ سورۃ الصّٰفّٰت اور آیت ۲۹ سورۃ الفتح ملاحظہ ہو اور سچائی میں اللہ تعالی کے قول سے بڑھ کر کسی کا قول نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ آیت ۱۲۲ سورۃ النساء یعنی اللہ تعالی سے کس کی بات ہے اور مذکورہ صورت میں وہ شخص اپنی بات کیمتعلق کہہ رہا ہے کہ میری یہ بات کلمہ طیبہ سے بھی زیادہ سچی ہے تو اسکا یوں کہنا گویا مذکورہ ارشاد باری تعالی سے معارض ہے نیز حکم نمبر ۳۲/۵۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام — کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۷۹	اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "اس زمانہ میں جب تک میں خیانت نہ کروں اور جھوٹ نہ بولوں تب تک دن نہیں گزرتا"، یا یوں کہے کہ "جبتک تو خرید و فروخت میں جھوٹ نہ بولے کھانے کے لئے روٹی نہ پائے گا" یا کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو کیوں خیانت کرتا ہے یا تو کیوں جھوٹ بولتا ہے تو وہ جواب میں یوں کہے کہ "ان کے بغیر چارہ نہیں ہے"، تو ان سبھی الفاظ (کے کہنے) سے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے [۲]	تتارخانیہ
۸۰	اگر کسی شخص سے کہیں کہ تو جھوٹ نہ کہہ تو وہ جواب میں یوں کہے کہ یہ بات کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے بھی زیادہ سچی ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے [۴]	تتارخانیہ
۸۱	اگر کسی شخص کو غصہ آجائے اور دوسرا یوں کہے کہ "کافر ہونا اس کام سے بہتر ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے [۶]	تتارخانیہ
۸۲	اگر کوئی آدمی کوئی ایسی بات کہے جو ناجائز ہو اور (اسے) دوسرا شخص یوں کہے کہ تو (یہ) کیا کہہ رہا ہے (اس سے) تجھ پر کفر لازم ہوتا ہے تو وہ (جواب میں) یوں کہے کہ "تو کیا کرے گا اگر مجھ پر کفر لازم آتا ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے [۸]	تتارخانیہ
۸۳	(ا) جس شخص کے دل میں ایسی بات کھٹکی کہ اگر وہ (اسے) زبان پر لائے تو (وہ) موجب کفر ہے اور وہ اسے ناپسند کرنے والا ہے تو ایسی صورتِ حال ایمانِ محض کی ہے [۹] (ب) اور اگر کسی نے کفر کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تو خواہ اس کا ارادہ سو سال بعد کفر کرنے کا ہو وہ فی الحال کفر کا ارتکاب کرتا ہے [۱۰]	خلاصہ
۸۴	کسی آدمی نے (کسی جبر کے بغیر) اپنی مرضی سے زبان پر کلمہ کفر جاری کیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو (اس صورت میں) وہ کفر کا مرتکب ہے اور وہ عند اللہ ت[illegible] [۱۱]	قاضیخان
۸۵	جس صورت میں کسی کے کفر قرار پانے میں فقہاء کا اختلاف ہو [illegible] مرتکب) کو ازروئے احتیاط (اپنے) نکاح کی تجدید کرنے توبہ کرنے اور اس (موجب کفر امر) سے رجوع کرنے کا حکم کی[illegible] رت ایسی ہو کہ (موجب الکفر) الفاظ میں سے وہ لفظ خطاءً سرزد ہوا ہو (یعنی کہنا کچھ چاہتا تھا اور موجب کفر لفظ [illegible] س (وجہ سے) کفر لازم نہ ہوا تو اسکا مرتکب مؤمن ہے اسے (اپنے) نکاح کی تجدید اور اس (موجب کفر لفظ) سے رجوع کر[illegible] م نہ کیا جائیگا [۱۲]	محیط

۵ھ اذا قال رجل لآخر فی حال غضبه الکافر به احسن من هذا الامر یصیر کافراً - عربی حاشیہ فتاوی بزازیہ یعنی جب کسی آدمی نے کسی دوسرے کو اسکے غصہ کی حالت میں یوں کہا کہ "کافر ہونا اس کام سے بہتر ہے"، تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے (مترجم) ۶ھ اس صورت میں وجہ کفر، واللہ اعلم بالصواب، غالبا یہ ہے کہ کفر کا صریح لفظ استعمال کیا اور اسے بہتر کہا۔ پس تاویل کی گنجائش نہیں حکم نمبر ۱۸/۵۰۲ نیز حکم نمبر ۱۱/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ھ اذا تکلم رجل بلفظ منهی عنه فقال آخر لا تقل فانه یلزمك الکفر فقال هو ما تصنع اذا لزمنی الکفر یصیر کافراً - عربی حاشیہ فتاوی بزازیہ یعنی جب کسی آدمی نے کوئی ناجائز بات کہی تو دوسرے نے (اسے) کہا کہ یوں مت کہہ (اس سے) تجھے کفر لازم ہوتا ہے تو اس نے (جواب میں) یوں کہا کہ تو کیا کریگا اگر مجھے کفر لازم ہوتا ہے تو (یوں کہنے میں) وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۶۳/۵۰۲ اور حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ھ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ حدیث شریف میں یوں ہی وارد ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۱ (مترجم) ۱۰ھ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس سے (ایمان کیمتعلق اسکی) دائمی تصدیق زائل ہوگئی۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۱ اور جیسا کہ شرح الفقہ الاکبر میں ہے کہ اگر کسی نے یہ نیت کی کہ وہ مستقبل میں کفر کریگا تو (اس سے) اسنے فی الحال کفر کا ارتکاب کیا۔ مفہوم ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی م ۱۰۱۴ھ ص ۱۴۷ و ص ۱۵۰۔ حکم نمبر ۳۹، ۴۳، ۴۸/۵۰۲ مع حواشی اور ۱/۴۹۱ کا تیسرا حاشیہ اور ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہوں (خلاصہ مترجم) ۱۱ھ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کا "ب"، حکم ۵/۵۰۲ نیز ۶/۴۹۲ اور ۷۳/۵۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۲ھ فتاوی بزازیہ میں یہ ہے کہ جس صورت کے کفر قرار پانے میں اختلاف ہو تو اسکے مرتکب کو احتیاطاً تجدید نکاح اور تجدید نکاح کا حکم کیا جائیگا اور خطا کی صورت میں استغفار کرنے اور اس (امر) سے رجوع کرنیکے علاوہ اور حکم نہ کیا جائیگا مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۲۲ اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ جس صورت کے کفر ہونے میں اختلاف ہو تو اسکے مرتکب کو استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم کیا جائیگا اور خطار کی صورت میں کفر لازم نہیں ہوتا اسکا مرتکب حسب حال ہوگا اور اسے تجدید نکاح کا حکم نہ کیا جائیگا لیکن اسے استغفار کرنے اور اس سے رجوع کرنے کا حکم ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۴۔ حکم نمبر ۸/۵۰۲ نیز حکم نمبر ۱۶/۵۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع ۔ احکام المرتدین — موجبات الکفر ما یتعلق بتلقین الکفر و الامر بالارتداد و تعلیمہ و التشبہ بالکفار	حوالہ
٥٠٢-٨٦	اذا كان فى المسئلة وجوه توجب الكفر و وجه واحد يمنع فعلى المفتى ان يميل الى ذلك الوجه	كذا فى الخلاصة
	وفى البزازية الا اذا صرح بارادة توجب الكفر فلا ينفعه التأويل حينئذ	كذا فى البحر الرائق
	ثم ان كانت نية القائل الوجه الذى يمنع التكفير فهو مسلم وان كانت نيته الوجه الذى يوجب التكفير لا تنفعه فتوى المفتى ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته	[illegible]
٨٧	وينبغى للمسلم ان يتعوذ ذكر هذا الدعاء صباحا و مساء فانه سبب العصمة عن هذه الورطة بوعد النبى صلى الله عليه وسلم والدعاء هذا اللهم انى اعوذ بك من ان اشرك بك شيئا وانا اعلم واستغفرك لما لا اعلم	كذا فى الخلاصة
	...مر بتجديد النكاح ... ب الكفر فقال ... ليوم اوذ...	

ا؎ حکم نمبر $\frac{١}{٤٩١}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢؎ حکم نمبر $\frac{٨٦ ج}{٥٠٢}$ اور $\frac{١}{٤٩١}$ کے آخری حاشیہ کا "ا" "٤" ملاحظہ ہوں (مترجم)

٣؎ یعنی اس صورت میں اگر کوئی مفتی قائل کے اس قول کے متعلق غیر موجب کفر توجیہ کر کے اس کی تکفیر نہ کرے تو اس سے اسے یہ فائدہ نہ ملے گا کہ وہ فی نفسہ بھی کفر کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{٨٦ ب}{٥٠٢}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤؎ حکم نمبر $\frac{١}{٤٩١}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

٥؎ ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ کسی کو شریک کروں درآنحالیکہ مجھے اس کا علم ہو اور بخشش چاہتا ہوں اس سے جس کا مجھے علم نہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب - مرتدوں کے احکام کفر کی تلقین اور کافروں سے مشابہت کرنے وغیرہ سے متعلق موجبات الکفر کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۲-۸۶	(و) جب کسی مسئلہ میں کئی وجوہ ہوں جو موجب کفر ہوں اور (اسکی) ایک توجیہ ایسی بھی ہو کہ (اسکی رو سے) وہ موجب کفر نہ ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اسی توجیہ کی طرف مائل ہو (یعنی وہ توجیہ کرے جس کی رو سے کفر لازم نہ ہوتا ہو) ۱ـہ	خلاصہ
	(ب) اور بزازیہ میں (مذکورہ صورت کے متعلق) لکھا ہے کہ لیکن اگر وہ خود (یعنی موجب کفر امر کا مرتکب شخص) موجب کفر توجیہ کے ارادہ کی تصریح کردے تو پھر (اس صورت میں) اسے تأویل فائدہ نہ دے گی (یعنی پھر وہ کفر کا مرتکب ہوگا) ۲ـہ	بحرالرائق
	(ج) پھر (مذکورہ صورت میں) یہ حکم بھی ہے کہ اگر اس قائل کی نیت (یعنی موجبِ کفر امر کے مرتکب شخص کی نیت) میں وہ توجیہ تھی جو موجبِ کفر نہیں ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر اس قائل کی نیت میں وہ تو[illegible] جو مو[illegible] کفر ہے تو (اس صورت میں) اسے مفتی کا (تأویلانہ) فتوی فائدہ نہ دے گا ۳ـہ بلکہ تجھ پر کفر لازم ہوتا۔ [illegible] موجب کفر امر) سے رجوع کرنے اور اپنے اور اپنی بیوی کے مابین نکاح کی تجدید کرنے وہ کفر کا مرتکب ہو[illegible]ـہ	محیط
۸۳	(ا) جس شخص کے [illegible] کہ وہ ہر صبح شام یہ دعا پڑھنے کا وظیفہ بنالے اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب یہ دعا ارتداد کی ہلاکت سے بچاؤ کا سبب ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ" ۵ـہ	خلاصہ

اللھم انا نسئلک الاخلاص فی ا[illegible] [illegible]ند انتھاء الاجل والعون علی الاتمام
یاذا الجلال والاکرام [illegible]م الصالحات و یرحم اللہ عبدا
قال آمین اللھ[illegible] [illegible]ـبہ ولقارئہ ولسامعہ
ولمحبہ[illegible] [illegible] العافیۃ

حرفِ آخر

بفضلہ تعالیٰ جلد ۱۳ یعنی احکام المرتدین تکمیل پذیر ہوئی وللہ الحمد

اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ حسبِ انتخاب نئی جلد اشاعت پذیر ہوگی ۔ وھو المرتجی

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

قارئین کرام فتاوٰی ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں ۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو ۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت ۔ عظمت اور اہمیت کے پیش نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو ۔ اُردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو ۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو ۔ حوالہ جات میں وضاحت وموزونیت ہو ۔ کتابت کاغذ اور طباعت معیاری ہو ۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام ومفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسبِ ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی ۔ تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی ۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ ۔ مذکورہ حکم کی مثال ۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے اور اس محنت میں فتاوٰی ھذا کے دیگر نسخوں ۔ فقہ وفتاوٰی کی کئی دوسری کتابوں ۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے ۔

سیعرف قدر الترجمان وجهده [illegible] ومحمته [illegible] بك لا [illegible]

اعتذار واستدعا تاہم مجلس سہو وخطا سے مبرّا نہیں ہے ہمیں اپنی بے بضاعتی [illegible] رہنمائی کا احترام ہے ۔ اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فر[illegible] ون فر[illegible] مجلس کو مطلع فرماکر عنداللہ ماجور ہوں ۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم [illegible]

المجادلين اللهم هذا منك ولك فتقبله [illegible]

ولمن سعى فيه ۔ بدعوتہ سید نا محمد [illegible]

الراحمين [illegible] آمین ۔ بارگاہ ایزدی [illegible]

اور اس [illegible] اس گنہگار کیلئے میرے رفقاء کار کیلئے [illegible]

وکل قبنی الدنیا مرا[illegible]

لا ابلغ فی [illegible] الشر[illegible]

غرض نقشے [illegible]

مگر صاحب[illegible]

[illegible] ہود

خویدم [illegible]

میانہ مو[illegible]